

ندائے یارسول اللہ

الصلاة وسلاماً عليك يا رسول الله
صلى الله عليك وسلم

یارسول اللہ تیرے در کی فضاؤں کو سلام
گنبد خضرا کی ٹھنڈی ٹھنڈی چھاؤں کو سلام

36

حضرت فیض ملت محدث وقت شیخ القرآن علامہ محمد رفیع احمد اویسی رضوی مدظلہ

ناشر
مکتبہ اویسیہ رضویہ بہاولپور پاکستان



۳۶



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ



رسالة پار رسول اللہ ﷺ

از قلم

مفسر قرآن مناظر اسلام اساتذ العلماء علامہ محمد رفیع احمد صاحب اویسی مدظلہ العالی

بامتمام

عطاء الرسول اویسی

ناشر: مکتبہ اویسیہ سیرانی روڈ

بہاولپور

فہرست مضامین کنفا ندائے رسول اللہ

59801

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۶	ندائے تفتح و تسخیر	۲	خطبہ و تمہید و مقدمہ
۱۷	نبی عائشہ نے پکارا یا رسول اللہ	۳	نقشہ عقائد و اہلیہ و اہلسنت
۱۷	حسان اور صدیق اکبر نے کہا	۵	سنی سن اور عقیدہ یا رسول اللہ
-	یا رسول اللہ	۵	نذا اور اس کی اقسام
۱۸	ندائے جنزیہ	۷	زندہ مرئی کو قریب سے پکارنا
۱۹	ندائے حکائی	۷	" غیر " " "
۲۰	ندائے زندہ یا بعد وصال والوگو	۷	زندہ کو دور سے پکارنا
۲۰	فرشتوں کے ذریعے	۸	فاروق اعظم نے دور سے پکارا
۲۱	قاعدہ سخویہ	۹	ابو قریصانہ نے دور سے پکارا
۲۲	قوت شنوائی	۱۰	حور کا بہشت سے سون سے پکارنا
۲۳	آنحضرت کی قوت شنوائی	۱۱	ندائے عاشقانہ
۲۳	ملائکہ کی شنوائی	۱۱	زینحاک کی پکار
۲۴	رسول اللہ کے ادنیٰ خادم کا	۱۲	یوسف علیہ السلام کی پکار
	دور سے سننا	۱۳	امام ابو حنیفہ کی پکار
۲۵	ہر جگہ حاضر و ناظر	۱۳	عاشق زار کی پکار
۲۵	لغوی معنی پر اللہ تعالیٰ کو حاضر کہنا	۱۴	حضرت علی نے حضرت عمر کو پکارا
۲۶	حاضر کا مطلب	۱۴	ہر مؤذن کو ہوا
۲۸	امام رازی کی تحقیق	۱۵	بوسے کے معنی

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۶	حدیث نابینا صحابی رضی اللہ عنہ	۲۸	ناظر کا معنی
۲۷	سند حدیث مذکور و فوائد الحدیث	۲۹	حاضر و ناظر کا لغوی معنی
۲۹	و طیفہ برائے حل ہر مشکل	۳۰	مسئلہ شرعی
۲۹	یا رسول اللہ پر عمل صحابہ و تابعین وغیرہم	۳۰	شاید کا معنی
۲۹	عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ والی	۳۱	حضور جلد رحم کے گواہ
۳۰	حدیث کے فوائد	۳۱	شاہ غیب الحق کا عقیدہ
۳۱	نابینا صحابی رضی اللہ عنہ کی حدیث پر	۳۲	شیخ سہروردی کا عقیدہ
۳۱	اعتراض و جواب	۳۲	حاضر و ناظر کے عقلی دلائل
۳۲	روایت اغینونی عباد اللہ	۳۲	تعدد ارواح کے عقلی دلائل
۳۳	روایت مذکورہ کی سند و تجربہ حیات	۳۳	تعدد اجسام کے نقلی دلائل
۳۳	کے فوائد سوال و جواب	۳۳	جسم مثالی
۳۳	قائدہ فن حدیث	۳۳	ارواح انبیاء کے متعدد اجسام
۳۳	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	۳۳	ارواح اولیا " " "
۳۳	مشکل کشا	۳۳	حضور علیہم السلام ہر نیک کے جنازہ میں
۳۳	راہب اسلمی صحابی کا حضور کو روئے	۳۳	شہداء زندون کے مجالس میں
۳۳	سے پکارنا اور حضور علیہ السلام	۳۳	عالم مثال
۳۳	کا مدد کرنا	۳۳	اولیاء کا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
۳۳	حدیث کے مذکورہ کے فوائد	۳۳	کو بیداری میں دیکھنا۔
۳۳	جنگوں میں نوحہ رسالت اور	۳۳	باب اول
۳۳	سیلۃ الکذاب کی جنگ	۳۳	احادیث مبارکہ

۶۷	حدیث مذکور پر سوال و جواب	۵۹	میں نعرہ رسالت
۶۸	حدیث مذکور میں تحقیق اویسی	۵۹	نعرہ رسالت سے جنگ کی
۶۸	صرف نجدیوں کے نزدیک نعرہ یا محمد شرک	۵۹	فتح
۶۹	حضور علیہ السلام کی قوت سماعت	۶۰	یا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے مشکل ٹہلی
۶۹	ملائکہ کی قوت سماعت	۶۰	صحابہ کرام نے رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پکارا
۶۹	صدیق اکبر کا عمل یا محمد	۶۰	ہجرت کے موقع پر نعرہ رسالت
۷۰	اعرابی نے کہا یا محمد	۶۱	صحابی کی فریاد بارگاہ رسول میں
۷۰	سیدہ زینب نے کہا کربلا میں یا محمد	۶۲	نابغہ جدی صحابی نے عرض کی یا غوثا
۷۰	حضور علیہ السلام کربلا کے واقعہ کے وقت کربلا میں موجود تھے ایک سوال کا جواب	۶۲	ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا "یا محمد"
۷۱	امام زین العابدین نے پکارا یا رحمة اللعالمین	۶۲	اہل مدینہ کا عمل یا محمد
۷۲	ندائے یارسول کے وائیل کا خلاصہ	۶۲	مسجد کی حاضری سے پہلے صلوٰۃ و سلام
۷۳	روح نبوی ہر گھر میں	۶۳	ہرنی کی مشکل حل ہوئی
۷۳	غزوات دور صدیقی و فاروقی میں یا محمد	۶۴	قیدیوں کا نعرہ یا محمد فوائد حدیث (قیدیوں والی)
۷۴	یارسول اللہ کا نعرہ مسلمانوں کی نشانی	۶۶	بلال رضی اللہ عنہ کی آواز بہشت میں
۷۵	یارسول کے وظیفہ پر زیارت رسول	۶۶	حدیث بلال رضی اللہ عنہ کی شرح

	باب دوم	۷۵	مرنے کے بعد بھی نورہ یا رسول ﷺ
۸۶	امام ربیع رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ	۷۵	آدم علیہ السلام کا نورہ یا رسول ﷺ
۸۷	عمر کی سیدی جمال بن عمر رحمہ اللہ کا فتویٰ	۷۶	التحیات سے یا نبی سلام علیک کا ثبوت
۸۸	قدیم مدنی حضرات کا شیوہ یا برکت البنی الخ	۷۶	وہابیہ کا عقیدہ کہ نماز میں حضور کا خیال الخ
۸۹	تعارف شاہ عبدالحق مہر دہلوی	۷۷	حدیث شریف سے ثبوت نقل کے سوال کا جواب
۸۹	شاہ صاحب ہر وقت حضور علیہ السلام کی زیارت سے مشرف ہوتے تھے اس لئے حضور صلی ولی کہلاتے	۷۸	التحیات میں حضور کو حافظ خیا کر کے سلام عرض کرے جوابات مضمون بالا
۸۹	حکایت بشرط کے مخالف فقیر کے ساتھ روحانی مقابلہ اور زیارت رسول صلی اللہ علیہ وسلم	۸۰	نماز کے تشہد کے وقت حضور شیخ عبدالحق دہلوی قدس سرہ کا عاشقانہ قول
۹۱	حکایت مذکورہ کے فوائد شاہ صاحب کے اشعار	۸۲	حضور علیہ السلام کے زمانہ اقدس میں حاضر و ناظر کا عقیدہ
۹۲	اور دفینہ پڑھنے کا طریقہ	۸۳	تشہد میں صیغہ نداء کے تبدیل کرنے کا اختلاف
۹۳	اور دفینہ میں سترہ بار یا	۸۴	سوال مذکور کے جوابات
۹۴	رسول اللہ	۸۶	

۱۰۴	اوران کی کرامات اور بعد وصال زندہ	۹۴	یہ اورادِ فتحیہ ایک ہزار چار سو
۱۰۴	دلائل الحیرات کے اشعارِ ندایہ		اولیاءِ کافر مرد ہے
۱۰۶	اورادِ فتحیہ کے مصنف کے حالات	۹۵	شاہ ولی اللہ کا قصیدہ
	اور کشف و کرامات		ہمزہ میں یا رسول اللہ کی نذا
۱۰۶	انگریزوں کے ساتھ سید علی ہمدانی	۹۶	شاہ ولی اللہ اور جوہرِ خمسہ
	کی گفتگو		کی اجازت
۱۰۸	مردہ زندہ کر دیا	۹۷	ناد علی کے پندرہ فوائد
۱۰۸	سید ہمدانی کی تصانیف کا ذکر	۹۹	قصیدہ بردہ میں ندائے یا
۱۰۹	اورادِ فتحیہ کا ورد اور اس کے فضائل و		رسول اللہ
	برکات	۹۹	قصیدہ بردہ شریف کے
۱۱۱	مصنف اورادِ فتحیہ کا زیارۃِ حبیب		مصنف کا تعارف
	صلی اللہ علیہ وسلم	۱۰۱	مصنف قصیدہ بردہ کو
۱۱۱	پڑھنے کا وقت و اجازت	۱۰۲	ندائے یا رسول اللہ سے شفا
۱۱۲	وہ درود شریف جن میں نذایہ کلمات	۱۰۲	قصیدہ بردہ شریف سے باد
۱۱۲	ہیں اور ان کے پڑھنے کے فوائد		کی عقیدت اور نجدیوں کے نزدیک
۱۱۲	فوائد و حکایات		حرام حرام حرام
۱۱۴	ندائے یا رسول اللہ دلیل از	۱۰۳	قصیدہ بردہ کے اشعارِ ندایہ
	فقہ	۱۰۳	دلائل الحیرات کے برکات و کرامات
۱۱۷	ولیفہ یا شیخ عبدالقادر شیبانی	۱۰۳	مصنف دلائل الحیرات کا تعارف
	لہ		

۱۳۳	دشمن کا طعنہ اور نبی علیہ السلام	۱۱۹	زائرِ مدینہ اور ندائے یا رسول اللہ
۱۳۳	مشکل میں آنا یا رسول	۱۲۰	مجتہدین فقہا کا لغو یا رسول اللہ
۱۳۳	قید سے چھڑاؤ یا رسول	۱۲۰	فریاد امتی
۱۳۴	مدینہ کو منہ کر کے	۱۲۱	فریادی کو تحصیل مل گئی
۱۳۴	قرض اتر جائے	۱۲۱	ام طبرانی اور تین فریادی
۱۳۵	آپچی مہرانی چاہیے کنوئیں سے نکالا	۱۲۲	نبی علیہ السلام کے مہمان کو
۱۳۵	جہاز کناے لگا بخبار مل گیا	۱۲۳	روضہ رسول سے مہمانی ملی
۱۳۵	مکڑا لانے والے بہشت مانگو و دیگر	۱۲۴	فریادتی اور سزا خادم کو
	حل مشکلات	۱۲۴	فائدہ کشوں کی خبر گیری
۱۳۶	ہر مقصد میں کامیابی	۱۲۵	شرید و دودھ کی تمنا اور عطا
۱۳۶	مہمان نوازی	۱۲۶	گھر کا اتا پتا اور پیٹ بھرکھانا
	باب نمبر ۳	۱۲۷	گم شدہ چابی مل گئی
۱۳۷	قصائد	۱۲۸	دوائی کا عطیہ اور جن پکڑا گیا
۱۳۷	شاہِ مین مر گیا	۱۲۹	پناہ رسول اور بیماری سے شفا
۱۳۸	ڈوبنے سے بچا اور بوسیری کی فریاد	۱۳۰	پناہ رسول نابینا اور زرقا بہ کی
۱۳۹	ابوالفتح اور کمال باکال		مشکل حل
۱۴۰	ابن خلدون کے اشعارِ ندایہ	۱۳۱	آنکھ کے درد والے اور مہمانی کی فریاد
۱۴۱	ابن حجر عسقلانی کے اشعارِ ندایہ	۱۳۲	پہت کا فریاد رس اور راستی سے نبی
۱۴۲	شاہ عبدالعزیز و شاہ ولی اللہ		علیہ السلام و در نہیں

	رسول کا شرف	۱۴۳	عبدالرشید شیرازی کو زیارتِ رسول
۱۵۱	ابو الحسن خرقانی ان پڑھ تھے لیکن	۱۴۴	اپنے مشائخ و اساتذہ کی باتیں
	محدثِ اعظم	۱۴۵	شاہ ولی اللہ کا قاری اور
۱۵۲	خضر و الیکس کی زیارت		رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم
۱۵۳	باب نمبر ۴	۱۴۶	شاہ عبدالحق محدثِ دہلوی
۱۵۳			قدس سرہ اور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہما
۱۵۳	ابن تیمیہ کا فتویٰ جوازیہ محمد	۱۴۷	غوثِ اعظم کو لعابِ دہن
۱۵۳	فتوائے ابن تیمیہ سے فوائدِ بہت		عطیہ نبی و علی (صلی اللہ علیہ وسلم)
۱۵۴	مولوی اسحاق اور حاجی امداد اللہ	۱۴۷	غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کو
۱۵۴	مولوی قاسم نانوتوی اور شاہ ولی اللہ		میں زیارتِ رسول
۱۵۸	مولوی اسماعیل اور شاہ عبدالعزیز	۱۴۸	حاکم کی سفارش سے زیارتِ
۱۵۹	مولوی رشید احمد گنگوہی		رسول صلی اللہ علیہ وسلم بند
۱۶۰	مولوی قاسم نانوتوی کے اشعارِ دیگر	۱۴۹	امام سیوطی رحمہ اللہ کا سفارش
۱۶۱	حاجی ضامن (وہابی دیوبندی) نے جہاں		حاکم سے انکار
	کو بیچا یا	۱۴۹	احمد رفاعی کو روضۃ اقدس سے
۱۶۲	حاجی امداد اللہ کا پیر و مرشد		جواب
	حاجی امداد اللہ رحمہ اللہ	۱۴۹	پانچ برس والے بچے خوش قسمت
۱۶۲	مولوی زکریا سہارن پوری اور واقعہ		کو زیارتِ رسول
	شبلی قدس سرہ	۱۵۰	عجیب واقعات
۱۶۶	حکایت کے عجیب فائدے	۱۵۱	شیخ مرسی کو ہر وقت زیارتِ

۱۷۶	حافظ لکھوی	۱۷۶	مخالفین کے فتاویٰ شرک
۱۷۵	نواب صدیق حسن اور وحید الزما	۱۷۷	مذہب کیرالا خان و تقویۃ الایمان کا فتویٰ
۱۷۵	نہرپی دھانڈلی یا غضب یزی		کے پکارنے والے تمام مشرک
۱۷۶	گاندھی کی دہائی	۱۷۷	مولوی غلام خاں کا فتویٰ کہ یہ لوگ
۱۷۷	یا گاندھی سلام علیک	۱۷۸	مکہ کے مشرکوں جیسے ہیں
	باب نمبر ۵		ایسا شرک ہرنی کے زما میں
۱۷۹	نداء مخصوص با ولیاء اللہ	۱۷۹	ہوتا ہے۔ تبصرہ اولیٰ
۱۷۹	استدلال از حدیث قدسی		پہنچتی، قادری، نقشبندی
۱۸۰	فوائد الحدیث	۱۷۹	سہروردی یہودی طرح ہیں
۱۸۱	ولی اللہ کی شان	۱۸۰	مخالفین کا ہیر پھیر
۱۸۲	مولوی اسماعیل دہوی کا بیان		یا رسول اللہ انظر حانا الخ پر
۱۸۲	شہاب رملی کا فتویٰ	۱۸۱	لنگوہی کا فتویٰ
۱۸۳	شاہ عبد العزیز کا قول گرامی		استعانت لغير اللہ پر لنگوہی کا
۱۸۳	یا سیدی غری	۱۸۱	فتویٰ لا الی اللہ لا الی اللہ لا الی اللہ
۱۸۳	مولانا غلام قادر پیروی رحمہ اللہ		تبصرہ اولیٰ کہ اس کا مطلب
۱۸۵	مولوی رشید احمد گنگوہی	۱۸۲	کیا
۱۸۶	احمد علوان کو پکارنا	۱۸۳	تناقض ہی تناقض
۱۸۶	گم شدہ شے کی واپسی کا وظیفہ		لطیف منکر یا رسول اللہ کے
۱۸۷	چار صفات قابل عطا نہیں	۱۸۳	نورہ کا
			زنا ثبوت از غیر مقلدین

۲۰۰	مرید کہیں بھی ہو	۱۸۷	اعتراضات کے جوابات
۲۰۰	تعارف امام شہزاد	۱۸۸	غیر اللہ کو پکارتے کی آیات کے جواب
۲۰۱	استاد و اولاد کے منقول ارشاد اغوش چیلانی قدس سرہ	۱۸۸	آیاتِ ندائے کے متعدد معانی
۲۰۲	۶ ستمبر ۱۹۶۵ء ہندوستان کی جنگ میں نذر رسالت	۱۸۹	وہ آیات جن میں دعاء یعنی عبادت
۲۰۳	فیصلہ		نہیں ہے
۲۰۴	الصلوة والسلام علیک یا رسول اللہ	۱۹۰	تنہا سیر میں دعاء یعنی عبادت
	درد شریف	۱۹۱	ولی نبی کو دور سے پکارنا
۲۰۴	حوالہ جات دیوبند کے اکابر	۱۹۱	شُرک کا مطلب از روایابی
۲۰۴	حوالہ نقادی دارالعلوم دیوبند	۱۹۲	دور سے پکارنا شرک نہیں
	حوالہ فتاویٰ مظاہر العلوم سہارنپور		دلائل
۲۰۵	مولوی قاسم نانوتوی دکنگوی اشرف علی تھانوی	۱۹۳	چاند جھک جاتا جہد انگلی
۲۰۶	وہابی کی نشانی اور سستی کی نشانی		اٹھاتے
۲۰۶	اذان کے وقت صلوة و سلام	۱۹۴	عقلی دلائل سماعت از دور
۲۰۷	اذان کے صلوة و سلام کا طریقہ	۱۹۵	نعرہ غوثیہ کا ثبوت
	سلطان ابوبی نے شروع فرمایا	۱۹۵	تعارف مصنف بیچہ الابرار
۲۰۸	امام سخاوی قدس سرہ کا حوالہ	۱۹۶	ہر پیر فقیر کی مدد
۲۰۹	امام شامی کا حوالہ	۱۹۶	کھڑاؤں کی مار
۲۰۹	شرح مشکوٰۃ کا حوالہ	۱۹۷	زوجہ کی مدد
۲۱۰	آخری گزارش	۱۹۹	ابا جی کا پیر مدد کر
		۱۹۹	بادشاہ کا لشکر عاجز

خطبہ و تمہید

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ خَالِقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِیْنَ
وَالصَّلٰوۃِ وَالسَّلَامِ عَلٰی حَبِیْبِهِ مَنْ كَانَ نَبِیًّا وَاٰدَمَ بَیْنَ الْمَآءِ وَالطِّیْنِ وَعَلٰی آلِهِ وَاَحْبَابِهِمْ اَجْمَعِیْنَ
اَبَعَدُ! دُورِ حَاضِرِهِ مِیْنَ یَہُ نَزَاعِ زُورُوں پَر ہے کہ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلٰی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اُوْر اُوْلِیَا اللّٰہِ کُو پُکَا رِنَا مِثْلًا
”یا رَسُوْلُ اللّٰہِ! یَا عَلٰی مَدُو“، ”یا شَیْخَ عَبْدِ الْقَادِرِ حَیْلَانِی“، ”یا مَعِیْنَ الدِّیْنِ اَحْمِیْرِی“، ”یا شَہْ نَقِشْبَنْدِ وَغَیْرَہ
وَغَیْرَہ کَہنَا شَرْعًا کُفْرَہ شَرکَہ بے یَا جَا نَز ہے یا کَیُو نَکْر۔ فَقِیْرُ اُو یَسٰی عَقْر لَنَہ نَہ دُوسرے مَسْأَلِ کِ
طَرَحِ اس کِ تَوْضِیْحِ کَہ لَئِن مَّ نَّ سَطُوْر لَکْھُ کُر“ نَعْمَ لِحَا مِی شُرُوحِ شُرُوحِ جَا مِی کِ بَحْثِ نَدَا مِیْنَ دَاخِلِ
کَرُو یَیَہ۔ اَبِ اَحْبَابِ کَہ اَمْر اُر پَر اَضَافَاتِ عَدِیْدَہ وَا فَا دَاتِ جَدِیْدَہ کَہ سَا تَھُ عَلَیْمِہُ لَکْھُ کُر اس کَا نَام
”تَبْرِیْدِ الْاَکْبَادِ فِی نَدَاءِ اَحْبَابِ الْعِبَادِ“ عَرَفَ ”نَدَا ئَہُ یَا رَسُوْلُ اللّٰہِ رَکَّھَا۔ وَا تَوْفِیْقِ الْاِبَانِہِ
الْعَلٰی الْعَظِیْمِ وَصَلٰی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

مقدمہ

یہ سئلم درحقیقت چند مسائل کا مجموعہ ہے جو علامہ علیہ السلام کے بعد سمجھ آئیگا اور
چونکہ مخالفین اور ہم انہیں مسائل میں ایک دوسرے سے مختلف ہیں اسی لئے اس ضمنی بحث میں جھگڑنا
لازمی امر ہے۔ عوام کے ذہن نشین کرانے کے لئے مندرجہ ذیل نقشہ پیش ہے تاکہ یا رسول اللہ وغیرہ
کے جواز و عدم جواز کی اصل وجہ معلوم ہو سکے

نقشہ

نمبر شمار	نام مسئلہ	عقیدہ دیوبندی و بابی	عقیدہ اہلسنت مع توضیح
۱	حضور علیہ السلام کی طرف دوسرے انبیاء علیہم السلام زندہ ہیں جیسے موت سے پہلے ایسے ہی اولیاء و شہداء کو حیات برزخی سے	انبیاء و اولیاء مرگ کر مٹی میں مل گئے تقویۃ الایمان	ہم انبیاء علیہم السلام کو حقیقی حیات کے ساتھ زندہ مانتے ہیں اسی لئے انہیں دور و نزدیک اور موت و حیات کی قید سے پاک سمجھ کر وسیلہ کے طور پر پکارتے ہیں وہابیوں دیوبندیوں کے نزدیک جب وہ مر گئے تو پھر پکارنا کیسا
۲	نبوت و ولایت و ملکیت ایک عہدہ ہے جسے ملتا ہے اس کے لئے قرب و بعد کی قید اٹھ جاتی ہے	دور سے سننے کی صفت اللہ تعالیٰ کی ہے غیر اللہ کو ماننا شرک ہے	اللہ تعالیٰ شہ رگ سے قریب ہے اسے دور ماننا کفر ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے یہ صفت بندوں کو عطا کی جیسے سلیمان علیہ السلام نے اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی آواز ساری نے بہت دور سے ہر جگہ پڑھنے والے نے ابراہیم علیہ السلام کی آواز دور سے ماٹوں کے پیٹ اور باپوں کی تپتون میں سنی
۳	اللہ والے (انبیاء و اولیاء) موت و حیات دونوں حالتوں میں وسیلہ ہیں	وسیلہ کی کیا ضرورت جب وہ ہر ایک کی سنت ہے	یہ دنیا عالم اسباب ہے اس میں مادیات ہیں ہر شے وسیلہ سے مربوط ہے تو روحانیت کو بھی یونہی سمجھئے۔
۴	اللہ والوں کو اللہ تعالیٰ نے جب وہ مر گئے تو پھر دوسرے	اللہ تعالیٰ کا عطیہ و اذن کا نہ ماننا یہودیوں کا	

نمبر شمار	نام مسئلہ	عقیدہ دیوبندی و بابی	عقیدہ اہلسنت بریلوی مع توضیح
	توفیق بخشی کہ دور تزدیک سے ہر ایک کی مدد کریں وہ دنیا میں ہوں یا قبر میں	کی مدد کا کیا معنی اور جب وہ قریب ہو کر ہے نفع و نقصان کے مالک نہیں تو دور سے کیا کر سکیں گے	کام ہے ہزاروں شواہد موجود ہیں جن سے ثابت ہے کہ اللہ اولیٰ حیات و ممات قریب و بعد ہر طرح سے مدد کرتے ہیں باذنہ تعالیٰ و عطائہ
۵	یا رسول اللہ کریم کے واسطے دور سے پکارنا	ہم نہیں مانتے کیونکہ یہ روایات ضعیفہ ہیں	جن روایات و احادیث کو ہم نے لکھا ہے مجدد تعالیٰ صحیح ہیں اور صحاح ستہ کے پایہ کی ہیں ہاں جو انہیں ضعیف کہتا ہے اس کا اپنا ایمان ضعیف ہے۔
۶	یہ طریقہ یا رسول اللہ پکارنا صحابہ و اسلاف صالحین سے ثابت ہے	یہ طریقہ بدست ہے	یہ طریقہ بدست نہیں بلکہ سنت ہے جو بدست کہتا ہے وہ گمراہ ہے۔

نوٹ

ان جملہ امور کو فقیر نے علیحدہ علیحدہ رسائل میں لکھا ہے اب بھی فقیر اس مسئلہ

کے لئے علیحدہ اجازت معقولہ لکھ کر اصل مسئلہ کے حوالہ جات پیش کریگا۔ انشاء اللہ

سے علیحدہ رسائل کا مجموعہ "فصلہ حق و باطل" اور "اصابہ فی عقائد الصغیرہ" ہر دونوں تصانیف
ادبی غفرلہ کا مطالعہ کیجئے!

سجدی ہانی اور اسکے چیلے دیوبندی اور غیر مقلدین مؤدوی پارکی وغیرہ

سنی سن ہوش سے سن : ہر مسئلہ اختلافی میں اپنی طرف سے عقیدہ گھڑ کر مخالفین عوام کو اہلسنت سے بدظن کر رہے ہیں۔ فلہذا فقیر اویسی کی دردمندانہ اپیل ہے کہ ہر مسئلہ اختلافی میں پہلے اپنا عقیدہ اپنے محققین علماء سے یاد کریں کیونکہ ہمارا عقیدہ اپنی دلیل خود سے پھر مخالفین کا یقین کریں کہ وہ بہتان تراشی کر کے کس طرح دھوکہ بازی کرتے ہیں۔

عقیدہ ۵ : ہم اہلسنت بریلوی اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے صحابہ عظام اور اولیائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو زندا کرتے ہیں۔ ہم قریب و بعد اور موت و حیات کا کوئی فرق نہیں کرتے کیونکہ جیسے ان کے لئے قریب و بعد کی قیدیں ختم ہوتی ہیں ایسے ہی ان کے لئے موت و حیات کا کوئی فرق نہیں ہوتا۔ وہ کسی سے بعید ہیں تو قریب ہیں اور قریب ہیں تو قریب ہیں۔ اگر عالم دنیا میں موجود ہیں اگر وہ عالم برزخ میں آرام فرما میں تو زندہ ہیں لیکن ہمارے مخالفین اسی قسم کی زندا کو حرام اور کفر و شرک سے تعبیر کرتے ہیں اسی لئے یہاں پر ضروری ہے کہ ہم اس مسئلہ کو دلائل اور وضاحت سے عرض کر تاکہ مسئلہ صاف ہو جائے۔ ماننا نہ ماننا

ندام اور اس کی اقسام

کسی کو پکارنا چار طرح پر ہوتا ہے (۱) زندہ کو قریب سے پکارنا (۲) زندہ کو دور سے پکارنا

(۳) مردہ کو قبر پر پکارنا (۴) مردہ کو دور سے پکارنا۔

ہمارا اور مخالفین کا مؤخر الذکر تین صورتوں میں اختلاف ہے۔ قریب دو طرح پر ہوتا ہے ایک

مرئی دوسرا غیر مرئی۔ فلہذا زندہ کو قریب سے پکارنا دو طرح پر ہوا ایک تو مرئی کو بالواجہہ بچشم خود دیکھ کر پکارنا ۲ غیر مرئی کو بغیر دیکھے پکارنا

نذک جتنی قسمیں بیان کی گئی ہیں ان سب کا خلاصہ یہ ہے۔

- ۱۔ بمقتضائے اذقائے مجروحین کو اہل معنی و بیان میں التفات کہتے ہیں کہ پکار نیوالا غائب کو حاضر قرار دے کر پکارتا ہے اور اپنے کلام میں مخاطب ہو کر گردانتا ہے یا صراحتاً کلام غائبانہ سے انتقال بسوئے خطاب حاضرانہ کر کے نذر کرتا ہے۔
- ۲۔ بمقتضائے غم و الم مغموم حالت میں اموات کو پکارتا ہے۔
- ۳۔ بمقتضائے جوشِ محبت اور فرطِ مودت محب عاشق غلبہ شوق اور دلولہ ذوق میں اپنے محبوب غائب کو پکارتا ہے کہ اس سے اس کے دل مضطر کو کچھ تسکین ہو جاتی ہے۔
- ۴۔ حالت خوف و مرض میں جیسے بیمار یا خائف سخت بیمار یا مصیبت میں اپنے ماں باپ اور دیگر غم خواروں اور عزیزوں کو بے اختیار پکارتا تھا ہے اور ان کے حاضر و ناظر ہونے اور سننے یا سننے کا اس کے دل میں وہم بھی نہیں آتا۔
- ۵۔ بقصد تبرک باسمِ گرامی منادی . نذکر تا ہے بطریق حکایت اور عبادت جیسے یا ایہا المزمحل اور یا ایہا المدثر کہ اس کا پڑھنے والا کلام سبحانہ کو حکایتِ عبادت کے واسطے تلاوت کرتا ہے۔
- ۶۔ واسطے اشغال امر شاری کے جیسے شہد میں السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہ اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام پہنچانا نذکر کے ساتھ حکمِ شریعہ ہے اس طرح پر اپنے قلب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وجودِ باوجود کو حاضر کر کے نذر کرے اور سلام پہنچائے پھر یقین کرے کہ میرا سلام پہنچ گیا اور آپ نے میرے سلام کا جواب دے دیا۔
- ۷۔ بطریق توسل اور استمدادِ شریعی نذر کرنا اگرچہ اموات ہوں۔
- ۸۔ بعد از وفات مرثی (دیکھے ہوئے) کو پکارنا
- ۹۔ غیر مرثی کو بغیر دیکھے غائبانہ پکارنا۔
- ۱۰۔ زندہ مرثی کو قریب سے پکارنا زندہ کو بالواجب اور قریب سے پکارنا یہ ہمارا روزمرہ کا معمول ہے مثلاً اے فلاں فلاں وغیرہ وغیرہ۔

بعض اوقات غیر مرئی کو اعتقاداً پکارا جاتا۔
مثلاً رجال الغیب یعنی ملائکہ جنات، انبیاء و

۱۱ زندہ غیر مرئی کو قریب سے پکارنا

اولیاء وغیرہ کو۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے:-

عن زید بن علی عن عتبۃ بن غزوان قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اذا ضل احدکم شیئاً وان اراد عوناً
وهو بارض لیس بہا انیس فلیقل یا عباد اللہ اعینونی یا عباد اللہ
اعینونی یا عباد اللہ اعینونی فان للہ عبادکما ترلہم وقد تجرب
ذالك رواہ الطبرانی

(ترجمہ) زید بن علی نے عتبۃ بن غزوان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کسی کی کوئی چیز گم ہو اور وہ مدد چاہے
اور وہ کسی زمین میں ہو جہاں اس کا کوئی ہمدرد نہ ہو تو چاہیے کہ پکارے
اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو۔ اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو۔
اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو۔ بے شک اللہ کے ایسے بندے ہیں
جو تمہیں نظر نہیں آتے اور یہ عمل تجربہ کیا ہوا ہے۔

۱۲ زندہ کو دور سے پکارنا دو طرح پر ہے ایک تو اتنی دور
سے پکارنا کہ وہ نظر آتا ہے۔ دوسرا اتنی دور سے پکارنا

۱۲ زندہ کو دور سے پکارنا

کہ وہ نظر سے بہت دور ہے جس کا بظاہر آواز کا پہنچنا ناممکن ہے۔

مثلاً وہ شخص جو بہت دور فاصلہ پر کھڑا ہے یا جا رہا ہے اس کو با آواز بلند پکارنا یہ

ہمارا روزمرہ کا معمول ہے۔

۱۳ وہ شخص جو آنکھوں سے اتنا دور ہے کہ بظاہر آواز کا پہنچنا ناممکن ہے یہ بھی جائز ہے۔ جیسے

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:-

وَنَادَى أَصْحَابَ الْجَنَّةِ أَصْحَابَ النَّاسِ إِنَّ قَدْ وَجَدْنَا مَا
وَعَدْنَا نَسْرًا بَلَدًا فَهَلْ وَجَدْتُمْ مَا وَعَدَنَا بِكُمْ حَقًّا قَالُوا
نَعَمْ . (اعراف)

(ترجمہ) اور بنتی لوگ دوزخیوں کو پکاریں گے کہ ہم نے تو اپنے پروردگار کے وعدہ
کو حق پایا پس کیا تم نے بھی اس وعدہ کو جو تمہارے پروردگار نے کیا تھا
حق پایا۔ وہ کہیں گے ہاں۔

فارق عظیم نے دور سے پکارا

حدیث شریف میں ہے کہ حضرت عمر نے آنکھوں سے اور جبل ساریہ کو

دور سے پکارا۔ امام جلال الدین سیوطی تاریخ الخلفاء میں تحریر فرماتے ہیں:-

ان عمر رضی اللہ بعث ہمیشا و امر علیہم رجلا يدعى
سارية فبينما عمر رضی اللہ عنه یخطب فجعل یصیح
یا ساریة الجبل فقدم رسول من الجیش فقال یا امیر المؤمنین
لقینا عدوا فہزمونا فاذا اصبح یا ساریة الجبل فاسندنا
ظہورنا الی الجبل فہزمنا اللہ تعالیٰ رواہ البیهقی

(ترجمہ) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شکر جہاد پر روانہ فرمایا اور اس
پر ایک شخص کہتے تھے ساریہ افسر مقرر کیا اس اثنا میں کہ حضرت عمر خطبہ دے
جے تھے۔ پکارنے لگے ساریہ پہاڑ کا خیال کرو۔ پھر شکر سے قاصد آیا تو اس
نے بتایا اے امیر المؤمنین! ہم نے دشمن سے مقابلہ کیا تو اس نے ہم کو شکست دی
اچانک ایک آواز آئی کہ ساریہ پہاڑ کا خیال رکھ تو ہم نے اپنی پشتوں کو پہاڑ
تک کر کے سہارا لیا تو اللہ تعالیٰ نے دشمن کو شکست دی (تاریخ الخلفاء)

ابو قریصافہ نے دُور سے پکارا

ابو قریصافہ صحابی نے اپنے بیٹے آنکھوں سے اوجھل کو پکارا۔ چنانچہ مروی ہے کہ:

بلغنی ان ابنا لابی قریصافۃ اسرتہ الروم کفان

ابو قریصافہ ینادیہ من سور عسقلان فی وقت کل صلوة

یا فلاں الصلوة فیسبعہ فیحبہ و بینہما عرض البحر

(رواہ الطبرانی)

(ترجمہ) ابو قریصافہ رضی اللہ عنہ کا ایک بیٹا تھا جس کو رومیوں نے قید کر

لیا۔ ابو قریصافہ عسقلان میں تھے وہ ہر نماز کے وقت اسے یوں پکارتے

کہ اے قریصافہ نماز کا وقت ہے وہ سن لیتا اور اپنے باپ کو جواب دیتا

اور ان دونوں کے درمیان سمندر کا مرض فاصلہ تھا۔

ابو قریصافہ کا تفصیلی قصہ

حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ شواہد النبوت میں اس روایت کو ذرا تفصیل

سے تحریر فرماتے ہیں۔ چنانچہ ملاحظہ ہو:

”ابو قریصافہ رضی اللہ عنہ را رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گلیمے پوشائیدہ

بود۔ مردم بوسے سے آمدند ایشان را دلمے خیرے کرد و برکت سے خواست

اشراک را در خورے یافتند و سے در عسقلان بود پس رے قریصافہ در روم بغز

ارفتہ بود ہر گاہ کہ صبح شد سے ابو قریصافہ از عسقلان آواز دادمے با آواز

بلند کہ یا قریصافہ یا قریصافہ! الصلوة الصلوة از بلدہ روم جواب دادے کہ لبیک

یا ابتاہ صحابہ و سے گفتند و یک کرا جواب می دہی۔ قریصافہ گفتے کہ پدر خور را

سوگند برب الکعب کہ مرا از برائے نماز بیدار میکند“
 (ترجمہ) ابو قریصافہ رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کبیلے
 پہنایا تھا۔ لوگ ان کے پاس آتے اور وہ لوگوں کے حق میں دعائے خیر کرتے
 اور برکت چاہتے لوگ اس کا اثر اپنے دل میں پاتے وہ خود مستقلان میں تھے
 ان کا ایک بیٹا قرصافہ نام ملک روم میں جہاد کے لئے گیا ہوا تھا۔ اچانک
 جب صبح ہوتی تو ابو قریصافہ مستقلان سے اونچی آواز کے ساتھ پکارتے کہ آ
 قرصافہ! لے قرصافہ! نماز پڑھو! نماز پڑھو! قرصافہ روم کے شہر سے جواب
 دیتے کہ حاضر ہوں میں لے پیارے باپ صحابہ ان کو کہتے ارے تم کس کو جواب
 دیتے ہو۔ قرصافہ کہتے اپنے باپ کو۔ قسم پروردگار کعبہ کی وہ مجھ کو نماز کیلئے
 جگاتے ہیں۔

حور کا بہشت سے اپنی زنیوی سوکن کو پکارنا عن معاذ
 بن جبل

قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تؤذي امرأة
 زوجها في الدنيا الا قالت زوجته من الحور العين لا تؤذي
 قالتك الله فانما هو عندك دخيل يوشك ان يفارقك الينا
 (رواه ابن ماجه والترمذي) (مشکوٰۃ)

ترجمہ: معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا میں کوئی عورت اپنے خاوند کو ایذا نہیں دیتی مگر اس
 کی بیوی حور عین جنت میں اس کو کہتی ہے کہ اس کو تکلیف نہ دے۔ اللہ
 تجھ کو ہلاک کرے یہ شخص تو تیرے پاس چند روزہ مہمان ہے۔ بہت
 جلدی تجھے چھوڑ کر ہلکے پاس آجائیگا۔

۱۲۔ زندہ غائب کو پکارنے کے متعدد انواع

زندہ غائب کو پکارنے والے کے جذبات و بیجا نات پر قیاس کیا جائے تو اس قسم

کی پکار کئی انواع پر منقسم ہو جاتی ہے اور وہ انواع بھی سب کی سب معمول ہیں چنانچہ جس شخص کو کسی چیز کا عشق ہوتا ہے اس کا نقشہ آنکھوں

۱۲۔ ندائے عاشقانہ میں ہمیشہ پھرا کرتا ہے اس لحاظ سے بھی غائب کو حاضر کا خطاب

کیا جاتا ہے۔ چنانچہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے جذب القلوب میں سے عبد السلام بن یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے کئی اشعار اس کی شہادت میں تحریر کئے ہیں منجملہ ان کے دو شعر یہ ہیں:

علی ساکن البطن العقیق سلام
وان اسہرونی بالفراق وناموا
حظرتو علی النوم وهو محلل
حللتہ التعذیب وهو حرام

ترجمہ: رہنے والے بطن عقیق پر سلام ہو اگرچہ انہوں نے مجھ کو جدائی کے ساتھ جگایا اور سو گئے تم نے مجھ پر نیند حرام کر دی حالانکہ وہ حلال تھی اور حلال کر دیا تعذیب کو حالانکہ وہ حرام ہے۔

ف: دیکھئے عاشق اپنے محبوب ساکن بطن عقیق کو پہلے تو اس طرح سلام کرتا ہے جس طرح کسی حاضر الوقت کو بالواجہ سلام کیا کرتے ہیں۔ پھر حضرت تو اور حللتہ کے صیغہ مخاطب سے اس کو یوں خطاب کرتا ہے جس طرح کسی روبرو سننے گفتگو کرنے والے کو کیا جاتا ہے حالانکہ وہ اس کے پاس موجود نہیں پھر یہ ندائے عاشقانہ ہے کہ عاشق اپنے معشوق غائب کو غلبہ شوق اور شدت تصور سے مثل حاضر سمجھ رہا ہے۔

زینحیا کی پکار

زینحیا ابتدائے عشق میں خود بخود طرح طرح کے تصورات اور خیالات میں بائیں کیا کرتی تھی چنانچہ مولانا جامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس سانحہ کو کتاب زینحیا میں یوں تحریر فرماتے ہیں ۷

خیال یار پیش دیدہ بنشانہ

ہم از دیدہ ہم از لب گوہر افشانہ

کہ اے پاکیزہ گوہر از چہ کا نی ۸

کہ از تو دارم این گوہر فشانہ

دلم بردی و نام خود نہ گفستی

نشانی از مقام خود نہ گفستی

ترجمہ: یار کے خیال کو اپنے سامنے بٹھایا آنکھوں سے نیز لبوں سے موتی برسانے لگی

کہ اے پاکیزہ تو کس کان سے ہے کہ تیرے سبب سے میں رونا روئی ہوں۔ تو میرا دل تولے گیا اور اپنا نام نہ بتایا اور نہ ہی اپنے مقام اور جگہ کا پتہ بتلایا۔

ف، دیکھئے زینحیا غائب ہونے کی حالت میں یوسف علیہ السلام سے حاضر کر رہی ہے

یوسف علیہم السلام کی پکار

یوسف علیہ السلام جب اپنے بھائیوں کے ساتھ جاہے تھے تو ان کی سختی اور درشتی

سے تنگ آکر اپنے والد ماجد حضرت یعقوب علیہ السلام کو پکار پکار کر فریاد کرتے تھے اس

سانحہ کو مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ یوں تحریر فرماتے ہیں ۷

گہ در خون گہ در خاک مے خفت

زاندوہ دل صد چاک مے سفت

کجاں اے پر آخر کجاں

زعال من چنیں غافل چیراں

بیا بنگر مرا در چہ عالم

بدستِ این حسوداں پاٹسالم

ترجمہ: کبھی خون میں اور کبھی خاک میں ٹپتا تھا نم سے اور ٹکڑے ٹکڑے دل کے ساتھ کہتا

تھا۔ کہاں ہے اے میرے باپ تو آخر کہاں ہے تو۔ میرے حال سے تو کیوں بے خبر غافل

ہے۔ آکر دیکھ کہ میں کس حال میں ہوں۔ ان حاسدوں کے ہاتھوں پاٹاں ہو رہا ہوں۔

امام ابوحنیفہ کی پکار

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے ایک قصیدہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں

لکھا ہے جس کے دو شعر یہ ہیں

یا سید السادات جئتک قاصداً

ارجوارضناک واحتمی بحماک

واللہ یا خیر الخلاق ان لمی

قلبا مسوقا لا یروم سواک

ترجمہ: اے سیدوں کے سید پیشواؤں کے پیشوا میں ولی قصد سے آپ کے حضور میں آیا

ہوں۔ آپ کی مہربانی اور خوشنودی کی امید رکھتا ہوں اور اپنے آپ کو سب برائیوں سے

آپ کی پناہ میں دیتا ہوں۔ اللہ کی قسم اے بہترین مخلوقات، تحقیق میرا دل آپ کی زیارت

کا بہت ہی شوق رکھتا ہے۔ سوائے آپ کے اور کسی شے سے اس کو الفت نہیں ہے۔

ف دیکھئے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بعد وصال

سے بعقیہ حافظ و ناظر و استمداد غائب اور دور ہو کر پکار رہے ہیں۔

59801

عاشق زار کا دور سے پکارنا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جواب لینا

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کتاب المیزان میں لکھتے ہیں کہ:

”محمد بن زین رحمۃ اللہ علیہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق اور مداح تھے۔ عین بیداری کی حالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کیا کرتے تھے لیکن ایک غلطی کے سبب سے وہ اس نعمت سے محروم ہو گئے۔ پھر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرصہ دراز تک غائبانہ درخواست کرتے رہے کہ یا رسول اللہ مجھ کو گناہ کو اپنا روئے انور دکھائیے ایک دفعہ نہایت اشتیاق اور محبت سے بھرا ہوا ایک شعر پڑھا جس کا اثر یہ ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو دور سے نظر آئے آپ نے وہیں سے ارشاد فرمایا کہ اے تو حضور می کے لائق نہیں ہے۔“

انتباہ :- یہ پکارنے والا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بالآخر دور سے دیکھ ہی لیتا ہے اب سوال یہ ہے کہ دور سے پکارنا شرک ہے تو مشرک کو زیارت کسی مشرک تو دنیا میں بھی رسول خدا نہ دیکھ سکے، برنخ سے ان کی زیارت مشرک کو کب نصیب لیکن بد قسمتی سے مسلمانوں کو مشرک قرار دے دیا جائے تو اس کا کیا علاج

ان روایات سے معلوم ہوا کہ غلبہ عشق و محبت میں غائب کو خطاب صحیح ہے۔ نوٹ :- انہیں عشق کے غلبہ کے علاوہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حالات جاننے سننے والا مان کر پکارنا بھی شامل ہے۔

ندائے عاشق

دعا کے وقت بعض اوقات غائب کو حاضر سے خطاب کیا جاتا ہے

حضرت علی کا حضرت عمر کو نماز بجا نہ خطاب :

سیرت حلبی میں ہے کہ ایک دفعہ ایک رات حضرت علی کرم اللہ وجہہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ایام خلافت میں مسجد نبوی کی طرف آئے کہ کیا دیکھتے ہیں کہ مسجد شریف میں چراغ کثرت سے روشن ہیں اس پر آپ نے غموش ہو کر حضرت عمر کو یوں دعا دی :-

نودت مساجدنا نور اللہ	اے عمر ابن خطاب تو نے ہماری
قبول یا ابن الخطاب	مسجدوں کو روشن کیا۔ اللہ تعالیٰ
	تیری قبر کو روشن کرے۔

اذان پر غرور و غرض کر دو کہ اذان سننے والے در طرح کے لوگ ہوتے ہیں ایک تو وہ جو مؤذن کو دیکھتے ہیں اور دوسرے وہ جو مؤذن کو نہیں دیکھتے لیکن اذان کے کلمات کا جواب دیتے ہیں دونوں یکساں ہوتے ہیں چنانچہ مشکوٰۃ مشریف میں ہے کہ

”فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس وقت مؤذن صبح کی اذان میں کہے الصلوة خیر من النوم یعنی نماز پر ہنسنا سونے سے بہتر ہے تو اس وقت اس کلمہ کے سننے والے کو اس کے جواب میں یہ کہنا چاہیے **حَدَّثْتُ وَبَدَّعْتُ** یعنی تو نے سچ کہا اور اچھی بات کہی۔“

ف : در مختار میں ہے کہ اذان کا جواب دینے والا اس امر کا پابند نہیں ہے کہ وہ مؤذن کے پاس آکر جواب دے اور دُور سے نہ دے بلکہ اس کو حکم ہے کہ وہ جہاں کہیں بھی ہو خواہ گھر پر ہو یا بستر پر۔ بازار میں ہو یا شرک پر۔ کھیت میں ہو یا میدان میں۔ غائب ہو یا حاضر جواب کے کلمات کہے۔

شرک کے مفتی : کیا ندائے غائب مثل حاضر کو شرک تباہنے والے تباہیں گے کہ مؤذن تو بعض سننے والوں کو نظر نہیں آتا اور نہ ہی مؤذن ان کو دیکھتا ہے۔ علاوہ اس کے مؤذن بعض

ایسے سامعین کے جواب اور خطاب کو سُن بھی نہیں سکتا تو یہ بھی داخل شرک ہوگا۔ اگر یہ داخل شرک ہے تو پھر یہ حدیث کا مقابلہ ہوا۔ اگر نہیں تو پھر خاصانِ حق کو جن کا باعلام حق سننا ہی ممکن ہے۔ پکارنا شرک کیونکر ہوا؟

خط و کتابت میں عام دستور ہے کہ نداءے غیبیہ کو حاضر کا
ندائے مراسلات خطاب دیا جاتا ہے چنانچہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو نداء
 مبارک ہر قتل بادشاہِ روم کو لکھا اس کے الفاظ صحیح بخاری میں یوں مروی ہیں۔

بے شک میں تجھ کو بلاتا ہوں ساتھ دعوتِ اسلام کے تو اسلام لے آ تاکہ تو سلامت ہے۔	اما بعد فانی ادعوتک بذیایۃ الاسلام اسلم تسلم
--	---

فائدہ اس روایت میں ہر قتل بادشاہِ روم کو حاضر کا خطاب کیا گیا ہے حالانکہ اس وقت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں مقیم تھے اور ہر قتل روم میں تھا۔

خط و کتابت دراصل بات یہ ہے کہ چونکہ قاصد اس خط کو لے جا کر کتابت الیہ کے ہاتھ
 میں دے دیا اور وہ اس کو کھول کر پڑھے گا تو خطاب صحیح ہو جائے گا۔

نتیجہ پس جب قاصدوں کے اعتماد پر یہ خطاب حاضر غائب میں صحیح ہو سکتا ہے
 تو پھر حسب مضمون حدیث و ملائکہ مبلغین کے اعتماد پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غائب حاضر
 کا خطاب کرنا کیونکر جائز نہ ہوگا یعنی یا رسول اللہ کہنا

ندائے نصح و تحسّر

غم و نگر کے وقت غائب کو خطاب حاضر کیا جاتا ہے۔ چنانچہ احادیث میں ہے

بی بی صفیہ نے کہا یا رسول اللہ

(۱) بی بی صفیہ رضی اللہ عنہا نے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھوپھی تھیں حضور

پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد آپ کے نم میں بکثرت اشعار پڑھے منجملہ ان کے دو شعر یہ ہیں:

الا یا رسول اللہ کنت رجاءنا
وکنت بنا بئراً ولم تک جافیا
فلوان سب الناس البقی محمداً

سنزینا ولكن امراً کان قاضیا

ہاں یا رسول اللہ آپ ہمارے امید گاہ تھے اور ہم پر احسان کرنے والے تھے نہ جفا کرنے والے اگر سرور دگار عالم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہم میں زندہ رکھتا تو ہم خوش ہوتے۔ لیکن کیا کیا جائے اللہ تعالیٰ کا حکم سب پر جاری ہونے والا ہے۔

بی بی عائشہ نے کہا یا رسول اللہ

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے آپ کے وصال پر یہ مرثیہ پڑھا ہے
یا من لم یلبس الحویر
یا من خرج من الدنیا
یا من اختار الحویر علی السیر
اے نبی تم نے نہ پہنا ریشمی
تخت چھوڑا بوریہ تم نے لیا
تم گئے دنیا سے اے مرتاج من

پیٹ بھر روٹی نہ کھائی تا دفن

اپنے مولا کا تپن بجایا نہیں

واسطے نم کے یہاں چھوڑا ہمیں

حسان نے کہا یا رسول اللہ

حسان رضی اللہ عنہ نے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شہور مداح صحابی تھے آپ کے وصال کے رنڈ و نم میں بکثرت اشعار کہے چنانچہ من جملہ ان کے دو شعر یہ ہیں۔

كنت السواد لمتاظري فعمى عليك الناظر

من شاء بعدك فليمت فعليك كنت احاذر

آپ میری آنکھ کی تیلی تھے۔ آپ کے ماتم میں اب بے نور ہو گئی۔ آپ کے بعد

جو چاہے مر جائے کوئی پرواہ نہیں، مجھے تو آپ کا ہی ڈر تھا۔

صدیق اکبر نے کہا یا رسول اللہ

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال پر میراثیہ

ورعنا الوحى اذ وليت عنا

فورا عنا من الله الكلام

سوی ما قدرت لنا رهينا

تضمنه القراطيس العظام

ہم نے رخی کو رخصت کیا جب آپ ہم سے چلے گئے۔ پس اللہ تعالیٰ

کا کلام ہم سے رخصت ہوا سوائے اس کے جو آپ نے ہمارے لئے

محفوظ چھوڑا جو اوراق میں مرتوم ہے۔

فائدہ | نرض اس قسم کے اشعار جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں غائبانہ بطور خطاب پڑھے جاسکتے ہیں جائز ہیں کیونکہ آپ کا تصور دل میں بندھا ہوا ہوتا ہے اس لئے غلبہ عشق میں حاضرانہ خطاب حضور نبی الذمین کے باعث کیا جاتا ہے مگر جن لوگوں کے دلوں

میں کبھی بے وہ کبھی ماننے کے نہیں خواہ کتنے ہی دلائل پیش کئے جائیں ایسے ہی لوگوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

بل کن بواہمالو لوجبعلوا | کفار نے اس چیز کو جھٹلایا جس کا
بعلم (یونس) | انہیں علم نہیں۔

مطلب یہ ہے کہ ان کو چاہیے تو یہ تھا کہ وہ اپنی عقل کی کمی اور فہم کا تصور جانتے انسان کو جھٹلانے لگے۔

۱۸۔ ندائے خیر

بعض اوقات غائب کو مجازاً حاضر کا خطاب کیا جاتا ہے مثلاً کلمہ یا حسرت کی خبر دینے کے لئے آتے ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

یا حسرة علی العباد (یسین) | اے حسرت یعنی افسوس ہے بندوں پر

فائدہ یا حرفِ نداء ہے جس سے مخاطب (حاضر) کو پکارا کرتے ہیں لیکن اس آیت میں یا حسرت پر داخل ہے اور حسرت ایسی چیز ہے جو بے ادراک اور بے شعور ہے اگر اس کو پکارا جائے تو اسے کبھی بھی محسوس نہیں ہو سکتا کہ مجھ کو کوئی پکار رہا ہے۔

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر کبیر میں تحریر فرماتے ہیں۔

المقصود ان ذلك وقت الحسرة فان النداء مجاز المراد الخبر

(تفسیر کبیر)

اس سے یہ مراد ہوتی ہے کہ یہ حسرت کا وقت ہے (نہ یہ کہ حسرت کو پکارتے اور بلاتے

ہیں بلکہ اس مقام پر ندا مجازاً ہے جس کا مطلب اور مراد خبر دینا ہوتا ہے۔

ف اس سے یہ امر ثابت ہوا کہ ندائے کبھی مجازاً بمعنی خبر بھی ہوتی ہے۔

۱۹۔ ندائے حکامی

بعض نداء بطریق حکایت اور عبادت کی جاتی ہے چنانچہ قرآن مجید میں متعدد مقامات پر یہ نداء پائی جاتی ہے۔ مثلاً

۱۔ یا ایہا المزمّل قم اللیل الاقلیلاً نصفہ اوالتس منہ
قلیلاً

۲۔ سورہ مدثر میں ہے۔ یا ایہا المدثر۔ قم فانذرا وربک نکبر

۳۔ سورہ مائدہ میں ہے۔ یا عیسیٰ ابن مریم اذکر نعمتی علیک و
علی والدتک اذا یدتک بروح القدس

۴۔ سورہ نمل میں ہے یا موسیٰ انه انا اللہ العزیز الحکیم

۵۔ سورہ مریم میں ہے یا مخرور یا انا نبشک بغلام اسمہ یحییٰ لہ نعمل
لہ من قبل سمیاً

۶۔ سورہ آل عمران میں ہے یا مریم اقنتی لربک واسجدی وامرکعی مع الرکعین

گویا اس کا پڑھنے والا کلام اللہ کو حکایت عبادت کے واسطے تبادلت کرتا ہے۔

یہ تمام صورتیں بلکہ ان کے علاوہ سب کو ہمارے مخالفین مانتے ہیں چنانچہ رئیس المخرمین
سرفراز گکھڑوی نے اپنی تصانیف میں لکھا ہے اور فقیر ایسی غفرانہ نے تفصیل کے ساتھ ان پر
رفع الحجاب کتاب میں تبصرہ کیا ہے اگر مزید دیکھنا ہو تو فقیر کی کتاب مذکور پڑھیے۔

۲۰۔ ندائے غائب زندہ یا بعد از وصال کی صورتیں

چونکہ مخالفین کا ہمارے ساتھ اختلاف ندائے غائبانہ میں ہے اسی لئے ہم ندائے
غیب پر کچھ گفتگو کرتے ہیں۔

ندائے یا رسول اللہ میں ہیں تین طرح کا استعمال پیدا ہو سکتا ہے۔

۲۱ / رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیاء اللہ خود بنفسِ نفیس اپنے اپنے مقامات سے اللہ تعالیٰ کی رمی ہوئی قدرت اور قوت شنوائی سے ملتے ہیں۔

۲۲ / رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیاء کرام کو فرشتوں کے ذریعے اس نداء کو پہنچایا جاتا ہے۔

۲۳ / رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیاء کرام خود ہر ایک کی پکار پر ہر جگہ حاضر اور موجود ہو جاتے ہیں۔

۲۴ فرشتوں کے ذریعے نداء پہنچایا جانا

بعض احکام شریعیہ وغیر شریعیہ بذریعہ ملائکہ بدرگاہ رسالت پہنچائے جاتے ہیں۔ علیٰ ہذا القیاس نداءً کیا رسول اللہ بھی بذریعہ ملائکہ پہنچایا جاتا ہے۔ چنانچہ درود و سلام کا پہنچایا جانا حدیث شریف میں ہے۔

عن ابن مسعود قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
 ان لله سياحين يبلغوني عن امتي السلام (نسائي)
 ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی طرف سے بہت سے فرشتے زمین میں
 سیاحت کرتے ہیں اور میری امت کا سلام مجھ تک پہنچاتے ہیں
 حدیث التحيات میں سلام کرنے کا طریقہ اس طرح پر سکھلایا گیا ہے
 التحيات لله والصلوات والطيبات السلام عليك ايها النبي الخ
 مزيد تفصيل فقير کے كتاب "رفع الحجاب" میں ہے۔

(۲) حدیث شریف میں ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 حیثما کنتم فصلوا علی فان | تم جہاں ہو مجھ پر درود بھیجا کرو کہ

صلو تکو تبلیغنی (طبرانی) | تمہارا درود مجھ پر پہنچتا ہے۔

(۳) اعمال امت کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں پیش کیا جانا وغیرہ۔
فائدہ ان روایات سے معلوم ہوا کہ ہمارے اقوال و افعال ہر روز بلا ناہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار عالی میں بذریعہ ملائکہ پہنچائے جاتے ہیں تو پھر منکر کو نڈائے یا رسول اللہ کے پہنچنے اور پکارنے میں کیا شک و شبہ ہو سکتا ہے۔

قاعدہ نحویر | نحو کی کتابوں میں تصریح ہے کہ یا کا کلمہ قائم مقام ادعو کے ہے اور ادعو کے معنی یہ ہیں کہ میں پکارتا ہوں یا عرض کرتا ہوں جیسے شرح جامی اور کافیہ و دیگر کتب میں مصرح ہے اس کی بحث فقیر کے رسالہ برکات الرضا میں پڑھیے۔

پس جو شخص یا رسول اللہ وغیرہ کہتا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ میں رحمۃ اللعالمین کو اپنی عاجزانہ حالت کی طرف متوجہ کرتا ہوں یا یاد کرتا ہوں تو پھر اس میں شرک کی کون سی وجہ ہے؟

قرآن مجید میں وارد ہے یا حسرةً - یا لیت - یا جبال - یا ارض - یا سماء وغیرہ۔ یہاں یا حرف ندا کا استعمال غیر ذی روح اشیاء کے لئے ہوا ہے منکرین ذرا غور کریں کہ پھر وہ کس طرح کلمہ یا کو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسری چیز کے لئے استعمال کرنے سے منع کرتے ہیں۔

جب حرف یا قریب و بعید دونوں کے لئے یکساں مستعمل ہوتا ہے تو پھر قریب کے لئے ہی مختص کرنا کس دلیل سے ہے حالانکہ شرح جامی میں ہے۔

یا اعہا، الاہا مستعمل لنداء القریب و البعید

یا سب سے عام ہے قریب اور بعید ہر دو کے لئے آتا ہے۔

از الہم وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ حرف یا صرف قریب کے لئے آتا ہے اس لئے یا رسول اللہ کہنا جائز نہیں ہے ان کا یہ دعویٰ اصول نحو سے باطل غلط ہو گیا کیونکہ یلو بعید کے

لئے بھی آتا ہے لہذا یا رسول اللہ کہنا جائز ہے اور اس میں کسی طرح کا شرک نہیں پایا جاتا۔

قوت شنوائی سے سننا

سوال: بعض لوگ کہتے ہیں کہ انبیاء و اولیاء دور سے نہیں سن سکتے۔ دور سے سننا خدا تعالیٰ کی صفت ہے۔ غیر خدا میں یہ طاقت ماننا شرک ہے۔

جواب: دور سے سننا اللہ تعالیٰ کی صفت نہیں ہے کیونکہ دور سے آواز تو وہ سنے جو کہ پکارنے والے سے دور ہو اللہ تعالیٰ تو شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

و نحن اقرب الیہ من جبل الورد
ہم تو شہ رگ سے بھی زیادہ قریب
ہیں۔

اور فرماتا ہے۔

وہو معکوا ینما کنتم
اور فرمایا:

وما کننا غائبین
ہم غائب نہیں ہیں

لہذا اللہ تعالیٰ تو قریب ہی کی بات سنتا ہے وہ اس سے قریب ہی ہوتی ہے کہ وہ خود قریب ہے۔ قریب کی آواز سننا بھی تو اس کی صفت ہے تو پچھلے شرک کیوں نہیں کہتے۔

اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو
انحضرت کی قوت شنوائی
ایسی قوت شنوائی عطا فرمائی کہ جس سے آپ قریب اور

بعید سے یکساں سنتے ہیں۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔

عن ابی ذر قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم والی اری
ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ما لا ترون واسمع ما لا تسمعون
 اطلت السماء وحق ان
 تعطل لیس فیہا موضع یدع
 الارض ان واضع جیبۃ سا جلا
 (قرمذی)

نے میں وہ چیز دیکھتا ہوں جو تم نہیں
 دیکھتے اور سنتا ہوں جو تم نہیں سنتے
 آسمان بوجھ کے سبب سے چرچراتا
 ہے اور یہ بات اس کو سزاوار ہے
 کیونکہ اس میں کوئی چار انگل کی ایسی
 جگہ نہیں ہے جس میں کوئی فرشتہ
 پشانی رکھے سجدہ میں نہ ہو۔

ملائکہ درود کی شنوائی
 اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ادنیٰ غلاموں
 کو حیرت انگیز قوت شنوائی عطا فرمائی ہے چنانچہ حدیث شریف
 میں ہے۔

عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت
 ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم نے ایک فرشتہ میری قبر
 پر متعین ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے
 اس قدر قوت سماعت عطا فرمائی
 ہے کہ وہ تمام مخلوق کا درود مجھے قیامت
 تک پہنچاتا رہے گا۔ (زرقاتی)

عن عمار بن یاسر قال قال
 رسول الله صلى الله عليه وسلم
 ان ملكاً اعطى سماء الخلاء
 كلما قائم على قبري الى يوم
 القيامة فما من احد يصلي
 علي صلوة الابغنيها
 (رواه الطبرانی)

رسول اللہ کے ادنیٰ خادم کا دور سے سننا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اقدس کے ادنیٰ خادم خمرنی
 کی تو یہ قدرت اور طاقت شنوائی ہے کہ وہ روئے زمین کے تمام درود خوانوں کا درود روضہ

مقدس پرہی کھڑا کھڑا سنتا ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہر ایک درود خواں کا درود بھی پہنچاتا ہے پس جب آپ کے ایک ادنیٰ خادم میں یہ طاقت پائی جاتی ہے کہ وہ جہاں بھر کے درود شریف خود سن لیتا ہے تو کیا آپ اپنے اس خادم اور غلام سے بھی کم تر ہیں کہ وہ خود سن نہیں سکتے بلکہ وہ دوسروں کے محتاج ہیں۔

ف حقیقت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف بغیر ایمان کے نظر نہیں آتے اور یہ نور ایمان بغیر فضل ایزدی کے ہر ایک کو میسر نہیں ہوتا چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔
ذالك فضل الله يؤتيه من يشاء والله ذو الفضل العظيم
کسی نے خوب فرمایا ہے۔

يا صاحب الجمال ويا سيد البشر

من وجهك المنير لقد نور القهر

لا يمكن الشناء كما كان حقه

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

(ترجمہ) اے صاحب جمال کے اور اے سید انسانوں کے۔ آپ کے روشن چہرے سے تحقیق چاند نے روشنی پائی۔ آپ کی تعریف نہیں ہو سکتی جیسی کہ اس کا حق ہے

خدا کے بعد آپ ہی بزرگ ہیں قصہ مختصر

فائدہ نوز اگر دور و نزدیک سے سنا خاصہ خدا ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ شرک فرشتے کے حق میں کیوں جائز رکھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ دور و نزدیک سے کسی نبی یا ولی کا کسی کی آواز کو سن لینا شرک نہیں ہے بلکہ یہ صفت عطائی ہے۔ مستقل بالذات نہیں۔

مزید تحقیق کے لئے رسالہ ”دور سے سنا“ میں پڑھیے۔

ہر جگہ حاضر و ناظر ہونا

علماء محققین اور صوفیائے کرام کا عقیدہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

بہرنگہ حاضر و ناظر ہیں چنانچہ اس دعویٰ کے ثبوت میں چند دلائل لکھے جاتے ہیں۔ مزید فقیر کی کتاب ”دول کا چین“ ”تسکین الخواطر“ میں دیکھیے۔

اس بحث کے دو جزو ہیں ایک تعدد ارواح و دوسرا تعدد اجسام۔ ان ہر دو امر پر بحث کرنے سے پہلے حاضر و ناظر پر روشنی ڈالی جاتی ہے کہ آیا اسمائے حاضر و ناظر اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے ہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات سے۔

صاحب درمختار رحمۃ اللہ علیہ

لغوی معنی پر اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر کہنا

تحریر فرماتے ہیں۔

فائدہ یا حاضر و ناظر لیس بکفر ہے یا حاضر اور یا ناظر کہنا کفر نہیں ہے ظاہر ہے کہ نفی کفر مستلزم جواز نہیں ہو سکتا اس لئے کہ ممکن ہے کہ حرام ہو یا مکروہ علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ اس کی شرح رد المحتار میں یوں تحریر فرماتے ہیں۔

حاضر یا ناظر کہنے والے کی تکفیر اس وجہ سے نہیں کی جائے گی کیونکہ حضورؐ معنی علم شائع ہے جہاں تین آریوں کا مشورہ ہو وہ ضرور ان کا چوتھا ہوتا ہے اور نظر بمعنی رویت بھی مستعمل ہے بے شک اللہ تعالیٰ بالمعنی دیکھتا ہے

فان الحضور بمعنی العلم شائع ما یكون من نجوى ثلثة الالهو رابعہ والنظر بمعنی الرویۃ الم یعلو بان اللہ یرى بالمعنی عاھد یا من یرى

(رد المحتار)

فائدہ دیکھیے فقہاء کرام حاضر و ناظر کے لفظ اللہ تعالیٰ کی شان میں اطلاق کر نیوالے کو تکفیر سے بچانے کے لئے تاویل کر رہے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ بلا تاویل اس کا اطلاق اللہ تعالیٰ کی ذات پر جائز نہیں ہے جبائیکہ یہ صفت خاصہ پروردگار عالم بتلائی جائے۔

حاضر کا مطلب

وجہ یہ ہے کہ حاضر رہے جو مکان میں ہو اور ناظر وہ ہے جو آنکھ کی پتلی سے دیکھے

اس معنی پر اللہ تعالیٰ کے لئے ماننا یہ کفر صریح ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ مکانیت اور جسمانیت سے پاک ہے علاوہ اس کے یہ اسماء توفیقی ہیں یعنی جن اسماء کا اطلاق قرآن و حدیث میں کہا گیا ہے۔ انہیں اسماء کے ساتھ پکاریں گے یا اس لفظ کے ساتھ پکاریں گے جس میں بجز خوبی کے کوئی معنی منافی ذات و صفات نہ پائے جائیں جیسے لفظ یزدان، ایزد، خدا، چنانچہ خود اللہ تعالیٰ سورہ اعراف میں ارشاد فرماتا ہے۔

اور اللہ تعالیٰ کے لئے اچھے نام ہیں

وَلِلّٰهِ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰی

پس ان ناموں سے ان کو پکارو۔

فَادْعُوْهُ بِهَا

نیز اس معنی تعلیقات القسطاس کے ص ۲۷۲ میں جسم و جوہر کے اطلاق کو ذات باری

پر منع فرمایا ہے اس کی دلیل میں ارشاد فرماتے ہیں۔

یہ منع دو وجہ سے ہے۔ ایک وجہ

لَوْ جِهَيْنِ اِحْدَاهُمَا اِنَّهُ لَمَوْجِدٌ

یہ ہے کہ ان لفظوں کا اطلاق قرآن

هٰذَا الْاِطْلَاقُ فِي الْقُرْآنِ وَالْحَدِيْثِ

و حدیث میں نہیں پایا گیا اور نہ

وَمَذٰهَبِ اَهْلِ السُّنَّةِ اِنْ لَا

اہل سنت یہ ہے کہ قرآن و حدیث

يَسِيءُ اللّٰهُ سُبْحٰنَهُ الْاِيْمَانِ

میں جو اسماء مذکور ہیں ان کے سوا دوسرے

بِمَا وُرِدَ فِيْهِمَا الْقَوْلُ تَعَالٰی

نام سے اللہ تعالیٰ کو نہیں پکاریں گے

وَلِلّٰهِ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰی فَادْعُوْهُ

کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ

بِهَا وَذُرُو الْذِيْنَ يَلْحَدُوْنَ

کے لئے اچھے نام ہیں پس اس کو ان

فِيْ اَسْمَائِهِ

کے ساتھ پکارو اور ان لوگوں کو چھوڑ

(نیز اس)

دو جو اس کے ناموں میں نئی راہ نکالتے

ہیں۔

قاضی ابوبکر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جو

قَالَ الْقَاضِي ابُو بَكْرٍ كُلُّ لَفْظٍ

دل علی معنی ثابت لله تعالیٰ
ولو یکن موهماً بنقصٍ جاز
اطلاقاً و شرط آخرون مع
ذالك ان یكون مشعراً باجلاً
وتعظیماً و توقفاً امام
المؤمنین و فصل الامام الغزالی
وقال یجوز ما یدل علی الصفة
لا ما یدل علی الذات وقال
الاشعری لا بد من اذن الشك
ونی شرح المواقف هو المختار

امام رازی کی تحقیق

امام محمد بن رازی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر کبیر میں زیر آیت ولله الاسماء الحسنی تحریر

فرماتے ہیں :-

دلّت هذه الآية علی ان اسماء
الله تعالیٰ لیست الا لله تعالیٰ
فیجب كونها موصوفة بالحسن
والکمال فهذا ایضاً ان
کل اسم لا یفید فی المسمی
صفت کمالٍ و جلالٍ فانه لا

لفظ ایسے معنی پر دلالت کرے جو اللہ تعالیٰ
کے لئے ثابت ہے اور اس میں نقص
کا وہم بھی نہ ہو تو ایسے لفظ کا اطلاق
جائز ہے اور دوسرے اماموں نے اس
کے ساتھ اضافہ کی ہے کہ وہ لفظ تعظیم
و تکریم ظاہر کرتا ہو اور امام الطرین نے
اس میں توقف کیا ہے اور امام نزالی نے
اس میں تفسیل کی ہے اور کہا ہے کہ جو
اسم کسی صفت پر دال ہو۔ وہ جائز ہے
نہ کہ وہ جو ذات پر دلالت کرے اور اشعری
نے کہا ہے کہ شارع کی اجازت ضروری
ہے اور شرح مواقف میں ہے کہ یہی
مختار ہے۔

آیت کریمہ اس بات پر دلالت کرتی ہے
کہ اسماء باری تعالیٰ اس کے ساتھ خاص
ہیں اور صفات حسنی اس کے لئے ہیں
تو اسماء کا متصف بالحسن والکمال ہونا
واجب ہوا اور اس نے یہ فائدہ دیا ہے
کہ جو اسم سہمی میں صفت کمال و جلال کا

يجوز اطلاقه على الله

فائدہ نہ دے اس کا اطلاق اللہ تعالیٰ
پر جائز نہیں۔

ناظر کا معنی

بنا بریں لفظ ناظر جبکہ آنکھ کی تیلی کے لئے از روئے لغت موضوع ہے تو اس کا اطلاق
اللہ تعالیٰ پر بلا تاویل ہرگز جائز نہیں۔

انسان پر واجب ہے کہ اللہ تعالیٰ کو
اسمائے حسنی کے ساتھ پکارے اور
یہاں سے معلوم ہوا کہ اس کے اسماء توفیقی
ہیں۔ اصطلاحی نہیں یعنی جو اسماء قرآن
و حدیث میں ہیں وہی جائز ہیں اور
اس سے یہ بات ٹوکد ہو جاتی ہے کہ یا
جو اد کہنا جائز ہے اور یا سخی کہنا جائز۔
اور اسی طرح یا عاقل یا طبیب یا فقیہ
وغیرہ کہنا ممنوع ہے اور اس سے ثابت

اس کے بعد امام موصوف فرماتے ہیں
يجب على الانسان ان يدعو الله
بها وهذا يدل على ان اسماء الله
تعالى توقيفية لا اصطلاحية
ويؤكد هذا انه يجوز ان يقال
يا جواد ولا يجوز ان يقال يا سخي
ولا يقال يا عاقل ويا طبيب و
يا فقيه وذلك يدل على ان
اسماء الله تعالى توقيفية

ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے نام توفیقی ہیں اصطلاحی
نہیں۔

لا اصطلاحية

حاضر و ناظر کے لغوی معنی (اول) حاضر کہتے ہیں جو پہلے غائب ہو پھر کسی جگہ آئے

چنانچہ مصباح المنیر میں ہے۔

حاضر ہوا غائب حاضر ہونا یعنی آیا
اپنی غیبت سے۔

(۱) حضر الغائب حضوراً قدم من
غيبة

(۲) اور منتہی الادب میں ہے۔

یعنی حاضر کے معنی حاضر ہونے والا

حاضر حاضر شومندہ

دوم۔ ناظر کہتے ہیں جو تیلی سے دیکھے چنانچہ مصباح المیزان میں ہے۔

والناظر السواد الاصغرمون العین الذی بیصر بہ الانسا ن شخصہ	ناظر آنکھ کی تیلی کو کہتے ہیں جس کے ساتھ انسان ہر ایک چیز کی صورت کو دیکھتا ہے۔
--	---

اللہ تعالیٰ مکان و نظر سے منزہ اور پاک ہے کو سمیع۔ بصیر۔ علیم کہیں گے

قاموس اللغات میں ہے۔

والناظر العین او النقطة السوداء فی العین او البصر نفسه او عرق بالانف و فیہ منه البصر	ناظر سے مراد آنکھ ہے یا وہ سیاہ نقطہ جو آنکھ میں ہے یا خود قوت بنیائی مراد ہے یا ناک کی وہ رگ مراد ہے جس میں بنیائی کی رطوبت ہے۔
--	---

امام ابو بکر رازی مختار الصحاح میں لکھتے ہیں۔

نظر بفتح نون و ظاء کے معنی میں دیکھنا کسی چیز کو آنکھ سے اور ناظر آنکھ کے ڈیلے میں وہ چھوٹی سی سیاہی ہے جس میں آنکھ کی تیلی ہے۔	نظر بفتح نون تأمل الشیء بالعین و الناظر فی المقلة السواد الاصغر الذی فیہ النظر
--	---

ف غرض اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر کہنا بلا تاویل جائز نہیں کیونکہ حاضر و ناظر مخلوق ہی ہو سکتی ہے

اس سے ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر و ناظر جانتا جائز ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے تمام دنیا کو آپ کے روبرو مثل کف دست کے ظاہر اور رکشٹن کر دیا ہے
عالم کا ذرہ ذرہ آپ کے پیش نظر ہے اور ساتوں آسمان کا کوئی ٹکڑا ساتوں زمین کا کوئی ذرہ سمندروں
کا کوئی قطرہ اشجار کا کوئی پتہ۔ مخلوقات کے تمام احوال ہر آن ہر ساعت آپ پر ظاہر ہیں حتیٰ کہ انسانوں کے
تمام اعمال و افعال۔ نفاق و ایمان اور خطرات قلوب پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہاؤن الہی اپنے

نور نبوت سے مطلع ہیں۔ (تفسیر عزیزی)

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

یا ایہا النبی انا ارسلناک شہیداً
ومبشراً وندیماً وداعیاً الی اللہ
بأذنه وسراجاً منیراً

اے نبی (غیب کی باتیں بتانے والے)
بے شک ہم نے تم کو بھیجا گواہ (حاضر و ناظر)
اور خوشخبری دینے والا اور روشن چمکا
دینے والا آفتاب۔

شاہد کا معنی

شاہد کے معنی گواہ بھی ہو سکتے ہیں اور حاضر و ناظر بھی۔ گواہ کو شاہد اس لئے کہتے ہیں کہ وہ
موقعہ پر حاضر ہوتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یا تو شاہد اس لئے فرمایا گیا کہ آپ دنیا میں عالم
غیب کو دیکھ کر گواہی دے رہے ہیں ورنہ سارے انبیاء گواہ تھے یا اس لئے فرمایا گیا کہ آپ قیامت
میں تمام انبیاء کی عینی گواہی دیں گے یہ گواہی بغیر دیکھے ہو ہی نہیں ہو سکتی۔

اور سورۃ بقرہ میں ارشاد ہوتا ہے۔

وکن الذک جعلناکم امة وسطاً
لتکونوا شہداء علی الناس و
یکون الی سول علیکم شہیداً

اور بات تو یوں ہی ہے کہ ہم نے تم
کو سب امتوں میں افضل کیا کہ تم
لوگوں پر گواہ ہو اور یہ رسول تمہارے گواہ
اور گواہ ہیں۔

اور سورہ نساء رکوع ۵ میں ارشاد ہوتا ہے۔

فکیف اذا جننا من کل امة بشہید
وجنابک علی ہؤلاء شہیداً

تو کیسی ہوگے جب ہم ہر امت سے ایک
گواہ لائیں اور تم کو (اے حبیب) ان
سب پر گواہ بنا کر لائیں۔

حضور علیہ رحم کے گواہ

ان آیتوں میں ایک واقعہ کی طرف اشارہ ہے کہ قیامت کے روز دیگر انبیاء کی امتیں

ہیں کہ ہم تک تیرے پیغمبروں نے تیرے احکام نہیں پہنچائے تھے۔ انبیاء کہیں گے کہ ہم نے سب احکام پہنچا دیئے تھے اور اپنی گواہی کے لئے امت محمدی کو پیش کریں گے ان کی گواہی پر اعتراض ہوگا کہ تم نے ان پیغمبروں کا زمانہ نہ پایا تم بغیر دیکھے کیسے گواہی دے رہے ہو یہ عرض کریں گے کہ ہم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا تپ آپ کی گواہی لی جائے گی۔ آپ دو گواہیاں دیں گے ایک تو یہ کہ نبیوں نے تبلیغ کی دوسری یہ کہ میری امت والے قابل گواہی ہیں۔ اب اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے گذشتہ انبیاء کی تبلیغ کی اور آئندہ اپنی امت کے حالات کو خود چشم حق بین سے ملاحظہ نہ فرمایا تھا تو آپ پر حرج کیوں نہ ہوئی جیسا کہ امت کی گواہی پر حرج ہوئی تھی معلوم ہوا کہ یہ گواہی دیکھی ہوئی اور پہلے سنی ہوئی تھی اس سے آپ کا حاضر و ناظر ہونا ثابت ہوا۔

شاہ عبدالحق کا عقیدہ

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ جامع البرکات میں تحریر فرماتے ہیں۔
 وے صلے اللہ علیہ وسلم بر احوال و افعال امت خود مطلع است و بر مقربان و
 خاصان خود مدد معین و حاضر و ناظر است۔
 ترجمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی تمام امت کے احوال اور افعال کی خبر
 اور اطلاع ہے اور اپنے مقربوں اور خواصوں کو مدد دینے اور فیض پہنچانے والے
 اور حاضر و ناظر ہیں۔

ف دیکھئے شیخ صاحب باد جوہر محدث اور فقہیہ ہونے کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاضر
 و ناظر جلتے اور مدد دینے والے بھی مانتے ہیں۔

شیخ سہروردی کا عقیدہ

شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ عوارف المعارف (اردو ترجمہ) میں ارشاد فرماتے ہیں

”پس چاہئے کہ بندہ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کو برابر اپنے تمام حالات پر ظاہر و باطن میں واقف اور خبردار جانتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ظاہر و باطن میں خبردار اور حاضر و ناظر جانے تاکہ اس کی تعظیم اور وقار کی صورت کا وہی ان حضرت کے دربار کے آداب کی محافظت پر دلیل ہو اور ظاہر اور پوشیدہ اس کی محافظت میں شرماٹے اور کوئی باریکی حضرت کے آداب سے ترک نہ کرے۔“

فائدہ دیکھئے شیخ صاحب موصوف رحمۃ اللہ علیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر و ناظر جانتے ہیں۔ اگر یہ شرک ہوتا تو آپ کبھی بھی ایسے کلمات زبان پر نہ لاتے۔ کیونکہ آپ بڑے سچے فاضل اور ولی اللہ بھی تھے۔ لکھو کھیا اشخاص آپ کے سلسلہ سہروردیہ میں منسلک ہو کر فیضیاب ہو چکے ہیں۔ ہوئے ہیں اور قیامت تک ہوتے رہیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ

حاضر و ناظر ہونے کے عقلی دلائل

ار دنیا میں ایک آفتاب اور ایک مہتاب ہے جو زمین سے ہزاروں میل کے فاصلہ پر ہیں لیکن لطف یہ ہے کہ باوجود اتنے دور ہونے کے ہر ملک اور گھر میں حاضر و ناظر ہیں۔ مشرق سے مغرب تک ایک آفتاب اور ایک مہتاب ہی ہے جن کو تمام عالم دیکھتا اور وہ تمام عالم کو دیکھتے ہیں۔ باوجودیکہ وہ ایک ذرہ ہیں نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا کیونکہ آپ کا نور تمام مخلوقات کی اصل ہے اور تمام مخلوقات اس کی نرغ۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔

جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ تمام مخلوق سے پہلے اللہ تعالیٰ نے کس چیز کو پیدا کیا؟ آپ نے فرمایا ان اللہ خلق نوراً نبیک محمد صلی اللہ علیہ وسلم قبل الاشیاء یعنی اللہ تعالیٰ نے تمام اشیا سے پہلے تیرے نبی محمد

صلی اللہ علیہ وسلم کا نور پیدا کیا (مسند عبدالرزاق)

فائدہ پس جب آفتاب جو ایک ذرہ ہے نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا۔ وہ تو تمام عالم میں حاضر و ناظر ہے تو کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جن کے نور مبارک کا یہ آفتاب ایک ذرہ ہے حاضر و ناظر میں شک و شبہ ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔

فقیدہ اللہ تعالیٰ بالذات حاضر و ناظر ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالعطاء

پس جب اللہ تعالیٰ ہر وقت ہر لحظہ حاضر و ناظر بالذات ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو منظر صفات الہی ہیں کیونکر حاضر و ناظر بالعطاء نہ ہوں گے۔

✓ چاند میں نور بالذات نہیں جو کچھ ہے وہ سورج کا عطیہ ہے پس جس طرح آفتاب کے مقابل چاند آتا ہے تو روشن و منور ہو جاتا ہے اسی طرح آفتاب الوہیت کے مقابل ماہتاب رسالت مآب منور ہو گیا خود بالذات کچھ نہ تھا۔

جب آئینہ کو آفتاب کے مقابل کریں تو وہ عکس آفتاب سے آفتاب کے جلوے ظاہر کرنے لگتا ہے۔ اسی طرح آئینہ رسالت مآب جب آفتاب الوہیت کے مقابل آیا تو جلوہ الوہیت کا منظر بن گیا۔ پھر بوساطت قربوت تمام عالم انوار آفتاب الوہیت سے مستنیر ہو گیا یہی سبب ہے کہ آپ نے فرمایا۔

اللہ معطى وانا القاسم | یعنی اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے اور

(صحیح البخاری) | ہم دیتے ہیں۔

یعنی آفتاب اہدیت ماہتاب رسالت کے اندر جلوہ ڈال کر عالم کو مستنیر کرتا ہے تعجب اور سخت تعجب ہے کہ آفتاب تو عالم میں روشن و جلوہ افروز ہو اور منبع انوار احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم جن کے نور کا آفتاب ایک پر تو اور ایک ذریعہ ہے عالم میں جلوہ افروز ہو کر

حاضر و ناظر نہ ہو۔

حدیث حدیث شریف میں ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انا من نور اللہ واخلق نور

کلہم من نور یعنی میں اللہ کے نور سے ہوں اور تمام مخلوق میرے نور سے ہے۔

اللہ تعالیٰ سورۃ مائدہ میں ارشاد فرماتا ہے۔

قد جاءكم من الله نور وكتاب

یعنی اللہ کی طرف سے تمہارے پاس

نور مجسم یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم اور کتاب روشن یعنی قرآن مجید

آگیا۔

مبین

پس جب قرآن مجید سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور مجسم ہونا ثابت ہوا تو میری کون سی چیز نور کو حاجب ہو سکتی ہے۔

۲. تعدد ارواح کے اثبات میں نقلی دلائل

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح

چنانچہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ شرح شفا جلد دوم میں تحریر فرماتے ہیں

قال عمرو بن دينار قوله تعالى فاذا دخلتم بيوتا فسلموا على

الفسك فان لم يكن في البيت احد فقل السلام على النبي

ورحمته الله وبركاته لان روحه عليه السلام حاضرة في بيوت

اهل الاسلام وقال علقمة اذا دخلت المسجد اقول السلام

عليك ايها النبي ورحمته الله وبركاته الخ

ترجمہ، عمرو بن دينار تابعی کئی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا

ہے کہ جب تم گھروں میں داخل ہونے لگو تو اپنے آپ پر سلام کر دو پس

اگر گھر میں کوئی موجود نہ ہو تو کہو السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ

اللہ وبرکاتہ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک تمام

مسلمانوں کے گھروں میں موجود اور حاضر ہے اور علقمہ تابعی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے

ہیں کہ جب میں مسجد میں داخل ہوتا ہوں تو کہتا ہوں السلام علیک ایہا النبی
ورحمته اللہ وبرکاتہ الخ

ایسا ہی شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے مدارج النبوة میں لکھا ہے۔

۳۔ تعدد اجسام کے اثنت میں نقلی و لائل

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر ایک شخص کے پاس خواہ وہ زندہ ہو یا مردہ جسم (مثالی)
کے ساتھ حاضر ہو جاتے ہیں چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔

عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
العبد اذا وضع فی قبرہ وتولی عنہ وذهب اصحابہ انہ
یسع قرع نعالہ اناہ ملکات فیقولانہ فیقولان لہ ما
کنت تقول فی ہذا الرجل لمحمد صلی اللہ علیہ
وسلم فیقول اشہد انہ عبد اللہ ورسولہ فیقال انظری
الی مقعدک من النار ابدک اللہ بہ مقعداً من الجنة
فیراہما جميعاً واما الکافر والنافق فیقال لہ ما کنت
تقول فی ہذا الرجل فیقول لا ادری کنت اقول ما
یقول الناس فیقال لا درہیت ولا تلیت ثم یضرب
بمطارق من حدید ضربہ بین اذنیہ فیصیح
فیسمعا من یلیہ غیر الثقلین

(رواہ البخاری)

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے جب بندہ قبر میں رکھا جاتا ہے اور اس کے دوست اس

سے چلے جاتے ہیں تو وہ ان کی جوتیوں کی آبٹ سنا ہے پھر درشتے
 اس کے پاس آتے ہیں اس کو قبر میں بٹھالیتے ہیں اور حضرت محمد صلی اللہ
 علیہ وسلم کی طرف اشارہ کر کے اس سے کہتے ہیں کہ تو اس شخص کے بارے
 میں کیا کہتا ہے؟ تو وہ کہتا ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ تحقیق یہ اللہ تعالیٰ
 کے خاص بندے اور اس کے رسول ہیں۔ پھر وہ کہتے ہیں کہ دیکھ اپنی جگہ
 دوزخ میں جس کو اللہ تعالیٰ نے بہشت سے بدل دیا ہے پس وہ دیکھتا
 ہے ان دونوں جگہوں کو اور کافر یا منافق سے جب پوچھا جاتا ہے تو اس
 شخص کے بارے میں کیا کہتا تھا؟ وہ کہتا ہے کہ میں کچھ نہیں جانتا وہی
 کہا کرتا تھا جو عوام کہتے تھے۔ پس اس کو کہا جاتا ہے کہ کیا تو عقل نہ رکھتا
 تھا؟ پھر اس کو فرشتے لوہے کے گرزوں سے اس کے کانوں کے مابین
 چوٹ لگاتے ہیں تب وہ چلاتا ہے اور چیخیں مارتا ہے اس کے چلانے کے
 آواز سب سن سکتے ہیں جو اس کے پاس ہیں سوائے انسانوں اور جنوں کے

(مشکوٰۃ)

فائدہ | اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب مردے کو قبر میں دفن کیا جاتا ہے تو اس سے دو فرشتے
 (منکر اور نکیر) یہ سوال کرتے ہیں کہ تو اس شخص کے بارے میں کیا کہتا ہے؟ مطلب یہ ہوا کہ جتنے
 لوگ اس دن اس سماعت میں مرتے ہیں خواہ مسلمان یا کافر سب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 کی بابت سوال ہوگا کہ یہ کون صاحب ہیں؟ فرض کرو کہ اگر ایک سماعت میں دس لاکھ آدمی مرتے
 ہیں تو ان سب کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کر کر کے یہ سوال کیا جاتا ہے۔

فائدہ | اس حدیث کی شرح میں علماء و صلحاء کا اختلاف ہے چنانچہ بعض تو یہ کہتے ہیں
 مسلمان مردے کو نورایمان سے اس جواب کی توفیق ہوتی ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ روزِ مبارک
 سے اس کی قبر تک تمام حجاب اور پردے اٹھ جاتے ہیں اور وہ مردہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کی شکل دیکھ لیتے گویا جیسے آفتاب روئے زمین سے سب کو یکساں نظر آتا ہے اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روضہ مبارک سے سب کو یکساں نظر آجاتے ہیں اور درمیان کا حجاب اٹھ جاتا ہے اس تاویل سے تعدد اجسام کا انقضائے رفع ہو جاتا ہے (تفسیر عزیزی در روح البیان)

جسم مثالی | بعض علماء کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جسم مثالی کے ساتھ ہر ایک مردے کے پاس موجود اور حاضر ہو جاتے ہیں بظاہر حدیث کے لفظوں سے یہی ثابت ہوتا ہے۔ اگر یہ بات سمجھ میں آجائے تو پھر تاویل کرنے کی بھی ضرورت نہیں پڑتی۔

الغرض مطلب ہر دو تقدیر پر حاصل ہے کیونکہ جس تقدیر پر آپ نبض نفس ہر جگہ سے آتے ہیں تو یہ امر بالکل ظاہر ہے اور اس تقدیر پر آپ روضہ الطہر سے ہر مردہ کے سوال و جواب کے وقت تشریف نہیں لاتے بلکہ پردہ اور حجاب اٹھا رہا جاتا ہے۔ اس وجہ سے کہ جب ہر مردہ کے وجود انور کا مشاہدہ کرتا ہے اور ابین کو حجاب نہیں ہوتا تو کیا حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم ہر ایک مردہ کو ایک ہی آن میں نہیں دیکھتے ہوں گے۔ ضرور دیکھتے ہیں کیونکہ قبر شریف میں جب بشارت اور سماعت ہو گئی اور یہ امر ظاہر ہے کہ دیکھنا تب ہی متصور ہو سکتا ہے کہ ہر دو ایک دوسرے کے بالمقابل واقع ہوں تو یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ گئی کہ ایک ہی آن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہزاروں کیا بلکہ کروڑوں مردوں کی طرف دیکھتے ہیں۔ اس پر فقیر اسی غفرانے نے کتاب لکھی ہے

بیام "القول الموثق" اس مسئلہ کی توضیح اس میں پڑھیے۔

آوردہ اند کہ شیخ

علاؤ الدین قرنوی

۱۴ ارواح انبیاء کا متعدد جسموں میں تصور پذیر ہونا

میگوید کہ بعینہیت کہ گفتہ شود کہ ارواح مقدسہ انبیاء بعد از مفارقت بمنزلہ ملائکست بلکہ افضل ایشان ہم چنانکہ ملائکہ تشتمل می شود در صورت مختلف کذا لک جائز باشد کہ ارواح مقدسہ انبیاء نیز تشتمل گردند و ممکن است کہ این تصرف در بعض خواص بعد از در حالت حیات نیز درست دید و در ارواح واحد در ابدان متعددہ غیر بدن معہود متصرف گردد۔

ترجمہ: شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کتاب جذب القلوب میں تحریر فرماتے ہیں کہ شیخ علاؤ الدین قونوی فرماتے ہیں کہ یہ کوئی تعجب کی بات نہیں کہ یہ کہا جائے کہ انبیاء علیہم السلام کی روہیں مفارقت کے بعد فرشتوں جیسی ہیں بلکہ ان سے اعلیٰ ہیں جس طرح فرشتے مختلف صورتوں میں صورت پذیر ہوتے ہیں اسی طرح سے انبیاء علیہم السلام کی پاک روہیں بھی صورت پذیر ہوتی ہیں اور یہ بھی ممکن ہے کہ خاص خاص بندوں کو زندگی کی حالت میں بھی یہ امر نصیب ہو اور ایک روح بدون مقررہ بدن کے کئی اجسام میں متصرف ہو۔

۵ اولیاء اللہ کی ارواح کا مثالی جسموں میں صورت پذیر ہونا

مکتوبات امام ربانی

مجدد الف ثانی

حضرت شیخ احمد سرہندی قدس سرہ العزیز کی جلد دوم مکتوب نمبر ۵۸ میں ہے۔

”ہر گاہ اجنبیاں را بہ تقدیر اللہ سبحانہ این قدرت بود کہ متشکل باشکال گشتہ اعمال فریبہ بوقوع آزند۔ ارواح اکمل را اگر این قدرت عطا فرماید چہ محل تعجب است و چہ احتیاج بہ بدن دیگر ازین قبیل است آنچه بعضی اولیاء اللہ نقل می کنند کہ در یک ساعت در اکتشہ متعددہ حاضر می گردند و افعال متباہنہ بوقوع می آزند۔ ایچانیز لطائف اشکال منجد یا جہاد مختلفہ و متشکل متباہنہ می گردند و ہمچنین عزیزیکہ مثلاً در ہندوستان توطن فارو و ازاں دیار نہ برآمدہ است جمعے از حضرت مکہ معظمہ می آید و میگویند کہ آن عزیز را در حرم کعبہ دیدہ ایم و چہاں و چہاں در میان ماواں عزیز گذشتت و جمعے دیگر نقل می کنند کہ ما اور در روم دیدہ ایم و جمعے دیگر در بغداد دیدہ اند این ہمہ تشکل لطائف آن عزیز است باشکال مختلف و این شکل گاہ در عالم شہارت بڑ و گاہ در عالم مثال چنانچہ در یک شب ہزار کس آن سرور را علیہ الصلوٰۃ والسلام بصورت مختلفہ در خواب می بینند و استفادہ رائے می نمایند این ہمہ تشکل صفات و

لطائف اوست علیہ علی آلہ الصلوٰۃ والسلام بصورت ہائے مثالی وہم چہیں

مریان از صور مثالی پیران استفادہ بامی نایند و حل مشکلات می فرمایند۔

ترجمہ: ”جب جنوں کو اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے اس قسم کی طاقت حاصل ہے کہ مختلف

شکلوں میں ظاہر ہو کر عجیب و غریب کام کریں تو اگر کالمین کی ارواح کو یہ طاقت بخش

دیں تو کون سی تعجب کی بات ہے اور بدن دیگر کی کیا حاجت اسی قسم کی وہ طاقت

ہیں جو بعض اولیاء اللہ سے نقل کرتے ہیں کہ ایک سماعت میں مختلف مکانوں

میں حاضر ہوتے ہیں اور مختلف کام ان سے وقوع میں آتے ہیں۔ یہاں بھی

ان کے لطائف مختلف جسموں میں تجسم ہو کر مختلف شکلوں میں متشکل ہو جاتے ہیں

۔ اسی طرح اس عزیز کا حال ہے جو ہندوستان میں وطن رکھتا ہے اور کبھی

اپنے ملک سے باہر نہیں نکلا بعض لوگ جو مکہ معظمہ سے آتے ہیں اور کہتے ہیں

کہ ہم نے اس عزیز کو حرم کعبہ میں دیکھا ہے اور فلاں فلاں باتیں ان سے ہوئیں

اور بعض کہتے ہیں کہ ہم نے ان کو روم میں دیکھا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ بغداد

میں اس کو دیکھا ہے۔ یہ سب اس عزیز کے لطائف ہیں جو مختلف شکلوں سے

میں ظاہر ہوئے ہیں یہ شکلیں کبھی عالم شہادت میں ہوتی ہیں اور کبھی عالم مثال

میں جس طرح ایک وقت میں ہزاروں آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو

خواب میں دیکھتے ہیں مختلف صورتوں میں اور فائدے حاصل کرتے ہیں۔ یہ

سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لطائف و صفات کی مثالی صورتیں ہیں۔

اور اسی طرح مرید اپنے پیروں کی مثالی صورتوں سے فوائد حاصل کرتے اور

حکالت حل کراتے ہیں۔

اس موضوع پر فقیر اسیسی کی کتاب ”الانجلاء فی تطور الاولیاء“

کا مطالعہ کیجئے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر تیک بخت کے جنازہ کیلئے تشریف

لانا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر تیک بخت مرسے کے جنازے پر ایک ہی وقت میں متعدد مقامات پر حاضر ہوتے ہیں۔ چنانچہ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ "انتباہ الاولیاء فی حیات الانبیاء" میں تحریر فرماتے ہیں۔

النظر فی اعمال امتہ والاستغفار لہم من السيئات
والاحاح بکشف البلاء عنهم والتردد فی اقطار الارض
بجلول البرکة فیہا وحضور جنازۃ من مات من صالحی
امتہ فان هذه الامور من اشغالہ کما وردت بذالك
الاحادیث والآثار۔

(ترجمہ) اعمال امت میں آپ کا نظر کرنا اور ان کے گناہوں کے لئے بخشش مانگنا اور رفع بلا کے لئے دعا فرمانا اور اطراف زمین میں پھرنا اس میں برکت پہنچانے کے لئے اور اپنی امت کے نیک آدمیوں کے جنازے پر حاضر ہونا پس یہ تمام باتیں آپ کے اشغال سے ہیں جیسا کہ احادیث اور آثار میں وارد ہے۔

علامہ یوسف بنھانی رحمۃ اللہ علیہ جو اسرار البجاری میں تحریر فرماتے ہیں۔

قال الحافظ السيوطی فی کتاب المسہی بتنبؤ الملک
بامکان رؤیة النبی صلی اللہ علیہ وسلم والملک بعد
استیعابہ بقول العلماء والاحادیث الدوالۃ علی
امکان رؤیة النبی صلی اللہ علیہ وسلم حتی بجسدہ و
روحہ وانہ یتصرف حیث شاء فی اقطار الارض و
فی الملکوت وهو بہیئۃ الحق کان علیہا قبل وفاتہ

لم يتبدل من شيء وانه يغيب عن الابصار كما
غابت الملائكة مع كونهم احياء باجسادهم فاذا اراد الله
تعالى رفع الحجاب عن اراد كرامة بروية رآه على هيئته
التي هو عليها لا مانع من ذلك ولا داعي الى التخصيص
برؤية امثال

ترجمہ، امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب تنویر الملک بامکان
روایتہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم والملك میں بکثرت اقوال علماء واحادیث
کثیرہ جو بیداری اور خواب میں رویت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے امکان
سختی کہ جسم و روح کے ساتھ رویت پر وال ہیں۔ نقل فرما کر ارشاد فرماتے
ہیں کہ آپ اقطار ارض اور طبقات السموات میں جہاں چاہتے ہیں تصرف
فرماتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس ہیئت پر تا ہنوز جلوہ افروز
ہیں جس ہیئت پر وفات سے قبل ہماری آنکھوں کے سامنے تھے آپ
کی کسی چیز میں کمی تبدیلی واقع نہیں ہوئی اور آپ ہماری آنکھوں سے اوجھل
ہیں تو جس وقت اللہ تعالیٰ کسی بندے کو آپ کے جمال جہاں آرا سے
مشرف کرنا چاہتا ہے تو حجاب اٹھا دیتا ہے اور وہ خوش نصیب آپ کو
آپ کی ہیئت اصلہ میں دیکھتا ہے جس میں کوئی مانع نہیں نہ کسی نظیر و
مثال کے دیکھنے کی تخصیص کا کوئی موجب ہے۔ صرف اس مسئلہ کی تحقیق
میں فقیر کی کتاب "تحفة الصلحاء فی رویتہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الیقظۃ
و الرویاء" کا مطالعہ کیجئے۔

اس کے بعد امام سیوطی علیہ الرحمۃ تحریر فرماتے ہیں۔

ان الذی ارآہ ان حیدہ الشریف | میں جو دیکھتا ہوں وہ یہ ہے کہ رسول اللہ

لا یخلو منه زمان ولا مکان
 ولا محل ولا عرش ولا لوح ولا
 کرسی ولا قلم ولا بر ولا حجر
 ولا سهل ولا جبل ولا بوزخ
 ولا قبر

صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک سے
 نہ زمان خالی ہے نہ مکان نہ محل خالی
 ہے نہ کرسی خالی ہے نہ لوح نہ کرسی
 خالی ہے نہ قلم نہ زمین خالی ہے نہ
 سمندر خالی ہے نہ نرم زمین نہ پہاڑ نہ
 بزرخ اور نہ قبر خالی ہے۔

غرضیکہ تمام عالم کے ذرہ ذرہ میں سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام جلوہ افروز

ہیں۔

شہداء کاندوں کی طرح مجالس میں آنا
 امام جلال الدین سیوطی رحمۃ
 اللہ تعالیٰ مشرح الصدورین علیہ

علامہ ابن جوزی تحریر فرماتے ہیں۔

ملک شام کے تین بھائی بہادر سوار جہاد کیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ
 انہیں گرفتار کر لیا۔ ان سے بادشاہ نے کہا کہ میں تمہیں چھوڑ دوں گا۔ اپنی بیویوں
 سے نکاح کر دوں گا۔ تم عیسائی ہو جاؤ۔ انہوں نے انکار کیا اور پکارا یا محمد اہ
 بادشاہ کے حکم سے تین دیگیں آگ پر رکھ دی گئیں اور ان میں روغن زیتون ہوش
 کیا گیا تین دن تک وہ تیل کھوتارنا۔ ہر روز ان کو دکھلایا جاتا اور عیسائیت کی
 دعوت دی جاتی اور وہ انکار کرتے آخر بڑے کو کھولتے ہوئے تیل میں ڈال دیا
 گیا۔ پھر دوسرا پھر تیسرا قریب لایا گیا۔ بادشاہ نے ان کو دین سے منحرف کرنے
 کی ہر طرح کوشش کی لیکن کامیابی نہ ہوئی۔ آخر ایک درباری نے عرض کیا کہ
 بادشاہ سلامت! اس کو میں اپنی تدبیر کے ساتھ دین سے منحرف کروں گا۔ بادشاہ
 نے پوچھا کس طرح؟ اس نے کہا میں جانتا ہوں کہ عرب عورتوں کی طرف جلد

مال ہو جاتے ہیں اور روم میں میری بیٹی سے بڑھ کر کوئی حسین نہیں ہے اس کو میرے حوالے کر دو تاکہ میں اس کو اس کے ساتھ چھوڑ دوں۔ وہ اس کو ہکالے گی۔ چالیس روز کی میعاد مقرر کر کے بادشاہ نے اس کو اس درباری کے سپرد کیا وہ اس کو اپنے مکان پر لے آیا اور بیٹی کو اس کی اطلاع دی اس نے کہا آپ بے فکر رہیں یہ میرا کام ہے۔ اب یہ شامی بہادر دن بھر روزہ دار رہتا اور تمام رات عبادت الہی میں گزارتا جب میعاد ختم ہو گئی تو اس درباری نے اپنی بیٹی سے پوچھا تو نے کیا کیا؟ اس نے کہا میں نے کچھ نہیں کیا چونکہ اس شخص کے دو بھائی اس شہر میں مائے گئے ہیں اس لئے مجھے خیال ہے کہ یہ شخص ان کی وجہ سے غمگین اور افسردہ ہے لہذا بادشاہ سے میعاد میں توسیع کرائی جائے اور مجھے اور اس شخص کو کسی اور شہر میں بھیجا جائے چنانچہ ایسا ہی کیا گیا لیکن اس نوجوان شامی کی حالت وہاں بھی یہی رہی۔ وہی دن کا روزہ اور سہرات کی شب بیداری حتیٰ کہ میعاد ختم ہو گئی۔ اس ٹرکی نے اس شامی سے کہا کہ میں تم کو عبادت میں مصروف رکھتی ہوں اس سے میرے دل پر اثر ہوا ہے کہ میں نے اپنا دین چھوڑ کر تمہارا دین اختیار کر لیا ہے لہذا دونوں صلاح کر کے وہاں سے چل پڑے۔ رات کو سفر کرتے اور دن کو چھپ رہتے ایک رات یہ دونوں جا رہے تھے کہ گھوڑوں کے آنے کی آواز آئی دیکھا تو وہ دونوں شامی کے بھائی تھے اور ان کے ساتھ فرشتوں کی ایک جماعت تھی شامی نے اپنے دونوں بھائیوں کو سلام کیا اور ان کا حال دریافت کیا۔ کہنے لگے کہ وہ ایک غوطہ ہی تھا جو تم نے دیکھا کہ تم گھولتے ہوئے تیل میں مارا اور ہم جنت الفردوس میں جانکے۔ اب اللہ تعالیٰ نے ہمیں تمہارے پاس بھیجا ہے تاکہ اس صالحہ ٹرکی کے ساتھ تمہاری شادی میں ہم شرکت کریں چنانچہ شادی کر کے وہ واپس چلے گئے۔

عالم مثال | عالم مثال وہ عالم ہے جس میں انبیاء، صوفیہ اور ملائکہ کو جسم مثالی عطا ہوتا ہے اور اس سے دنیا میں کام لیا جاتا ہے اس کی ضرورت ایسے موقعوں پر ہوتی ہے جب کہ اس جسم فانی دنیاوی میں وہ قوت نہیں ہوتی جو اس کار ضروری کو انجام دے سکے تو اسے جسم مثال عطا ہوتا ہے تاکہ وہ شکل اور عجلت کا کام سرانجام ہو کیونکہ جسم مثالی کے چند عجیب خواص ایسے ہیں جو جسم منصری میں نہیں پائے جاتے وہ منصری جسموں سے زیادہ لطیف اور بہت قوی ہوتا ہے اور وہ عالم ارواح اور عالم شہاد میں برزخ ہے۔

ملائکہ کا متعدد شکلوں میں جا بجا آنا

فرشتے کو جب کوئی جسم ملے گا تو وہ مثالی ہوگا اور اولیاء اللہ کو بھی یہی جسم ملتا ہے مثلاً ایک ولی کامل کو ایک ہزار کوس پر اپنے جسم کے ساتھ پہنچنا ضروری ہے تو فوراً درگاہ انیزوی سے جسم مثالی عطا ہوتا ہے جس کو وہ شخص جس کے پاس یہ ولی اللہ پہنچتا ہے سمجھ نہیں سکتا کہ یہ جسم بدلا ہوا ہے کیونکہ اس جسم اور اس جسم میں سر موزق نہیں ہوتا۔ اسی لئے اس کا نام مثالی ہے اور آواز بھی وہی۔ چنانچہ اکثر اولیاء اللہ نے فرمایا یا کم و بیش حج بھی کئے ہیں اور اپنے وطن میں بھی سب کو نظر آئے ہیں۔

بعض اولیاء اللہ اپنے جسم منصری میں یہ قوت رکھتے ہیں کہ جسم مثالی کی طرح جہاں چاہیں وہاں ایک ہی لمحہ میں پہنچ سکتے ہیں۔

فرشتے جب دنیا میں کسی جسم میں آتے ہیں تو عالم مثال ہی سے ان کو کوئی جسم ملتا ہے کیونکہ کسی کی ملاقات بظاہر جسم کے ہو نہیں سکتی اور جسم منصری چونکہ کثیف ہوتا ہے لہذا ان کی لطیف روح کو جو کسی جسم میں کبھی قید نہیں ہوتی اس کا تحمل نہیں ہو سکتا۔ لامحالہ ان کو جسم مثالی جو تمام جسموں سے زیادہ لطیف اور قوی ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کے حکم سے عنایت ہوتا ہے اس مسئلہ کی تحقیق سے "الانجلاء" میں مفصلاً موجود ہے۔

مولانا محمد اسماعیل
حقی رحمۃ اللہ علیہ

اولیاء اللہ کا آنحضرت کو بیداری میں دیکھنا

تفسیر روح البیان میں سورۃ ملک کے آخر میں تحریر فرماتے ہیں کہ :-
امام نذالی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں :-

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اختیاً دیا گیا ہے کہ وہ تمام عالم (زمین و آسمان) میں ارواح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ سیر کرتے پھرتے ہیں اکثر اولیاء اللہ نے ان کو بیداری میں دیکھا ہے۔	الرسول علیہ الصلوٰۃ والسلام له الخيار في طواف العالم مع ارواح الصحابة رضي الله عنهم ولقد رأوا كثير من الاولياء
--	---

فائدہ :- حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب اور بیداری میں دیکھنا حق
اور شرع شریف اصول کے مطابق ہے اس موضوع پر فقیر کی تصانیف "تحفة الصلحاء فی رؤیۃ النبی
فی المیقظہ والروایاء اور زیارت رسول کی حکایات"

باب اولی

احادیث مبارکہ

فائدہ :- اس باب میں فقیر وہ جملہ روایات درج کر لے جن میں "یا رسول اللہ کہنا صحابہ
کرام و تابعین و تبع تابعین، ائمہ مجتہدین و فقہاء و محدثین اور علماء و شائخ طرہت سے غائبانہ
اور بطور استمداد حضور علیہ وسلم کی زندگی اور بعد وصال ثابت ہے اور پھر اس آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم

نے مذاکرے والوں میں سے خوش قسمتوں کی مدد بھی فرمائی۔

۱۔ حدیث نابیا صحابی مروی ہے کہ ایک نابینا بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر طالب دعا ہوئے۔ اُن کو یہ دعا ارشاد ہوئی۔

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ وَأَتُوجَّهُ إِلَيْكَ بِمَحَبَّةِ نَبِيِّ الْوَحْيَةِ
يَا مُحَمَّدُ إِنِّي قَدْ تَوَجَّهْتُ بِكَ إِلَى رَبِّي فِي حَاجَتِي هَذَا لِتَقْنِي
اللَّهُمَّ فَتَقْنِي لِي (اس حدیث کا اسناد ہم آگے لکھتے ہیں)

(ترجمہ) اے اللہ میں تجھ سے مانگتا ہوں اور تیری طرف حضور علیہ السلام نبی الرحمتہ کے ساتھ

متوجہ ہوتا ہوں یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کے ذریعے سے اپنے رب کی طرف اپنی اس

حاجت میں توجہ کی تاکہ حاجت پوری ہو۔ اے اللہ میرے لئے حضور کی شفاعت قبول فرما

حواشی (۱) اس حدیث پاک کے فوائد تو آگے عرض کروں گا پہلے اس کی صحت کا سنیے

تاکہ کوئی یہ نہ کہے کہ حدیث ضعیف ہے صحاح ستہ اور دوسری مستند کتب احادیث

با اسناد صحیح یہ حدیث پاک مروی ہوئی چنانچہ ملاحظہ ہو۔

امام نسائی و امام ترمذی و ابن ماجہ و حاکم و بیہقی و امام الآئمہ ابن خزمیہ و امام ابوالقاسم طبرانی نے حضرت

عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا اور ترمذی نے حسن زریب صحیح اور طبرانی و بیہقی

نے صحیح اور حاکم نے بر شرط بخاری و سلم صحیح کہا اور امام عبدالعظیم منذری و غیرہ ائمہ نقد و تنقیح نے

ان کی تصحیح کو مسلم و مقرر رکھا۔

۲۔ مندرجہ ذیل کتب میں مستند محدثین کرام نے اس روایت کو لیا اور اس کی صحت کو مانا

شفاء السقام امام علام بقیۃ المجتہدین الکرام تقی الملتہ والدین ابوالحسن علی بن ابی موسیٰ و مواسیب لدنیہ امام احمد

قسطلانی شارح صحیح بخاری و شرح مواسیب غلامزرقانی و مطالع المسرات علام نفاسی و مرآة شرح

مشکوٰۃ علامہ علی تازی و لمعات و اشعة اللغات شروع مشکوٰۃ و جذب الطوب الی یارب المبوب و

مدارج النبوة تصانیف شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی و افضل القری شرح أم القری امام

ابن حجر مکی و نیز با کتب و کلام علمائے کرام و فضلاء عظام علیہم رحمۃ العزیز العلام۔
 ۳۔ حضرت امام طبرانی نے اس حدیث پاک کے کئی طرق لکھ کر آخر میں فرمایا ہے "الحديث صحیح کذانی الترتیب للمندری۔ علامہ یوسف بنھانی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے "شواہد الختم" میں کئی اور سند لکھی ہیں۔

۴۔ اس حدیث شریف کو صحیح نہ ماننے والا گمراہ ہے کیونکہ امامان حدیث کا اس حدیث پاک کے صحیح ہونے پر اتفاق ہے۔

۵۔ صحابہ کرام کے عقیدہ سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے اذن و عطا سے ہماری مشکلیں حل کرتے ہیں تبھی تو نبی صحابی حضور علیہ السلام کے ہاں اپنی اندھی آنکھوں کی مشکل کشائی کیلئے حاضر ہوئے۔

۶۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی مشکل کشائی فرمائی ورنہ فرماتے تو غیر اللہ کے دروازے پر کیوں آیا۔

۷۔ حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے (اتوجه اليك بمحمد صلی اللہ علیہ وسلم) ایک روایت میں (انی اتوجه اليك الخ) تصریح ہے، بارگاہ حق میں وسیلہ کو معلق دینا وسیلہ کو شرک کہنا بے دینی ہے کیونکہ حضور علیہ السلام ہمیں دین سکھانے آئے تھے اگر نبیاء و انبیاء علی نبیاء علیہم السلام کو وسیلہ بنانا شرک ہے تو پھر اس حدیث شریف کا کیا معنی ہے؟
 ۸۔ یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپکارنا بھی حضور علیہ السلام نے سکھایا اگر ندوٹے یا رسول اللہ، حرام یا شرک ہوتا تو پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم کا کیا جواب ہو گا کہ (معاذ اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کفر و شرک کی تاریکیوں کو رکھنے نہیں آئے تھے تو پھر ندوٹے یا رسول اللہ پر شرک و کفر کے فتوے کیسے۔

۹۔ اس خوش بخت نابینا صحابا رضی اللہ عنہ کی مشکل حل ہو گئی چنانچہ ابو نعیم اور ابان بن قیس رحمہم اللہ تعالیٰ کی روایت میں ہے کہ فقام وقد ابصر ببرکة محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

یعنے وہ نابینا صحابی اٹھ کھڑا ہوا اور اس کی آنکھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت سے روشن اور نورانی ہو گئیں اور یہ نہیں صرف بنیائے ملی بلکہ اس کے چشم خانہ کا تمام کارخانہ ایسا بہترین بنا گیا وہ کسی زمانہ میں نابینا تھا بھی نہیں چنانچہ طبرانی شریف کی روایت میں ہے کہ کان لہو یکت بہ حذر گویا وہ اندھانہ تھا۔

۱۰۔ نہ صرف وقتی طور پر یہ کرشمہ دکھایا بلکہ اس نابینا صحابی رضی اللہ عنہ کو دائمی طور پر مشکلات کے حل میں اجازت بخشی کہ جب بھی تجھے مشکل پڑے تو یہی وظیفہ عمل میں لانا چنانچہ اسی روایت میں بعض محدثین نے یہ بھی روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نابینا صحابی رضی اللہ عنہ کو فرمایا ان کان لک حاجة فمثل ذالک یعنی جب تجھے مشکل و مسیبت پیش آئے تو ایسے کرنا یعنی ہمیں رسید یعنی بنانا اور مجھے پکارنا بھی۔

۱۱۔ اس آخری جملہ سے یہ بھی ثابت ہوا کہ ندائے یا رسول اللہ منسوس بہ حیات نہیں اور نہ ہی قریب مکانی سے مقید بلکہ اجازت بخشی کہ جہاں جب ارر جسے مشکل ہو تو یہی وظیفہ کرے چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانہ سے لے کر ہمارے دور تک یہی وظیفہ معمول بہ اور مجرب ہے صحابہ کرام اور تابعین و تبع تابعین کے معمولات بعد کو عرض کروں گا فقیر کا آزمودہ اور مجرب طریقہ متعلقہ بہ روایت ہذا پڑھے اور پھر اسے عمل میں لا کر اللہ تعالیٰ سے مشکل حل کرے۔

تازہ وضو کر کے دو نفل پڑھ کر سو بار دُعا مذکورہ بالا
وظیفہ پڑھنے کا مشکل (حدیث ہے) پڑھیں اول و آخر تین بار درود شریف پڑھتے
 وقت کسی سے نہ بولیں اور مسجد میں جہاں نماز عشا کا آخری دُگانہ پڑھا ہے اور دُگانہ پڑھا
 اسی جگہ بیٹھ کر یہی وظیفہ پڑھے جب تک مشکل حل نہ ہو۔

۲۔ معمولات صحابہ و تابعین و تبع تابعین رضی اللہ عنہم
 مروی ان رجال کان یختلف الی عثبات بن عفات

رضى الله تعالى عنه في حاجة له وكان عثمان لا يلتفت
 اليه ولا ينظر في حاجته فلحق عثمان بن حنيف رضى
 الله تعالى عنه فشكى ذلك اليه فقال له عثمان بن
 حنيف رضى الله تعالى عنه أيت الميضاة فتوضأت ثم أتيت المسجد
 فصل فيه ركعتين ثم قل اللهم انى اسألك واتوجه
 اليك نبينا محمدا صلى الله تعالى عليه وسلم نبى الرحمة
 يا محمد انى اتوجه بك الى ربى فى قضى حاجتى وتذكر حاجتك
 ورح الى حتمى اروح معك فانطلق الرجل فصنع ما قال له ثم
 اتى باب عثمان رضى الله تعالى عنه فجاىء البواب حتى اخذ له بيلة
 فادخله على عثمان بن عفان رضى الله تعالى عنه فاجلسه
 معه على لطيفة وقال حاجتك فذكر حاجته فقضاها
 ثم قال ما ذكرت حاجتك حتى كانت هذه الساعة وقال ما كان
 لك من حاجتنا فأتنا ثم ان الرجل خرج من عنده فلحق
 عثمان بن حنيف رضى الله تعالى عنه فقال له جزاك الله خيرا
 ما كان ينظر في حاجتى ولا يلتفت الى حتمى كلفنى فقال عثمان بن
 حنيف رضى الله تعالى عنه والله ما كلمت ولو كنت شهدت رسول
 الله صلى الله عليه وسلم وانا لا رجل ضرير فشكا اليه ذهاب
 ضرة فقال له النبى صلى الله تعالى عليه وسلم أت الميضاة
 فتوضأت ثم صل ركعتين ثم ادع بهنذا الدعوات فقال عثمان
 بن حنيف رضى الله تعالى عنه فوالله ما تفرقتنا وطال بنا الحديث
 حتى دخل علينا الرجل كأنه لم يكن به فرق (رواه الطبرانى)

یعنی ایک حاجت سند اپنی حاجت کے لئے امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ
تعالیٰ عنہ کی خدمت میں آتا جاتا امیر المومنین نہ اس کی طرف التفات کرتے نہ
اس کی حاجت پر نظر فرماتے اس نے عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس
امر کی شکایت کی انہوں نے فرمایا وضو کر کے مسجد میں دو رکعت نماز پڑھ پھر دعا
مانگ الہی میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف اپنے نبی محمد صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کے وسیلے سے توجہ کرتا ہوں یا رسول اللہ میں حضور کے توسل سے اپنے
رب کی طرف متوجہ ہوتا ہوں کہ میری حاجت روائی فرمائیے اور اپنی حاجت ذکر
کر پھر شام کو میرے پاس آنا کہ میں بھی تیرے ساتھ چلوں حاجت مند نے
کہ وہ بھی صحابی یا کم از کم کبار تابعین سے تھے ایو نہیں کیا پھر آستانِ خلافت
پر حاضر ہوئے دربان آیا اور پکارا امیر المومنین کے حضور لے گیا امیر المومنین نے
اپنے ساتھ مندر پر بٹھالیا مطلب پوچھا عرض کیا فوراً روافر آیا اور ارشاد کیا اتنے
اتنے دنوں میں اس وقت تم نے اپنا مطلب بیان کیا پھر فرمایا جو حاجت تمہیں
پیش آیا کسے ہمارے پاس چلے آیا کرو یہ صاحب دہاں سے نکل کر عثمان
بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملے اور کہا اللہ تعالیٰ تمہیں جزائے خیر دے
امیر المومنین میری حاجت پر نظر اور میری طرف توجہ نہ فرماتے تھے یہاں تک کہ
آپ نے ان سے میری سنارسش کی عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے
فرمایا خدا کی قسم میں نے تو تمہارے معاملہ میں امیر المومنین سے کچھ بھی نہ کہا مگر ہوا یہ
کہ میں نے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا حضور کی خدمت اقدس میں
ایک نابینا حاضر ہوا اور نابینائی کی شکایت کی حضور نے یونہی اس سے ارشاد
فرمایا کہ وضو کر کے دو رکعت پڑھے پھر یہ دعا کرے خدا کی قسم ہم اٹھنے بھی نہ پائے
تھے باتیں ہی کر رہے تھے کہ وہ ہمارے پاس آیا گویا کبھی اندھانہ تھا۔ پھر امام طبرانی، امام

مندرجہ ذیل فرماتے ہیں۔

فوائد (۱) دیکھتے بعینہ وہی طریقہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صحابی رضی اللہ عنہ کو بتایا اس طرح صحابی نے تابعی کو بتایا۔

اس مشکل جو صحابی رضی اللہ عنہ کو تھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حل فرمائی اب بھی وہی مشکل ہے اور بعد وصال تابعی صحابی سے وظیفہ پوچھ کر مشکل حل کر رہا ہے۔ باقی اکثر وہی فوائد ہیں جو ہم نے حدیث اول میں عرض کئے۔

اعتراض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمد مبارک میں اندھے صحابی کا جو واقعہ اس حدیث میں آیا ہے اس پر بعض معترضین کہتے ہیں کہ اس حدیث میں جو خطاب حاضر ہے وہ آنحضرت کی حاضری اور موجودگی میں تھا نہ کہ غائب میں۔

جواب اس حدیث کے بعض طریق بدایت کے الفاظ فرجع اور حتی دخل علینا پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس ناہیا صحت سے یہ دعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھ کر

آپ کی غیبت میں ہی پڑھی تھی اگر وہ آپ کے روبرو پڑھتا تو یہ الفاظ نہ ہوتے۔
جواب نمبر ۲ علاوہ اس کے دعاء میں یا محمد بصیغہ خطاب آپ کی طرف التفات تضرع ہے اور التوجہ بک میں بائے استعانت ہے۔

جواب نمبر ۳ نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم تھا کہ میری تعلیم تمام امت کے لئے ہے اور یہ خطاب جو میں نے سکھلایا ہے میرے بعد بھی لوگ اسی طرح پڑھیں گے پھر بھی آپ نے ایسا ہی سکھلایا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے اس کو جائز رکھا۔ اس لیے صحابہ کرام نے اس خطاب کی آپ کے وصال کے بعد بھی اس طرح تعلیم دی جس سے مراد ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو غائب میں خطاب حاضر کرنا صحابہ کرام کا معمول تھا۔

جواب نمبر ۴ اگر اس دعاء میں خطاب حاضر حکایت سمجھا جائے تو پھر اللہم انی التوجہ

الیک بھی حکایت ہوگی جو صریح غلط ہے۔

ابن اسنی عبد اللہ بن مسعود اور

بزاز عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ

روایت اعیونی عباد اللہ

عنہم سے راوی ہے کہ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں :-

اذا انفلتت دابة احدكم بارض فلاته فليناديا
عباد الله احبوا فان لله تعالى عبادا في الارض
تحبسه

ترجمہ :- جب تم میں کسی کا جانور جنگل میں چھوٹ جائے تو چاہیے یوں ندا
کرے اے خدا کے بندو روک لو کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے زمین
میں ہیں جو اسے روک لیں گے۔

بزاز کی روایت میں ہے کہ یوں کہے :-

اعينوا يا عباد الله مد کرو اے خدا کے بندو

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ان نقطوں کے بعد حکم اللہ

اور زیادہ فرماتے۔ (رواہ ابن ابی شیبہ فی مصنفہ)

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ اذکار میں فرماتے ہیں ہمارے بعض اساتذہ نے کہ عالم کبیر
تھے ایسا ہی کیا چھوٹا ہوا جانور فوراً رک گیا۔

اور فرماتے ہیں ایک بار ہمارا جانور چھوٹ گیا لوگ عاجز آئے ہاتھ نہ لگا میں نے یہی
کلمہ کہا فوراً رک گیا جس کا اس کہنے کے سوا کوئی سبب نہ تھا

(نقلہ سیرۃ علی نقاری فی المرز الثمین)

حدیث نمبر ۱ امام طبرانی سیدنا عقبہ بن غزوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور پر نور
سید العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اذا ضل احدكم بشيئا و اسما دعونا وهو باسراض ليس بها
انيس فليقل يا عباد الله اعينوني يا عباد الله اعينوني
يا عباد الله اعينوني فان لله عبادا لا يراهم
ترجمہ: جب تم میں کوئی شخص سنان جگہ میں بہکے بھولے یا کوئی چیز گم کرے
اور مدد مانگنی چاہے تو یوں کہے، اے اللہ کے بندو میری مدد کرو اے
اللہ کے بندو میری مدد کرو اے اللہ کے بندو میری مدد کرو کہ اللہ کے
کچھ بندے ہیں جنہیں یہ نہیں دیکھتا۔
عقبہ بن غزوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:-

قد جربت ذلك باليقين یہ بات آزمائی ہوئی ہے۔

(رواہ الطبرانی)

فوائد (۱) فاضل غل قاری علامہ میرک سے وہ بعض علمائے ثقات سے ناقل ہذا
حدیث حسن یہ حدیث حسن ہے۔

(۲) فرمایا مسافروں کو اس کی ضرورت ہے۔

(۳) فرمایا مشائخ کرام قدس سرہم سے مروی ہوا انہ مجرب قون بہ النجم
یہ مجرب ہے اور مدد ملنی اس کے ساتھ مقرون۔ (ذکرہ فی العزائمین)

۲۔ ان احادیث میں جن بندگان خدا کو وقت حاجت پکارنے اور ان سے دعا مانگنے
کا صاف حکم ہے وہ ابدال ہیں کہ ایک قسم سے اولیائے کرام سے قدس اللہ تعالیٰ
اسرارہم و افاضہ علیہم النوار ہم یہی قون اظہر و اشمہر ہے کما انصر
علیہ فی العزائمین۔

۵۔ ممکن ہے کہ مالک یا سنان صالح جن مراد ہے جو بھی ہو ایسے توسل و مذاکرہ

شکر و حرام اور منافی توکل و اخلاص جاننا معاذ اللہ شرعاً شریف کے ساتھ استہزاء کرنی ہے۔

سوال جس حدیث کو تم نے دلیل بنایا ہے وہ ضعیف ہے۔ چنانچہ مولانا قطب الدین نے ظفر جلیل ترجمہ حصن حصین میں لکھا کہ اس حدیث کے راویوں میں سے عقبہ بن غزوان مجہول الحال ہے تقویٰ اور عدالت اس کی معلوم نہیں جیسا کہ کہلے تقریب میں کہ نام ایک کتاب کا ہے اسماء الرجال کی کتابوں میں سے۔

جواب یہ مترجم کی جہالت کی دلیل ہے کیونکہ یہ عقبہ بن غزوان رقاشی طبقہ ثالثہ سے ہیں جنہیں تقریب میں مجہول الحال اور میزان میں کالعیوف کہا اور اس حدیث کے راوی حضرت عقبہ بن غزوان بن جابر مازنی بدری کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابی جلیل القدر مہاجر و مجاہد غزوہ بدر میں جن کی جلالت شان بدر سے روشن مہر سے ابن رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ جہالت کا ثبوت یہ ہے کہ مترجم صاحب دیباچہ ترجمہ میں معترف کہ حرز ثمین اون کے پیش نظر ہے اسی حرز میں یہ عبارت ہے۔ رواة الطبرانی عن زید بن علی عن عقبہ بن غزوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن نبی اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور جس تقریب کا مترجم نے حوالہ دیا اس میں خاص برابر کی سطر میں یہی ہے جو ہم نے اوپر لکھ دیا ہے۔ پھر کون سی ریانت ہے اور کون سے ایمان کا حصہ ہے کہ ایک جلیل القدر اور رفیع الشان صحابی کو بیک جنبش قلم درجہ صحابیت سے خارج کر کے ثقہ ثالثہ میں ڈال جائے اور پھر انہیں مردود و اکروایت اور مجہول الحال والدیانت گردانا جائے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

انتباہ افسوس ہے کہ مخالفین ایسے جاہلوں کو اپنے اکابر اور زمانہ کے بڑے علامہ بلکہ امام گزواتے ہیں۔

۶ خلاصہ یہ کہ یہ حدیث شریف جیسے خیر القرون سے ہماری اکابر محدثین اور اسلاف

صالحین مجرب چلی آرہی ہے۔ آج بھی اس کا تجربہ کیا جا چکا ہے۔ اگر کوئی صاحب تجربہ کرنا چاہے تو حدیث پاک کا ارشاد گرامی موجود ہے آزمائیے۔ لیکن منکر وہ تو مجبور ہے اولاً تو وہ اس خطا کو شرک سمجھ کر عمل نہیں کریگا۔ اگر کسی کے کہنے پر کرے اور کام بھی ہو جائے تب بھی کہیگا کہ یہ قضیہ اتفاقی ہے۔ نہ کہ بوسیلہ اولیاء کام ہوا۔ وغیرہ وغیرہ۔

ہمیں الحمد للہ قرآن شریف اور حدیث پاک کے حکم پر ایمان ہے۔ اور ہم اپنے مقاصد کا حل اللہ تعالیٰ کی ذات سے بوسیلہ اولیاء سمجھتے ہیں۔ یہی حکم اسلام کلی ہے اور تاقیامت بلکہ قیامت کے بعد جاری رہے گا۔

حدیث مذکور متعدد طرق سے مروی ہوئی ہے جیسا کہ اوپر ہم نے چند **قاعدہ** حوالے بھی لکھ دیئے ہیں اور فن حدیث کا قاعدہ ہے کہ جو حدیث شریف متعدد طرق سے مروی ہو تو اگرچہ وہ طرق سب کے سب ضعیف ہوں تب بھی وہ حدیث حسن معیترہ ہو جاتی ہے اور یہ حدیث پاک متعدد طرق سے مروی بھی ہے اور باصطلاح حدیث حسن معیترہ بھی ہے۔ اب بھی اگر کوئی اپنے انکار پر ڈٹا ہے پھر اسے خدا سمجھے۔

رسول اللہ مشکل کثیر حدیث مزید طبرانی معیتر ص ۲۱ ابی بی میونہ سے مروی ہے کہ
ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

بات عندها في ليلتها فقام يتوضأ للصلاة
فسمعته يقول في متوضأاً لبيك لبيك ثلاثاً نصرت
نصرت ثلاثاً فلما خرج قلت يا رسول الله صلى الله
عليه وسلم سمعتك تقول في متوضأك لبيك
لبيك ثلاثاً نصرت نصرت ثلاثاً كأنك تكلم الإنساناً
فهل كان معك أحد فقال هذا ما جز ليستخرجني
ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زوجہ مطہرہ میونہ رضی اللہ عنہا بنت

حرث کے پاس ان کی باری کی رات میں ٹھہرے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو تہجد کے واسطے اٹھے نماز کے واسطے وضو کرتے وقت اسی مقام میں بیٹھے ہوئے میں نے سنا کہ آپ فرماتے ہیں کہ بسبک بسبک تین مرتبہ فرمایا یعنی میں تیرے پاس پہنچا میں تیرے پاس پہنچا تو امداد کیا گیا تو امداد کیا گیا تین دفعہ فرمایا اور اپنے وضو کرنے کے مقام میں تشریف فرما ہیں کہیں دوسری جگہ بھی نہیں گئے اور نہ غائب ہوئے۔ تو جب آپ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس جگہ سے علیحدہ ہوئے تو میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے ایسے سنا ہے کہ آپ وضو کرنے کے مقام پر بیٹھے ہی فرما رہے تھے بسبک بسبک نُصْرَتِ نُصْرَتِ تین دفعہ فرمایا گویا کہ آپ کسی انسان سے کلام فرماتے ہیں کیا حضور کے پاس کوئی تھا تو آپ نے فرمایا کہ یہ راجز مجھ سے زیادہ کتاب ہے۔

مزید توضیح اصل واقعہ یہ ہے کہ حضرت عمر بن سالم راجز کو قریش قتل کرنا چاہتے تھے تو وہ مکے سے نکلے اور مدینہ طیبہ کا راستہ اختیار کیا جبکہ اس کو مصیبت پڑی تو وہ عمرو بن سالم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو غائبانہ پکارتے اور آپ اس کی امداد فرماتے چنانچہ ایک دفعہ راستے میں زبردست دشمن کے گھیرے میں آگئے تو اس عمرو بن سالم اصحابی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پکارا اور فریاد کیا کہ حضور مجھے بچائیے ورنہ دشمن قتل کر دیگا تو آپ اس وقت حضرت میمونہ بنت حارث اپنی بیوی صاحبہ کے گھر وضو فرماتے تھے تو وہیں مدینہ طیبہ میں مقام وضو میں بیٹھے ہی بسبک فرما کر راجز کے پاس اپنی حاضری کا ثبوت دیا اور نصرت سے اس کی امداد فرما کر اس کو دشمن سے بچالیا اور اپنی امداد کی راجز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تسلی دی چنانچہ راجز اصحابی کے اس واقعہ سے استمداد اور آسائش اپنے امداد غائبانہ کو اپنی زوجہ مطہرہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے بھی بیان

فرمایا اور جب عمرو بن سالم راجز بنی صلی اللہ علیہ وسلم کی غائبانہ امداد سے مدینہ طیبہ پہنچا تو اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی امداد کے متعلق چند اشعار پڑھے اس کا ایک شعر فقیر بھی عرض کرتا ہے جو سنہری حروف سے لکھنے کے قابل ہے:

فالنصر رسول اللہ اختراعنا

واذع عباد اللہ یا توامدا

ترجمہ: پس تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مدد مانگ کیونکہ آپ کی مدد ہر وقت تیار ہے اور اللہ کے بندوں کو پکارو تیری مدد کو پہنچیں گے۔

فوائد: یہ تمام واقعہ اور اشعار اصابت جلد ۲ ص ۲۹۷ اور کتاب الاستیعاب جلد ۲ ص ۲۲۶ میں بھی مذکور ہے بہت ہی پر بھی موجود ہے اس حدیث پاک سے کئی مسائل ثابت ہوئے۔

- ۱۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہر جگہ حاضر و ناظر ہونا۔
- ۲۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مشکل کے وقت غائبانہ فریاد کرنا۔
- ۳۔ آپ کا غائبانہ پکارنے والی کی پکار سننا۔
- ۴۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فریاد رسی فرمانا۔
- ۵۔ صحابہ کرام کا بھی یہی عقیدہ تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہماری فریاد سن کر ہماری فریاد رسی فرماتے ہیں۔
- ۶۔ خیر القرون میں یہی عقیدہ تھا۔
- ۷۔ جو لوگ اس عقیدہ کو کہتے و شکر سے تعبیر کرتے ہیں وہ سوچیں کہ اس فتویٰ کی رُف سے کس کا زوسیاہ ہو رہا ہے۔

حدیث نمبر ۶

جنگوں میں نعرہ رسالت: صحابہ کرام بڑی سے بڑی مشکل کے وقت یعنی جنگ کے دوران

بھی یا رسول اللہ کہا کرتے چنانچہ تاریخ طبری لابن جریر میں ہے کہ
 إِنَّ الصَّحَابَةَ بَعْدَ مَوْتِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ شِعَارَهُمْ هُوَ فِي الْحُرُوبِ يَا
 مُحَمَّدُ (صلی اللہ علیہ وسلم)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد صحابہ کرام کی عادت تھی
 کہ جب کسی جنگ میں جاتے تو یا محمدؐ کی ندا کیا کرتے تھے۔
 اور پھر انہیں اس نعرہ سے فتح و نصرت نصیب ہو جاتی جیسا کہ احادیث سے

ثابت ہے۔

حدیث نمبر ۱

شواہد الحق ص ۱۳۸ میں ہے کہ
مہیلتہ الکذاب کی جنگ میں ومع ایضاً ان اصحاب النبی

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لما قالوا مسیلتہ الکذاب
 کان شعارہم وأحمداء وأحمداء (صلی اللہ علیہ و
 آلہ وسلم)

ترجمہ: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جب مہیلتہ الکذاب سے جنگ
 لڑتے تو ان کا شعار تھا کہتے "وأحمداء وأحمداء" (صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم)

حدیث نمبر ۸ ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے قفسرین
نعرہ رسالت پر کامیابی سے کعب بن ضمیر رضی اللہ عنہ کو ایک ہزار سوار
 دے کر یونان سے جنگ و جدل کرنے کے لئے روانہ کیا جس کی فوج کی تعداد دس ہزار
 کفار سے ہو گیا۔ جب لڑائی بڑی دگھسان سے ہو رہی تھی تو کعب بن ضمیر رضی اللہ

ہے عین ہو کر با آواز بلند یوں پکارتے تھے یا محمد یا محمد یا نصر اللہ انزل یعنی
محمد نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اے اللہ تعالیٰ کی مدد! نزول فرما۔ پھر مسلمانوں کی
لے مخاطب ہو کر فرماتے تھے۔

يا معشر المسلمين اثبتوا فانما هي ساعة وانتم
الاعلون ۵

یعنی اے مسلمانوں کے گروہ! دشمنوں کے مقابلہ میں ثابت قدم
رہو صرف یہی ایک گھڑی ہے اور تم عنقریب غالب آنے والے ہو۔
غرضیکہ کفار کو شکست فاش ہوئی اور مسلمانوں کو فتح محض یا محمد کے پکارتے

برکت ہوئی۔ (فتوح الشام ص ۱۵۱ ج ۲ مطبوع مصر)

حضرت بلال بن الحارث مزی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
سے قحط عام الرما وہ میں کہ بعد خلافت فاروقی ۱۸ھ

واقع ہوا ان کی قوم بنی مزینہ نے درخواست کی کہ ہم مرے جاتے ہیں کوئی بکری ذبح
لیجئے فرمایا بکریوں میں کچھ نہیں رہا ہے انہوں نے اصرار کیا آخر ذبح کی گھال چھینچی تو زری
سرخ بڑی نکلی یہ دیکھ کر بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ندا کی یا محمد اے پھر حضور اقدس
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خواب میں تشریف لاکر بشارت دی کہ تیری بکریاں صبح کو
موٹی تازی ہو جائیں گی اور قحط بھی جاتا ہے گا صبح کو جب بیدار ہوئے تو بکریوں کو دیکھا
کہ یہ واقعی موٹی تازی ہو گئی ہیں اور قحط بھی جاتا رہا۔ (ذکرہ ابن الاثیر فی الکامل)
حدیث نمبر ۹

۹۔ صحابہ کرام نے بعد وصال رسول پاک کو پکارا : صحابہ کرام نے سیدنا صدیق اکبر
رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے جنازہ کو روضہ اللہ کے سامنے لے جا کر عرض کیا۔ السلام علیک یا
رسول اللہ پھر کہا۔ ابو بکر حاضر ہیں۔ آپ کے پیلوں میں دن ہونے کی اجازت چاہتے
ہے : اس حدیث پر تفصیل و تحقیق فقیر کی کتاب الوسیلہ میں دیکھیے

ہیں۔ آواز آئی۔ "اَوْضِلُوا الْحَبِيبَ إِلَى الْحَبِيبِ" دوست کو دوست کے پاس پہنچاؤ۔
 (تفسیر کبیرہ ج ۱، ۲، نزہۃ المجالس ص ۱۲۷، تاریخ الخلفاء و بیاتہ والنہایہ وغیرہ)

تبصرہ اولیٰ : یہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی وصیت کے مطابق ہوا اس سے
 ثابت ہوا کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا عقیدہ تھا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زندہ ہیں
 اور روضہ انور میں امت کی عرض سنتے ہیں اور سن کر اس کی مقصد باری بھی فرماتے ہیں اور
 صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اس وصیت کا پورا کرنا ان جملہ مسائل کی تصدیق و تائید کرنا اجاب صحابہ ہے۔
 الحمد للہ ہم بسنت اسی طریقہ پر ہیں جو فرمایا ما انا علیہ واصحابی جو ان کے طریقے و عقیدے سے خارج ہے
 وہ خارجی اور بے ایمان ہے۔

حدیث نمبر ۱۰

حضرت برادر رضی اللہ عنہ کی تلمیح

حدیث ہجرت یا رسول کے نعرے سے ہے کہ جب حضور علیہ السلام ہجرت فرما

کر دینہ پاک شریف لائے تھے تو:

قَصَعَدَ الرَّبِيعَالُ وَالنِّسَاءُ فَوْقَ الْبُيُوتِ وَتَفَرَّقَ
 الْغُلَامَاتُ وَالْخِدَامُ فِي الطُّرُقِ يِنَادُونَ يَا مُحَمَّدُ
 يَا رَسُولَ اللَّهِ يَا مُحَمَّدُ يَا رَسُولَ اللَّهِ -

(رواہ مسلم فی باب ہجرۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

ترجمہ :- تمام عورتیں اور مرد گھروں کی چھتوں پر چڑھ گئے اور بچے اور غلام گلی
 کوچوں میں متفرق ہو گئے نعرے لگاتے تھے یا محمد رسول اللہ یا محمد یا رسول اللہ

۱۔ اس حدیث میں یا رسول اللہ کہنے کا ثبوت ہے۔

فوائد

- ۲۔ معلوم ہوا کہ تمام صحابہ کرام یا رسول اللہ کا نعرہ لگایا کرتے تھے۔
- ۳۔ اسی حدیث سے ہم نعرہ رسالت کا ثبوت پیش کرتے ہیں جس کی تفصیل ہمارے
 رسالہ "ما بہ الکفایۃ" اور "نعرہ تکہیر بدعت ہے یا نعرہ رسالت"۔

۴۔ اسی سے ہم بارہ ربیع الاول شریف کے دن جلوس کا جواز ثابت کرتے ہیں جس کی تفصیل فقیر کے رسالہ "تنشيط النفوس الزکیة" میں ہے۔

صحابی کی فریاد بارگاہِ رسول میں: ہنیم بن عدی نے ذکر کیا ہے کہ ہوعار (قبیلہ نابغہ جعدی) بصرہ میں کھیتوں میں لوشی چرایا کرتے تھے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابو موسیٰ اشعری کو ان کے طلب کرنے کے لئے بھیجا۔ انہوں نے ابو موسیٰ کو دیکھتے ہی یوں آواز دی۔ یا آل عامر! یہ سن کر نابغہ جعدی بھی اپنی قوم کے ساتھ لگا۔ ابو موسیٰ نے اُس سے پوچھا کہ تم کس واسطے نکلے؟ نابغہ نے جواب دیا کہ میں نے اپنی قوم کی دعوت قبول کی۔ اس پر ابو موسیٰ نے نابغہ کو تازیانے لگائے۔ نابغہ نے اس بدرے میں یہ اشعار کہے ہیں۔

فان تک لابن عفان امینا فلم یبعث بک البوالامینا

فیا قبر النبی و صاحبہ الایا غوثنا لو تسمعونا

اگر تو ابن عفان کا امین ہے تو اس نے مجھے بہرمان امین نہیں

بھیجا سائے قبر نبی کی اور آپ کے دو صاحب کی دیکھندائے ہمارے

فریاد رس! کاش آپ سنیں۔

حضرت نابغہ جعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی ہیں۔ آپ نے حضرت ابو موسیٰ اشعری کے تشدد کا استغاثہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر و حضرت

عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کیا ہے اور یا غوثنا کہہ کر پکارا ہے۔

ابن عمر کا عمل: عن ابن عمر خدسات رجله فقیل له اذکر

احب الناس الیک یزل عنک فصلاح یا محمد! ۷

نلتشرت۔

(شفافاضی میاض وارب الفرد امام بخاری مدارج النبوة حسن حصین)

ترجمہ ایک دفعہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا پاؤں مبارک سو گیا اور بے حس و حرکت ہو گیا۔ کسی نے آپ کو اس کا علاج بتلایا کہ آپ اس شخص کو یاد کیجئے جو آپ کو سب سے زیادہ محبوب ہو فوراً یہ عارضہ جاتا رہیگا آپ نے اسی وقت چلا کر کہا یا محمدؐ تو وہ تکایت اور عارضہ جاتا رہا۔
(مدارج النبوة)

ابن عباسؓ کا عمل حضرت امام نووی شارح مسلم شریف رحمۃ اللہ تعالیٰ نے کتاب الاذکار میں اس کا مثل حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نقل فرمایا کہ ان کا بھی پاؤں سویا تو یا محمدؐ کہہ اچھا ہو گیا اور یہ امر ان دو صحابیوں کے سوا اوروں سے بھی مروی ہوا۔

اہل مدینہ کا عمل : علامہ شہاب خفاجی مہری رحمۃ اللہ تعالیٰ النیم الریاض شرح شفاء میں فرماتے ہیں۔ ہذا مما تعاہدہ اہل المدینۃ : یہی اہل مدینہ کی عادت میں شامل ہے یعنی جب شکل پڑی یا محمدؐ کا نعرہ لگایا۔ یعنی ہر شکل نام محمدؐ سے ٹکے۔ (صلی اللہ علیہ وسلم)

۱۔ مسجد کی حاضری پر الصلوۃ والسلام عن علقمہ قال اذا دخلت المسجد

اقول السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، (شفاء قاضی بیاض) ترجمہ: علقمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جب میں مسجد میں داخل ہوتا ہوں تو

میں کہتا ہوں سلام ہو تم پر اے نبی اور اللہ تعالیٰ کی رحمت اور برکتیں بڑھ

۲۔ ہرنی کی مشکل حل ہو گئی قاضی بیاض رحمۃ اللہ علیہ شفاء شریف میں فرماتے ہیں:-

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ كَانَتْ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت ابو الدرداء صحابی رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے کہ وہ مسجد میں داخل ہوتے وقت کہتے۔ ان السلام علیک یا رسول اللہ (القول البدر ص ۱۱۱)

فِي صَعْرَاءَ فَنَادَتْهُ طَبِيبَةٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ مَا خَلَجْتُكَ
 قَالَتْ مَا دَفَنِي هَذَا الْأَعْرَابِيُّ وَلِي خَشْفَانٌ فِي ذَلِكَ
 الْجَبَلِ فَأَطْلِقْنِي حَتَّى أَذْهَبَ فَأَدْضِعُهُمَا وَأَرْجِعُ
 قَالَ أَوْ تَفْعَلِينَ قَالَتْ نَعْدُ فَأَطْلَقَهَا فَنَدَّ هَيْثُ وَرَجَعَتْ
 فَأَذْهَبَتْ فَأَنْتَبَهَ الْأَعْرَابِيُّ وَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَكَ
 حَاجَةٌ قَالَ تَطْلُبِينَ هَذِهِ الطَّبِيبَةَ فَأَطْلَقَهَا فَخَرَجَتْ تَعْدُ
 فِي الصَعْرَاءِ وَتَقُولُ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ
 أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ .

در شفاء شریف جلد اول صفحہ ۲۰

ترجمہ: حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ
 علیہ وسلم صحرا میں تھے۔ ایک بہرنی نے ندا کی یا رسول اللہ فرمایا کیا حاجت
 ہے عرض کیا مجھ کو اس اعرابی نے پکڑ لیا اور اس پہاڑ میں میرے دو چھوٹے
 بچے ہیں مجھے کھول دیجئے تاکہ میں جا کر ان کو دودھ پلاؤں۔ فرمایا کیا ایسا
 کرے گی۔ عرض کی ہاں حضور نے اس کو کھول دیا وہ چلی گئی اور واپس آ
 گئی۔ پس آپ نے اس کو باندھ دیا۔ اعرابی جاگ پڑا اور عرض کرنے لگا
 یا رسول اللہ کچھ حکم ہے۔ فرمایا اس بہرنی کو چھوڑو۔ پس اس نے
 بہرنی کو چھوڑ دیا۔ وہ جنگل میں دوڑتی ہوئی نکل گئی اور پڑھتی تھی اشہد
 ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمداً رسول اللہ

اس روایت سے ثابت ہوا کہ جنگل کے حیوان بھی مشکل وقت میں اپنی مشکل

کشائی کے لئے یا رسول اللہ کہتے ہیں۔ لیکن ہم سے دور کے مسلمان کہلوانے والے اس
 عقیدہ کو الٹا کفر و شرک کہتے ہیں۔

امام ابن جوزی نے کتاب عیون
الحکایات میں تین اولیائے عظام کا عظیم الشان

قیدیوں کا نعرہ مدد کے لئے

واقعہ بسند مسلسل روایت کیا کہ وہ تین بھائی سوارانِ دلاور ساکنانِ شام تھے کہ ہمیشہ راہِ
خدا میں جہاد کرتے فاسدھو السوم مرة فقال لهو الملك اني اجعل فيكم
الملك وانتم واجكوبناقي وتدخلون في النصرانية فابوا وقالوا
يا محمد انا یعنی ایک بار نصارائے روم انہیں قید کر کے لے گئے بادشاہ نے کہا
میں تمہیں سلطنت دوں گا اور اپنی بیٹیاں تمہیں بیاہ دوں گا تم نصرانی ہو جاؤ انہوں نے
نہ مانا اور زنداکی یا محمد انا بادشاہ نے دگیوں میں تیل گرم کر کر دو صاحبوں کو اس میں ڈال
دیا تیسرے کو اللہ تعالیٰ نے ایک سبب پیدا فرمایا وہ دونوں چھ مہینے کے بعد
معہ ایک جماعت ملائمہ کے بیداری میں ان کے پاس آئے اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے ہمیں
تمہاری شادی میں شریک ہونے کو بھیجا ہے انہوں نے حال پوچھا فرمایا۔

ما كانت الا العظيمة التي ما ايت حتى خرجنا في الفردوس

بس وہی تیل کا ایک ٹوطہ تھا جو تم نے دیکھا اور اس کے بعد ہم جنت اعلیٰ
میں تھے۔

۱۔ علماء کرام فرماتے ہیں کہ ہر

فوائد ہم کا نوا مشہورین بذالك معروفین بالشام فی

الزمن الاول

یہ حضرات زمانہ سلف میں شام میں مشہور تھے اور ان کا یہ واقعہ معروف تھا۔

پھر فرمایا شعراء نے ان کی منقبت میں قصیدے لکھے ازاں جملہ یہ بیت ہے

سيعطى الصديقين لفضل صدق

نجاة في الحيات والممات

قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ سچے ایمان والوں کو ان کے سچ کی برکت سے
حیاتِ موت میں نجات بخٹے گا۔

۲۔ یہ واقعہ عجیبِ نفیس و روح پرور ہے۔ میں نے طوالت کی بجائے اختصار سے
کام لیا ہے۔ تفصیل امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی شرح الصدور میں ہے۔ یہ واقعہ
فقیر نے رسالہ طرق الخیر میں بھی لکھ دیا ہے یہاں مقصود اس قدر ہے کہ مصیبت میں
یا رسول اللہ کہنا اگر شرک ہے تو شرک کی شہادت و مغفرت کسی اور جنبت الفردوس
میں جگہ ملنے کا کیا معنی اور ان کی شادی میں فرشتوں کو بھیجا کیوں کر اور ان ائمہ دین نے یہ
روایت کیوں کر قبول کی اور ان کی شہادت و ولایت کس وجہ سے سلم رکھی اور وہ مردانِ خدا
خود بھی سلفِ صالحین میں تھے۔

۳۔ یہ واقعہ شہرِ طرسوس کی آبادی سے پہلے کا ہے اور طرسوس ایک شہر ہے یعنی
دارالاسلام کی سرحد کا شہر جسے خلیفہ ہارون رشید رحمۃ اللہ علیہ نے آباد کیا۔ کما
ذکرہ الامام السیوطی فی تاریخ الخلفاء ہارون رشید کا زمانہ زمانہ تابعین
و تبع تابعین کا تھا تو یہ تینوں شہدائے کرام اگر تابعی نہ تھے تو کم از کم تبع تابعین سے ضرور
تھے۔ اس معنی پر یہ واقعہ خیر القرون میں ہوا جو مخالفین کی تسکین کے لئے کافی ہے
لیکن شورشِ قلبی کا علاج مشکل ہے۔

بلال کی آوازِ بہشت میں سنی : ندائے یا رسول اللہ کا عقہ بھی شبِ معراج
حل ہوا بخاری شریف میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم معراج سے واپس
تشریف لائے تو حضرت بلال کو بلایا اور فرمایا :

” بلال ! تو وہ عمل بتا دے جو تو کرتا ہے۔ میں نے جنت میں

تیرے چلنے کی آواز اپنے آگے اپنے کانوں سے سنی ہے۔“

سوال : حضور کو پتہ ہی نہیں تھا ورنہ کیوں پوچھ رہے ہیں کہ کس عمل سے یہاں پہنچے ہو۔

جواب : حضرت بلال نے کوئی ایسا عمل نہیں کیا جس کا علم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ ہو کیوں کہ جس عمل کا علم رسول کو نہ ہو وہ رسول بتائیں گے ہی نہیں اور جمل رسول نہ بتائیں تو کرنے والا جنت میں کیسے جائے گا۔

۲۔ دراصل منشا یہ تھا کہ بلال اپنے منہ سے کہے مگر لوگوں کو شوق پیدا ہو یہ ایک نفسیاتی بات ہے۔ حضرت بلال نے کہا میرے آقا میں تو تحیۃ الوضو بھی پڑھتا ہوں اور تحیۃ المسجد بھی پڑھتا ہوں۔

استدلال : جب آپ معراج کو تشریف لے گئے تو حضرت بلال ساتھ گئے تھے ؟ نہیں گئے تھے۔ جب گئے نہیں تو وہاں تھے نہیں اور جب تھے نہیں تو چلے نہیں اور جب چلے نہیں تو آواز پیدا نہیں ہوئی تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سنا کیا۔ ثابت ہوا کہ یہ ممکن ہے کہ جو بات نہ ہو وہ حضور کا کان سن لے ہو سکتا ہے ؟ جو چیز ہو ہی نہ اس کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔ تو اب غور کرو کہ یہ بات کیا ہو سکتی ہے۔

اس حدیث میں شارحین کے دو قول ہیں :

دونوں حق :

۱۔ بلال زمین پر چل رہے تھے ، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وہاں بہشت میں ان کی آواز سن لی۔ اس سے بھی ہمارا دعویٰ روز روشن کی طرح ثابت ہوا کہ جو جنت میں ہو کسیہاں کی آواز سن لے تو وہ یا رسول اللہ کی آواز کیسے نہیں سنیں گے ؟

۲۔ شارحین یہ بھی فرماتے ہیں حضور نے فرمایا کہ اے بلال! جنت میں تو میرے آگے آگے چل رہا ہے اور میں تیرے چلنے کی آواز اپنے کانوں سے سن رہا ہوں۔ یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ بات تو جنت میں چلنے کی ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ مزاج پر گئے نہیں۔ اور جب گئے نہیں تو وہاں تھے نہیں

اور جھے نہیں تو چلے نہیں اور جب چلے نہیں تو آواز حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کیسے سن لی؟ کیا ہو گیا؟ اس کا ازالہ یوں گا کہ حدیث میں آتا ہے کہ جنت میں کوئی نبی داخل نہ ہوگا جب تک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام داخل نہ ہو جائیں۔ اور کسی نبی کی امت داخل نہ ہو جائے۔ سب سے پہلے جنت میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام داخل ہو گئے۔ حدیث کے الفاظ ہیں :

انا اول من یقرع
باب الجنة
سب سے پہلے جنت کا دروازہ
کھٹکھٹانے والا میں ہوں۔

اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بڑی شان سے جنت میں جائیں گے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس شان سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جائیں گے کہ اپنی مبارک اونٹنی پر سوار ہوں گے اور اس کی ہار بلال کے ہاتھ میں ہوگی۔ ابلیحان سے کہنا کہ جس کے ہاتھ میں ہار ہر پہلے آگے ہوگا کہ نہیں ہوگا۔ وہ آگے ہوگا تو اسی کی آواز کو کج سن لیا۔
سوال: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پہلے نبی بھی نہیں جائیں گے۔ یہاں تو بلال پہلے چلے گئے؟

جواب: حضرت بلال نہیں گئے یہ تو ہمارا کی برکت ہے وہ ہمارا چھوڑ دیں پھر دیکھیں بلال کیسے جاتے ہیں؟ ثابت ہوا کہ جو آواز لاکھوں برس کے بعد پیدا ہوگی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے سن لی۔ کیا خوب فرمایا امام اہلسنت شاہ احمد رضا خان صاحب قدس سرہ نے

درد و نز و یک کے سننے والے وہ کان

کان لعل کرامت پہ لاکھوں سلام

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے اٹھارہ ہزار عالم

تحقیق اویسی | یا اس سے کم و بیش سب کے سب برابر ہیں۔ یہ تبدیلیاں

ہمارے لئے ہیں آپ کے لئے کوئی تبدیلی نہیں اور ان کے قرب و بعد ہمارے لئے ہیں آپ کے لئے کوئی قرب و بعد نہیں۔ اسی لئے اگر عالم ارواح میں تھے تو بھی برابر سنتے اور سنتے تھے (جیسے حیوۃ المیوتین ص ۱۱۱ وغیرہ میں ہے کہ جب ابراہیم علیہ السلام نے اعلانِ حج کیا تو عالم ارواح میں بیک کہنے والوں میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی تھے اور آپ کی آواز کو حضرت الیاس (آپ کے دوا) اپنی پشت میں سنتے تھے۔) یا عالم اجساد میں اور پھر عالم اجساد میں آپ کے لئے عالم برزخ و عالم آخرت کا کوئی فرق نہ تھا ایسے ہی عالم دنیا میں عالم بالا اور عالم بالا میں عالم دنیا دور نہ تھا وغیرہ وغیرہ۔ اگر اس تحقیق کو بکھیرا جائے تو ایک مستقل تقیف ہو جائے گی لیکن طر۔

دانا را اشارہ کافی

کے مطابق آنا کافی ہے۔

فیصلہ: دور سے سننا یا دور سے پکارنا شرک کا مسئلہ نجدیوں کا خانہ ساز ہے اور وہ بھی صرف انبیاء و اولیاء کے متعلق ورنہ ہزاروں اشیاء کے لئے مانا عین اسلام سمجھتے ہیں۔ من جملہ ان کے ملائکہ کرام بھی ہیں۔ چنانچہ احادیث مبارکہ میں ان کی قوتِ شنوائی کی بہت سی روایات ہیں۔ من جملہ ان کے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب سورج نکلتا ہے تو اس کے ساتھ دو فرشتے ہوتے ہیں وہ لوگوں کو یا ایتھما الناس کہہ کر رب تعالیٰ کی عبادت کی طرف بلا تے ہیں اور نسیت کرتے ہیں کہ ما قتل و کفیٰ خیراً جثا کثر و الٹھی مقوڑا اور کفایت کرنے والا مال بہتر ہے اس سے جو زیادہ ہو اور نافل کر لے۔

(حلیۃ الاولیاء ص ۲۲۶ ج ۲)

ف: غور کیجئے کہ جب اتنی دور سے یا ایتھما الناس کہنا شرک نہیں ہے۔

یا رسول اللہ کہنا کس طرح شرک ہو سکتا ہے، پھر اگرچہ سب انسان اس پکار کو نہیں سنتے مگر انسانیت کی جان حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو ضرور سنتے ہیں کیوں کہ پکارنا سنانے کے لئے اور "مناوی" کو اپنی طرف متوجہ کرنے کے لئے ہوتا ہے جیسا شرح جامی ص ۹۶ میں مصرح ہے۔

ملائکہ کی شنوائی: ملائکہ کرام کے متعلق اس طرح کہاں گنت روایت ہیں۔ روئے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خادم فرشتہ کی تفصیل آگے آئی ہے۔ "مسلم شریف میں ہے کہ نمازی کی آئین پر آسمان کے فرشتے آئین کہتے ہیں"

تو بتائیے آسمان کی سیکڑوں سال کی مسافت سے ملائکہ تو سن لیں اور ان کے پیرو مرشد بلکہ انبیاء کے امام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے شرک کا تصور وہاں کیسے ہو سکتا ہے۔

صدیق کا عمل: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال شہریف ہو چکا، حضرت ابو بکر صدیق چہرہ مبارک سے چادر اٹھا کر یوں پکارتے ہیں:

اذکرنا یا محمد عند بلبل اے محمد! ہمیں اپنے پروردگار کے
ولسکن من بالک پاس یاد کرنا اور ضرور ہمارا خیال رکھنا

اعرابی نے کہا یا رسول اللہ! حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دفن شہریف کے تیسرے روز ایک اعرابی مزار مقدس پر حاضر ہو کر عرض کرتا ہے:

"یا رسول اللہ! میں آپ کے پاس آیا ہوں تاکہ آپ میرے حق میں دعائے مغفرت فرمائیں"

قبر شہریف سے آواز آئی کہ تجھے بخش دیا گیا۔ تفصیلی واقعہ ہم نے "تاریخ محبوب مدینہ" میں لکھ دیا ہے۔

سیدہ زینب میدا کر بلا میں : ابن کثیر نے البدایہ والنہایہ میں لکھا کہ سیدنا امام حسین کی ہمشیرہ سیدہ

بی بی زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے میدانِ کربلا میں عرض کیا :

یا محمداه یا محمداه یا رسول اللہ یا رسول اللہ! ہماری

صلیٰ علیک فریاد کو چنچو اللہ تعالیٰ آپ کو

اللہ رحمت سے نوازے۔

ف : کربلا کے میدان کی داستان زبانِ زرد عوام ہے اس کے سنگین حالات جس طرح گزے یہ اہل بیت کرام کو معلوم ہوگا لیکن دکھ درد کے وقت ہر انسان گناہ سے بچتا ہے چہ جائیکہ شرک میں پھنسے لیکن جو بات بھی خانہ ساز ہو اس کا کیا اعتبار۔ کربلا کے میدان میں بی بی رضی اللہ عنہا نے وہی کیا جو ہمیں نصیب ہے ”یا رسول اللہ“۔

فریاد جو کرے امتی حالِ زار میں

ممکن نہیں کہ خیر البشر کو خبر نہ ہو

انتباہ : حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے اہل بیت کے

حالات سے باخبر تھے بلکہ عالمِ رویا میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے

میدانِ کربلا میں نہ صرف آپ کو بلکہ جملہ اکابرِ اہل بیت رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو دیکھا

لیکن جوں کہ یہ امر الہی تھا اس کے سلسلے میں سر تسلیم خم کرنا ضروری تھا بلکہ

یہ عین رضائے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق ہوا اسی لئے جاہلوں کا سوال

کرنا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کربلا میں اپنے کنبے کی مدد کیوں نہ کی؟ وزیر و غیرہ

سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ عنہ

قصیدہ امام زین العابدین رضی اللہ عنہ : کا قصیدہ مشہور ہے اور انہوں نے

تمام قصیدہ میں رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے استغاثہ کیا اور اس میں وہی بیان فرمایا جیسے ہم اہل سنت کو نصیب ہے مثلاً

ان نلت یارع الصبا یوماً الی ارض الحرم
بلغ سلامی روضتہ فیہا النبی المحترم

آخر میں عرض کیا :

یا رحمۃ اللعالمین ادرك لزیں العابدین

محبوس اید الظالمین فی الموکب والمزدهم

ترجمہ : اے صبا اگر تو مدینہ پاک میں پہنچے تو میرا سلام اس ذات

سے کہنا جو گنبدِ خضریٰ میں آرام فرمائیں۔ اے رحمۃ اللعالمین۔

زین العابدین کی خبر گیری فرمائیے وہ ظالمین کی تید میں مقید ہے۔

انتباہ : بادِ صبا کو کہنے کا یہ مطلب نہیں کہ ان کا عقیدہ تھا کہ

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دور سے نہیں سنتے یہ تو ایک عربی دستور ہے

جو عموماً فصاحت و بلاغت کے طور پر اکترا ہے جسے جاہل تو ٹھکرا سکتا ہے

اہلِ علم نہیں، ہاں مخالف کو اس سے لازمی طور ماننا ہوگا کہ امام زین العابدین کا

عقیدہ تھا کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زندہ ہیں اور امت کے حالات

سنتے اور ان کے مشکلات باذن اللہ تعالیٰ حل فرماتے ہیں۔

ان تصریحات کے علاوہ بے شمار دلائل قائم کئے جاسکتے ہیں کتاب کو

طوالت سے بچا کر نوز کے طور پر چند حوالہ جات عرض کر دیئے ہیں۔

تتمہ : رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و دیگر انبیاء و اولیاء کرام کی ندا مطلق کا

انکار جاہلِ فہمی کر سکتا ہے ورنہ قرآن مجید سے لے کر احادیث مبارکہ کی تصریحات

اور اولیائے امت اور علمائے ملت کا ہر دور میں ندا پر عمل رہا۔

- ۱۔ قرآن مجید میں یا ایہا النبی و دیگر نذائیں بکثرت ہیں۔
- ۱۔ انبیاء کرام اور امام الانبیاء علیہم وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کی نذائیں قرآن مجید و احادیث میں بے شمار ہیں۔
- ۲۔ صحابہ کرام کے معمولات اور تابعین ربیع تابعین کی نذائیں ابھی گزریں۔
- ۱۔ اسم خلیفہ ایہا النبی الخ (لے نبی تم پر سلام) کا التھیات میں پڑھا جاوے۔
- ۵۔ اہل اسلام نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم مبارک پر قرۃ عینی بلکہ یا رسول اللہ (میرے سے یا رسول اللہ میری آنکھیں ٹھنڈی ہوں) پڑھنا قوی دہل ہے اور قلبی مرینس کے لئے ضعیف۔
- ۶۔ روضۃ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حاضر ہو کر "الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ" زمانہ قیم سے تا حال پڑھا جا رہا ہے۔ ہمارا موثر

یہ کہ

ہذا فی حیاتہ رکذا یہ حکم آپ کی حیاۃ ظاہرہ کے

بعد وفاتہ فی جمیع بعد وفاتہ نہیں بعد وفات بھی

مخالفاتہ

ادب کے ساتھ کارا ضروری ہے
(شرح الشفاء ص ۳۸۹ ج ۲ تفسیر ساوی ج ۱ ص ۱۴۱)

کیوں کہ ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حیاۃ حقیقی کے ساتھ زندہ ہیں اور پراستی کی ہر بات سنتے اور اس کی مشکل آسان کرنے پر باذن اللہ تعالیٰ قدرت رکھتے ہیں اور جو لوگ اسے قبر انور کے قریب کے لئے مانتے ہیں لیکن دور سے سننے کے منکر ہیں وہ بھی جاہل ہیں کیوں کہ نبی علیہ السلام کے لئے قبر باربہ کی گہرائی قید نہیں علاوہ ازیں علماء فرماتے ہیں۔

لأن روحه عليه السلام
حاضرة في بيوت اهل
الاسلام

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی
روح مبارک مسلمانوں کے گھروں
میں ہر وقت موجود رہتی ہے۔

(شرح شفا ص ۴۶۲ ج ۲)

بہذا جہان سے عرض کیا جائے کوئی فرق نہیں۔

غزوات میں صحابہ کرام و تابعین و تبع تابعین رضی اللہ عنہم کا شعار ہو گیا
تھا کہ مشکل وقت میں پکارتے یا کہ۔ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) چنانچہ پہلے تفصیل
عرض کی گئی ہے۔

دولہ لقی: سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حکم سے جب سیدہ کذا
سے جنگ ہوئی تو میدان جنگ میں صحابہ کرام باواز بلند بطور شعار بار بار "یا عجمہ"
کہتے تھے۔

(البدایۃ والنہایۃ ص ۳۲۲ ج ۶)

دور فاروقی: سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ خلافت میں بموقع جنگ
مسلمانوں کا شعار یہ تھا

یا محمد یا منصور

امتك امتك

اے وہ پیغمبر! جنہیں بار بار سراہا جاتا
ہے جن کے لئے مددیں اترتی رہتی
ہیں اپنی امت کی خبر لو، اپنی امت کی

مدد کرو (فتوح الشام للواقدی ص ۱۱)

ایضاً، ایک کی جنگ میں ایسے صحابہ کرام سخت مشکل میں مبتلا ہوئے

کہ ان شعار المسلمین

تلك الیاء یا دون

یا محمد یا محمد

تھا کہ "یا محمد، یا محمد، کہہ کر
پیاسے پیغمبر کو پکارتے اور نصر اللہ

یا نصر اللہ انزل کہہ اللہ تعالیٰ سے مدد کرنے

انزل کی دعائیں کرتے۔ (فتوح اشامہ ص ۲۱۸)

یہ صرف نمونہ کے طور پر عرض

یا رسول اللہ پکارنا مسلمانوں کی علامت؛ کیا گیا ہے ورنہ مستقدورات

اس کے شواہد موجود ہیں۔ خلاصہ یہ کہ بزوات میں یا رسول اللہ پکار کر لغزہ لگانا

صرف اور صرف مسلمانوں کی نشانی تھی ورنہ یہود و نصاریٰ بھی تو اللہ اکبر کے قائل تھے

یا رسول اللہ کا امتیاز کرتا تھا کہ یا رسول اللہ اکبر کا لغزہ ہے اور صرف اللہ اکبر

انگریزوں (عیسائیوں وغیرہم) اور عربی میں شعار خصوصاً عرب کو کہا جاتا ہے۔

چنانچہ (قاموس ص ۲۸۱ ص ۱۸۷ لغات الحدیث ص ۸۵ ش) میں ہے کہ

”شعار اس لفظ کو کہتے ہیں جو ایک فوج والے لیس میں

مقرر کر لیں تاکہ دوست دشمن میں تمیز ہو جائے یعنی صحابہ نے مقرر

کر لیا تھا کہ جو ”یا محمد“ کہے اسے مسلمان سمجھا جائے اور جو نہ

کہے اسے کافر جانا جائے۔“

ف: اس سے ثابت ہوا کہ یا رسول اللہ کا لغزہ صحابہ کرام و تابعین و تبع تابعین

بالخصوص خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا مقرر کردہ لغزہ ہے اس کا

انکار اس وقت مخالفین اسلام کو تھا تو اب بھی جسے انکار ہے تو منکر کو اس

زمرے میں شامل کریں۔

۸۔ یا رسول اللہ کے ورود و ظیفہ سے بہت سے خوش قسمت حضرات

رسول اکرم نبی معظم شفیق مہم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی بلکہ بیدار

میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو سے نوازے گئے اور یہ مرتبہ سوائے

ولی اللہ کے اور کو نصیب نہیں ہوتا۔

۹۔ سوائے وہابیہ فرقہ کے اس کا کسی کو انکار نہیں چنانچہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جلی مبارک پر یا محمد کے لفظ یا کو نجدیوں کا مٹانا ہمارے مدعا کی بہترین دلیل ہے۔ یاد ہے جالی مبارک پر دو مقام پر لکھا ہے یا محمد۔ نجدیوں نے یا کے لفظ سے صرف وہ مٹا لیا ہے۔ باقی الف اور دو نقطے گواہوں کی حیثیت سے تاحال موجود ہیں۔

۱۰۔ مرنے کے بعد یہ راز کھل جائے گا اور قیامت کے تمام پروگرام کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آج واضح الفاظ میں بتا دیا ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم شفیع معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں مختلف لوگ حاضر ہو کر عرض کریں اغثنی اغثنی یا رسول اللہ (میری مدد کیجئے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اسی لئے ایک شاعر نے بجا فرمایا:

غلام احمد مختار یو پیا نے جائیں گے
مختر میں بھی ہوگا ان کا نعرہ یا رسول اللہ

نہ صرف ہم بلکہ انہیاء علیہم السلام کا بھی یہی نعرہ ہوگا۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ سیدنا آدم علی نبینا وعلیہ السلوٰۃ والسلام بروز مختار بپاریں گے یا احمد یا احمد
رجل منطلق بہ الی النار لے احمد لے احمد اس آدمی کو جہنم کی طرف لیجا یا جارہے اسے چھڑاؤ
(خصائص کبریٰ للسیوطی القول البدیع ۱۲۱)

اور خوش قسمت لوگوں کو اسی سلام پر جواب بھی نصیب ہوتا ہے۔

تقریر ہمارا استدلال حدیث شریف سے ہے اور وہ حدیث شریف یہ ہے۔
استدلال
عن عبد اللہ ابن عباس قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعلمنا التشہد
حدیث شریف

كما يعلمنا السورة من القرآن فكان يقول التحيات
المباليكات والصلوات والطيبات لله السلام عليك
ايها النبي ورحمة الله وبركاته السلام علينا وعلى
عباد الله الصالحين اشهدان لا اله الا الله و
اشهدان محمد اعبدا ورسوله.

(رواه البخاري و مسلم)

ترجمہ :- عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم ہم کو تشہد اس طرح سکھاتے تھے جس طرح قرآن مجید کی صورت
سکھاتے تھے۔ چنانچہ فرمائی التحیات المبکرات والصلوات الخ

بعض منکرین التحیات کے کلمہ ایہا النبی کی بابت کہتے ہیں کہ یہ قصہ
سوال معراج کی نقل ہے اس لئے یہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب حاضر
کرنا مراد نہیں بلکہ حکایت مراد ہے۔

جواب ۱۔ التحیات کو معراج کی حکایت سمجھنا مندرجہ ذیل وجوہات سے باطل ہے۔
۱۔ محکی عنہ یعنی معراج کی رات میں ایسا ہونا بسند صحیح ثابت نہیں ہے۔ کذا
قال فی العرف الشذی المروی انہ کشری :

جواب ۲۔ تشہد کی تعلیم کی بابت کسی حدیث میں نہیں آیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہو کہ اس وقت مجھے حاضر سمجھ کر سلام عرض نہ کرو۔

التحيات سے نڈائے یا رسول اللہ کا ثبوت

اس موضوع پر فقیرانہ شیخ غفرلہ

ایک مشہور کتاب بنام رفع الحجاب عن تشہد اهل الحق و اهل الغراب مطبوع ہوئی تفصیل اسی میں ہے۔ یہاں پر مختصراً عرض ہے کہ جن لوگوں نے نڈائے یا رسول اللہ کو بایں معنی شرک کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عازم اور موعین و مددگار سمجھ کر نڈا کرنا عداۃ السلام علیک ایہا النبیؐ پڑھنا واجب نہیں اور سنت نبویؐ بصورت و جوب عمداً ترک کرنے سے نماز فاسدہ "السلام علیک ایہا النبیؐ" کا معنی بھی ہے اے نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ پر سلام ہوں اور صبار فقہاء و محدثین نے اور علمائے شرع نے بالاتفاق لکھا ہے کہ التحیات میں سلام عرض کرتے وقت نسو میں ہو کہ میں بالتشاذ حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سلام عرض کر رہا ہوں اور حضور میرا سلام سن رہے ہیں چنانچہ اس کی تحقیق آئندہ اوراق میں ملاحظہ فرمائیں۔

انزال اللہ رحمہ: مخالفین کا یہ عذر ننگ ہے کہ چونکہ یہ کلمات شب معرّات کہے گئے، ہم حکایت کے طور پر کہتے ہیں یہ غلط ہے بلکہ اگر کھونج نکالا جائے تو مہراط مستقیم میں اسماعیل دہلوی نے لکھا کہ نماز میں حضور علیہ السلام کا تصور اپنی صورت کے جامع اور گھڑتے گدھا کے تصور سے بدتر ہے (معاف اللہ) مخالفین اپنے امام کے اس بدترین قول کو بچتہ کرنے کے لئے التحیات کے السلام علیک ایہا النبیؐ کے مضمون میں خاصہ ہاتھ پاؤں مارتے ہیں لیکن عذر گناہ بدتر از گناہ کے مصداق بنتے ہیں۔

دل اہل سنت بہر حال التحیات میں نڈا یا رسول اللہ بھی ہے اور اس میں حاضر و ناظر کا عقیدہ بھی ہے۔
۲۔ اگر یہ حکایت حکایتی ہوتا تو محدثین اور فقہاء اس خطاب کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں کیوں لکھتے۔ حکایت میں کوئی خصوصیت نہیں۔ چنانچہ قرآن مجید

ہیں آتا ہے۔ یا عیسیٰ۔ یا موسیٰ۔ یا یحییٰ۔ یا زکریا۔ یا آدم وغیرہ جو حکایتہ نماز میں پڑھا جاتا ہے اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خطاب بھی حکایتہ ہے تو پھر خصوصیت نہ رہی معلوم ہوا کہ یہ خطاب بطور انشاء ہے اسی واسطے حضور علیہ السلام کے خصائص میں سے ہے کہ نماز میں حضور علیہ السلام کے سوا کسی اور کو خطاب بطور انشاء درست نہیں چنانچہ احادیث نبویہ اور روایات صحیحہ اس دعویٰ کی تائید میں ہیں مثلاً:

۱۔ ان المصلیٰ یخاطبہ بقولہ السلام علیک ایہا النبی والصلوٰۃ

صحیحۃ ولا یخاطب غیرہ (المواہب اللدنیہ)

ترجمہ:- نماز مکملین نماز میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کرتا ہے اور حالت تشہد میں حاضر کا لفظ بولتا ہے اور اس خطاب کرنے میں نماز صحیح ہے لیکن کسی اور کو خطاب کرنا جائز نہیں ہے۔

۲۔ علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ شرح المواہب اللدنیہ میں تحریر فرماتے ہیں:-

فان قيل كيف شرع هذا للفظ وهو خطاب بشرع ان

منه عن في الصلوة فالجواب ان ذلك من خصائصه

صلى الله عليه وسلم۔

ترجمہ:- پس اگر کہا جائے کہ یہ لفظ کنو نکر شرع ہوا حالانکہ وہ انسان کا

خطاب ہے باوجودیکہ وہ نماز میں ممنوع ہے پس جواب یہ ہے کہ یہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات سے ہے۔

۳۔ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ مرقات شرح مشکوٰۃ میں تحریر فرماتے ہیں:-

وجوان الخطاب من خصوصياته عليه السلام ولو قال

لغيره السلام عليك بطلت صلواته

(فتح الباری، الخصائص الكبرى، المواہب اللدنیہ)

ترجمہ :- نماز میں خطاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات میں سے ہے اگر آنحضرت کے سوا کسی اور کو (خواہ وہ حاضر ہو یا غائب) کوئی شخص سلام علیک کہے تو اس کی نماز باطل ہو جائے گی۔

۳- حدیث تشہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں :-

فانه اذا قال ذلك اصاب كل عبد صالح في السماء

والارض (رواه البخاری و مسلم)

(باب شكوة التشهد ص ۸۵)

ترجمہ :- جب بندہ السلام علینا د علی عباد اللہ الصالحین کہتا ہے تو پھر

ہر بندہ جو زمین و آسمان میں ہے سب کو پہنچتا ہے۔

ف : رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس جملہ نے حکایت کے خیال کو

باطل کر دیا کیونکہ اگر تشہد میں انشاء نہ ہوتا تو زمین و آسمان کے صالحین بندوں پر سلام کیسے

پہنچتا۔ سلام تو مقصود ہی نہیں تھا وہ تو حکایت تھی پھر پہنچتا کیا۔

۵- علامہ سبکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :-

ان فی الصلوة حقاً للعباد مع حق الله وان من ترکها

اخل بحق جميع المؤمنين من معنی ومن یجئ الی

یوم القیامة لوجوب قوله فیها السلام علینا وعلی عباد اللہ

الصالحین (فتح الباری شرح صحیح بخاری)

ترجمہ :- نماز میں بندوں کا بھی حق ہے پھر جس نے اس کو ترک کیا اس نے اپنا،

اقرار، اور تمام گزشتہ اور آئندہ مومنوں کا جو قیامت تک آئندہ

میں صعب کا حق تلف کیا۔ کیونکہ نمازی پر کہنا واجب ہے کہ ہم پر اور اللہ

کے نیک بندوں پر سلام ہو۔

۶- وقال فقال تركه الصلوة يضرب لجميع المسلمين لان
 للمصلی ان يقول اللهم اغفر لي والمؤمنين والمؤمنات
 ولا بد ان يقول في التشهد السلام عليا وعلى عباد الله
 الصالحين فيكون مقصرا بخدمة الله وفي حق كافة المسلمين
 ولذلك عظمت المعصية بتركها.

ترجمہ ۱- فقال نے کہ ہے کہ نماز کا چھوڑ دینا اپنے اور تمام مسلمانوں کیلئے
 نقصان رسال ہے کیونکہ یہ کہنا نمازی پر لازم ہے کہ الہی بخش مجھ کو اور
 مؤمن مردوں اور عورتوں کو اور واجب ہے کہ تشہد میں کہے سلام ہو ہم پر
 اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں پر پس نماز کا تارک اللہ تعالیٰ کی حد
 اور اس کے رسول کے حق اور اپنے آپ کے حق اور تمام مسلمانوں کے
 حق میں کوتاہی کرنے والا ہوگا اور نماز کے ترک کرنے سے معصیت
 بڑھ جاتی ہے۔
 ر فتح الباری

۷- انما ذکرنا بعض معاني التشهد لما ان المصلي يقصد
 بعدة الالفاظ اليها مرادة له على وجه الانشاء منه
 كما صرح به في البجتيين بقولها ولا بد من ان يقصد
 بالفاظ التشهد معناها التي وضعت لها من عندة كان
 بحق الله ويسلم على النبي صلى الله عليه وسلم وعلى
 نفسه واوليائه وعلى هذا فالضير في قوله السلام
 عليا عائد الى الحاضرين والامام والمقتدى والملائكة
 كما نقله في الغاية عن القرون واستحسنه وبهذا
 يضعف ما ذكره في السراج الوهاج ان قوله السلام

عليك ايها النبي حكاية سلام الله عليه لا ابتداء سلام
من المصلي عليه (بجرائد ج ۱ ص ۳۲۵)

ترجمہ۔ ہم تشہد کے بعض معنی ذکر کر چکے ہیں اس لئے کہ نمازی ان الفاظ
سے ان کے مرادى معنی بطور انشاء مقصود رکھتا ہے جیسے کہ تجہی میں
اس قول کے ساتھ تفریح کی ہے کہ یہ نہایت ضروری ہے کہ تشہد کے
الفاظ سے وہ معنی جن کے لئے وہ موضوع ہیں۔ اپنی طرف سے مراد کے
گویا کہ وہ اللہ کو تہی کرتا ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام بھیجتا ہے اور اپنے
آپ پر اور اس کے اولیاء وغیرہ پر پس اس بناء پر اس کے قول السلام
علینا کی ضمیر جمع تکلم حاضرین اور امام اور مقتدی اور ملائکہ کی طرف فائدہ ہے
جیسا کہ غایت میں نقل کیا گیا ہے اور اس نے اس کو مستحسن قرار دیا ہے
اور اس بیان کی رو سے سراج الوبانح کا یہ قول ضعیف ٹھہرتا ہے کہ نمازی
کا السلام عليك ايها النبي کہتا کہ اللہ تعالیٰ کی سلام آپ پر بھیجنے
کی حکایت ہے کہ نہ ابتداء نمازی کی طرف سے آپ پر سلام ہے۔

۷۔ ای لا یقصد الاخبار والحکایة عما فی المعارج منه
صلی اللہ علیہ وسلم ومن مر به سبجانرو من الملائکة
علیہم السلام (رد المحتار)

ترجمہ۔ یعنی معارج میں جو واقعہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے پروردگار
سجائے و تعالیٰ میں اور ملائکہ علیہم السلام میں تھا وہ مراد نہ رکھے۔

۸۔ لا یدان یقصد بالفاظ التشهد معاینہا التي وضعت
لها من عند لا کانه یحی اللہ تعالیٰ ویسلم علی النبی
صلی اللہ علیہ وسلم وعلی نفسه وعلی اولیاء اللہ

تعالیٰ

(فتاویٰ عالمگیری)

ترجمہ: نہایت ضروری ہے کہ تشہد کے الفاظ سے وہ معنی اپنی طرف سے مراد رکھے جن کے لئے وہ الفاظ موضوع ہوئے ہیں گویا کہ وہ اللہ تعالیٰ کو تحیہ پیش کر رہا ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اور اپنے آپ پر اور اللہ تعالیٰ کے ولیوں پر سلام بھیج رہا ہے۔

۹۔ امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ احوال العلوم نماز کے بیان میں تحریر فرماتے ہیں:

واحضرتی قلبك النبی صلی اللہ علیہ وسلم
وشخصه الکریم وقل السلام علیک ایہا النبی
ورحمته اللہ وبرکاته والتصدیق لك فی انه یبلغ
ویراد علیک ما هو اوفی منه

ترجمہ: اور حاضر کر اپنے دل میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اور آپ کے وجود گرامی کو اور عرض کر کہ سلام ہو آپ پر اے نبی اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں اور تجھ کو سچا یقین ہو جانا چاہیے کہ یہ سلام حضرت کو پہنچتا ہے اور حضرت اس کا جواب تجھے اپنی شانِ کرم کے لائق عطا فرماتے ہیں۔

۱۰۔ امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ میزان باب صفت نماز میں تحریر فرماتے ہیں:

سمعت سیدی علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ
یقول انما امر الشارع المصلی الصلوة والسلام
علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی التشہد لینیہ
النافلین فی جلوسہم بین یدی اللہ عز وجل ان ینہم
فی تلک الحضرة فانہ لا یفارق حضرة اللہ تعالیٰ ابداً

فِيهَا بُونَ بِالسَّلَامِ مَشَافَهَةٌ .

ترجمہ :- میں نے اپنے سردار علی خواص رحمۃ اللہ علیہ کو یہ فرماتے سنا کہ
 شارع علیہ السلام نے نمازی کو تشہد میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر
 سلام و درود عرض کرنے کا اس واسطے حکم کیا ہے تاکہ جو لوگ اللہ تعالیٰ
 کے دربار میں غفلت کے ساتھ بیٹھتے ہیں انہیں آگاہ کر دے کہ جس
 پر درود گزار کے رو برو تم بیٹھے ہو اس دربار میں تمہارے نبی صلی اللہ علیہ
 وسلم بھی موجود ہیں کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم لفظ سلام کے ساتھ رو برو
 خطاب کرتے ہیں۔

فائدہ: کیا ہی اچھی توجیہ فرمائی کہ نماز کے وقت جس دربار میں
 نمازی بیٹھا ہوتا ہے وہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی موجود ہوتے ہیں کیونکہ آپ
 اللہ تعالیٰ کے دربار سے کبھی بھی جدا نہیں ہوتے اب تو تمام جھگڑے ہی مٹ گئے کہ آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی حضوری سے کبھی بھی علیحدہ نہیں ہوتے پس جب اللہ تعالیٰ
 ہر جگہ حاضر و ناظر ہے تو پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر و ناظر ہونے میں کیا
 شک ہو سکتا ہے۔

۱۱۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ شرح مشکوٰۃ میں التحیات کی
 حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں۔

نیز آنحضرت ہمیشہ نصب العین مومنان و قرۃ العین عابدان است
 و جمیع احوال و اوقات خصوصاً در حالت عبادت کہ نوریت و
 انکشاف دریں محل بیشتر سے قوی است و بعضے از برفاء قدس سرہم
 گفتہ اندایں خطاب سر بیان حقیقت محمدیہ است علیہ الصلوٰۃ والسلام
 در ذرات موجودات و افراد ممکنات پس آنحضرت در ذرات مصلیان

موجود و حاضر است پس صلی باید کہ ازین معنی آگاہ باشد و ازین
شہود غافل نہوتا بانوار قرب و اسرار معرفت منور و فائز گرداے
در راہ عشق مرحلہ قرب و بعد نیست

می بنیت عیاں و دعا میز سمت

(اشقة اللہجات جلد اول ص ۳۱۲)

ترجمہ :- نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ ایمانداروں اور عبادت
کرنے والوں کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں اور تمام احوال اور اوقات
میں خصوصاً عبادت کی حالت میں کہ اس وقت نورانیت و انکشاف
زیادہ اور قوی تر ہوتا ہے اور بعض عارزوں نے فرمایا ہے کہ ایہا النبی
کا خطاب اس جہت سے کہ حقیقت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم موحررات
کے زردن اور ممکنات کے افراد میں سرایت کئے ہوئے ہے تو آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نمازیوں کی ذات میں موجود اور حاضر ہیں پس نمازی
کو چاہیے کہ اس سے باخبر ہے اور اس شہود سے غافل نہ ہو۔ تاکہ قرب کے
انوار اور معرفت کے اسرار سے منور اور فائز ہو۔ بے شک
عشق کی راہ میں قرب و بعد کی مسافت نہیں
تجھ کو سامنے دیکھتا ہوں اور دعا بھیجتا ہوں

جواب : رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں صحابہ کرام اپنے اپنے گاؤں، شہروں،
اور گھروں میں نمازیں پڑھتے تھے اور سب کے سب التحیات میں بصیغہ خطاب السلام
علیک ایہا النبی ہی پڑھتے تھے حالانکہ سب کے ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رظاہر
موجود نہیں ہوتے تھے اور یہ خطاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود سکھایا لیکن کسی
صحابی نے آپ کے سامنے یہ امر پیش نہیں کیا کہ یا رسول اللہ! جب ہم آپ کے ساتھ

جماعت میں شامل ہوتے ہیں تو آپ ہمارے سامنے ہوتے ہیں مگر جب ہم سنتیں اور نوافل گھروں میں پڑھتے ہیں یا سفر میں کسی اور شہر یا گاؤں میں نماز پڑھتے ہیں تو اس وقت آپ ہمارے سامنے موجود نہیں ہوتے پھر ہم آپ کو بصیغہ خطاب السلام علیک ایہا النبی کس طرح پڑھیں کیونکہ ان کو یقین تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمارا سلام پہنچتا ہے قرب و بعد کا شک ان کے اعتقاد میں نہ تھا اسی لئے آپ کے وصال کے بعد صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین غرضیکہ تمام امت میں یہ خطاب جاری رہا اور اب تک ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ قیامت تک جاری رہے گا۔

چنانچہ فتح القدیر میں ہے کہ عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے علقمہ کو اسی صیغہ کے ساتھ التحیات سکھایا اور ان سے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو بصیغہ خطاب پہنچا۔

تشہد میں صیغہ خطاب کو غائب میں بدلنے کا اختلاف

بعض لوگ کہتے ہیں کہ اسلام علیک ایہا النبی کے بجائے السلام علی النبی پڑھنا چاہیے کیوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد ایک صحابی نے یہی فرمایا تھا۔ چنانچہ صحیح بخاری میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی یہ روایت موجود ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اسلام علیک ایہا النبی کے السلام علی النبی پڑھنے کی رائے دی اس روایت پر مخالفین اہل سنت نے بڑا زور لگایا ہے لیکن اہل تحقیق نے اس حدیث کے بارے میں چند جواب لکھے ہیں۔ فقیر کے رسالہ "رفع الحجاب عن تعہد اہل الحق" اہل الغراب میں دیکھیے چند ایک جوابات یہاں بھی پڑھیے۔

جواب اول : یہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا ذاتی اجتہاد ہے اور اس پر دیگر صحابہ کرام کا اجماع اور اتفاق ثابت نہیں ہوا۔ ہاں ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے

اس اجتہاد سے اتنا تو پتہ چل گیا کہ السلام علیک ایھا النبی حکایتہ نہیں پڑھا جاتا بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس میں نمازی کی طرف سے خطاب کیا جاتا ہے کیوں کہ اگر ان الفاظ کا حکایتہ پڑھانا صحیح ہوتا تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو ان الفاظ کے صیغہ غائب میں بدلنے کی صورت ہی نہ پڑتی معلوم ہوتا ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو وصال فرما گئے اور آپ بظاہر ہمارے سامنے موجود نہیں رہے۔

اس لیے انہوں نے ان الفاظ کو اپنی ذاتی رائے سے بدل دیا۔ مگر ان کے اس اجتہاد پر باقی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اتفاق نہیں کیا اس لئے یہ قابل حجت نہیں۔

جواب دوم: جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حضوری میں موجود نہیں رہتے تھے بلکہ دور دراز مقامات میں سکونت رکھتے

تھے تو اس سورت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بظاہر ان کے سامنے حاضر اور موجود نہیں ہوتے تھے مگر پھر بھی التحیات میں السلام علیک ایھا النبی ہی پڑھا کرتے تھے اگر ایسے لوگوں کیلئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی موجودگی میں صیغہ مخاطب کی بجائے صیغہ غائب یعنی السلام علی النبی کی تعلیم کی ہوتی تو البتہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا اجتہاد تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ماننا پڑتا پس جو امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی موجودگی اور زندگی میں شرک نہیں ہے آپ کے وصال کے بعد کس طرح شرک ہوگا۔

جواب سوم: یہ اس وقت سے جب ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت صحیح ہو حالانکہ مذکورہ روایت اس قابل نہیں کہ اس پر عمل کیا جائے بلکہ اس کے برعکس

یوں ثابت ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ کو

اسی صیغہ کے ساتھ التحیات سکھلائی جیسے آج کل مروی ہے پھر حضرت علقمہ سے حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ تک بدین صیغہ التحیات کے الفاظ پہنچے (کنزانی فتح القدیر)

یہ تبدیلی ابن مسعود سے نہیں بلکہ راوی کا اپنا اجتہاد ہے
جواب چہارم جسے کسی نے بھی قبول نہیں کیا یہاں تک کہ ہم سب "السلام علیک
 ایہا النبی الخ پڑھتے ہیں ورنہ السلام علی النبی الخ پڑھا جاتا۔ ثابت ہوا کہ السلام
 علیک ایہا النبی پڑھنا "یا رسول اللہ" کہنا عین اسلام ہے جو شرک کہتا ہے وہ خود
 گمراہ ہے۔

لطیفہ: جب اہل سنت نے یا رسول اللہ کی کثرت کی تو مخالفین نے کہنا شروع
 کیا کہ ہم نے یا رسول اللہ نہیں کہنا۔ کسی نے انہیں کہا کہ ادھر تو پہلے خود کہتے ہو یا رسول
 پھر کہتے ہو یا رسول اللہ نہیں کہنا یہ اعتراض تمہارے اٹھنے کا نہیں اس سے معلوم ہوا کہ منکر
 نے سو یا رسول اللہ کہنے سے انکار کیا لیکن قدرت نے اسے کہلو کے چھوڑا۔ دیگر اوقات
 میں نہ سہی تو غازوں میں لازماً۔

نکتہ: عوام ذرائع غازوں کی ادائیگی سے محروم ہیں یہ ان کی بدقسمتی ہے لیکن یہی کہا جائے
 گا کہ وہ مجرم ہیں انہیں گناہ و بے ادب کوئی نہ کہے گا۔ اس کے باوجود وہ اپنے رسول
 علیہ السلام کو دکھ درد کے وقت کہتے ہیں یا رسول اللہ لیکن مخالفین انہیں مشرک و کافر
 گردانتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے انکو بھی یا نبی یا نبی کہلو دیا اور وہ ایک بار
 نہیں بلکہ بار بار وہ اس طرح کہ ان کو غازی کا عاشق بنا دیا اور ذرائع کے علاوہ نوافل بھی
 بکثرت پڑھنے لگے تاکہ بہشت اور حوروں کے مزے اڑائیں۔ اس طرح سے وہ اپنی
 نماز میں استیجاب میں پڑھیں "السلام علیک ایہا النبی" جس کا دوسرا مفہوم وہی ہے جو
 اہل سنت کا منشور ہے۔

بیٹھے اٹھنے یا رسول اللہ کہا پھر توجہ کو کیا

باب دوم

اب ہم اقوال و فتاویٰ علماء کرام سے اس مسئلہ کی تشریح کرتے ہیں۔
 امام ربلی امام شیخ الاسلام شہاب ربلی انصاری رحمۃ اللہ تعالیٰ کے فتاویٰ میں ہے کہ
 سئل عما یقع من العامة من قولہم عند الشدائد

یا شیخ یا فلان ونحو ذالک من الاستغاثة بالانبياء
 والمرسلین والصالحین وهل المشایخ اغاثوا موتہم ام
 لا ظاجاب بانصہ ان الاستغاثة بالانبياء والمرسلین
 والاولیاء والعلماء الصالحین جائزۃ وللانبياء و
 الرسل والاولیاء والصالحین اغاثۃ بعد موتہم
 استفتاء

ترجمہ: یعنی ان سے استفتاء ہوا کہ عام لوگ جو سختیوں کے وقت انبیاء
 والمرسلین اور اولیاء صالحین سے فریاد کرتے ہیں مثلاً یا رسول اللہ یا علی،
 یا شیخ عبدالقادر جیلانی ان جیسے کلمات کہتے ہیں یہ جائز ہے یا نہ اور بعد
 انتقال اولیاء مدد فرماتے ہیں یا نہ

الجواب

انہوں نے فرمایا کہ بے شک انبیاء والمرسلین اور اولیاء اور نیک
 علماء سے مدد مانگنی جائز ہے اور وہ بعد انتقال بھی مدد فرماتے ہیں۔

عمر کی اسیدی جمال بن عبداللہ بن عمر کی رحمۃ اللہ اپنے قتاوی میں فرماتے ہیں۔
 وُسئلت عن یقول فی حال الشدا ئد یا رسول اللہ اویا
 علی اویا شیخ عبدالقادر مثلاً هل هو جائز شرعاً ام لا
 اجبت نعم الاستغاثۃ بالاولیاء وندائهم والتوسل
 بهما امر وشیئ مرغوب لا ینکرہ الا مکابرا و معاند وقد
 حرم بركة الاولیاء الکرام
 استفتاء

ترجمہ: مجھ سے سوال ہوا کہ اس شخص کے بارے میں جو مصیبت کے وقت
 پکارتا ہے۔ یا رسول اللہ، یا علی، یا شیخ عبدالقادر۔ مثلاً کیا یہ شرعاً
 جائز ہے یا نہیں۔

عمر کی

الجواب

میں نے کہا ہاں اولیاء سے مدد مانگنی جائز ہے اور انہیں پکارتا اور
 ان کے ساتھ توسل کرنا شرع میں جائز و پسندیدہ امر ہے جس کا انکار
 نہ کہے گا گریٹ دھرم یا عنادی اور یقین کرو کہ ایسا آدمی اللہ والوں کی
 برکت سے محروم ہے۔
 محدث دہلوی

محدث دہلوی سیدنا شاہ عبدالحق محدث دہلوی اخبار الاخیار میں شیخ بہاء الحق والدین محمد بن ابیہم

عطار اللہ انصاری رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر میں رسالہ فسطاریہ سے یوں نقل کرتے ہیں۔

” ذکر کشف ارواح یا احمد یا محمد بر دو طریق است یک طریق آن است
 کہ یا احمد را در راست بگوید و یا محمد را در چپ بگوید و در دل ضرب کند یا
 رسول اللہ طریق دوم آن است کہ یا احمد را راست بگوید و یا محمد در چپ
 و در دل و ہم کت یا مصطفیٰ و دیگر ذکر یا احمد یا محمد یا علی یا حسن یا حسین سے

یا فاطمہ۔ شخص طرفی ذکر کند کشف جمیع ارواح شود و دیگر اسما و ملائکہ مقرب
ہمیں تا خیز دارد یعنی یا جبرائیل یا اسرافیل یا عزرائیل یا میکائیل۔ چہار
ضرب دیگر اسم شیخ یعنی یا شیخ یا شیخ ہزار بار بگوید کہ حرف نداء از
دل بکشد طرف راست ہر دو لفظ شیخ را در دل ضرب کند۔

ترجمہ:۔ یا احمد یا محمد کے ارواح کے کشف کا ذکر دوسری طریقہ پر ہے ایک تو

یہ ہے کہ یا احمد کو دائیں طرف کہے اور یا محمد کو بائیں طرف اور دل میں
یا رسول اللہ کی ضرب لگائے دوسری طریقہ یہ ہے کہ یا احمد کو دائیں طرف
کہے اور یا محمد کو بائیں طرف اور دل میں یا مصطفیٰ کا خیال رکھے۔

دوسرا ذکر یا احمد یا محمد یا علی یا حسن یا حسین یا فاطمہ کو چھ طرف
ذکر کرے تو تمام ارواح کا کشف ہو جائے اور دوسرا ذکر تقرب
فرشتوں کے نام مبارک بھی یہی تاثیر رکھتے ہیں یعنی یا جبرائیل یا اسرافیل
یا عزرائیل یا میکائیل چاروں طرف ضرب لگائے دوسرا ذکر اسم شیخ
یعنی کہے یا شیخ یا شیخ ہزار بار اس طرح کہے کہ حرف نداء کو دل سے
دائیں طرف کھینچے۔ شیخ کے دونوں نطقوں پر دل میں ضرب لگائے۔

فائدہ:۔ ان اوراد میں تو ندائے غیبیہ کی کھلم کھلا اجازت پائی جاتی ہے۔ کیا اسے

جید عالم و صوفی بزرگ اپنے مریدوں کو شرک کی تعلیم دیتے تھے۔ نہیں۔ اگر یہ شرک ہوتا
تو یہ بزرگ کبھی بھی ایسے اوراد پڑھنے کی اجازت نہ دیتے۔

۲۔ یہی محقق شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ اشعۃ اللمعات میں تحریر فرماتے

ہیں۔ ایک روز میں صفا و مروہ کے درمیان بازار میں سے گذر رہا تھا میں نے ایک

سبزی فروش کو دیکھا کہ سبزی پر پانی چھڑک رہا ہے اور یوں کہہ رہا ہے۔

یا بسکۃ البنی تعالیٰ و انزلنی ثم لا تر تعالیٰ

ترجمہ:۔ اے نبی علیہ السلام کی برکت اور میرے مکان پر اترا اور واپس نہ جا

”اے نبی علیہ السلام کی برکت آ اور میرے مکان میں اتر پھر کوچ نہ کرو“

مختصر تعارف

شاہ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ

موصوف ۹۵۸ھ میں دہلی میں پیدا ہوئے۔ سرزمینِ حجاز میں شیخ کا قیام کم و بیش تین برس رہا اور زیادہ تر وقت شیخ عبدالوہاب متقی کی خدمت میں گزارا۔ مولوی اشرف علی تھانوی نے الاضافات الیومیہ ص ۶۷ میں شاہ صاحب قدس سرہ کا تعارف یوں لکھا کہ

” بعض اولیاء اللہ ایسے بھی گذرے ہیں کہ خواب میں یا حالت غیبت میں روزمرہ ان کو دربار نبوی میں حاضری کی دولت نصیب ہوتی تھی ایسے حضرات صاحبِ حضور کی کہلاتے ہیں۔ انہیں میں سے ایک حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی ہیں کہ یہ بھی اسی دولت سے مشرف تھے اور صاحبِ حضوری تھے۔“

(فوائد جامعہ شرح بحالہ نافعہ ص ۲۲)

ناظرین؛ مخالفین کے سرگروہ کی شہادت کے بعد ولی کامل حضرت سید غوث علیشاہ تلمین شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی قدس سرہ کی شہادت بھی لیجئے۔ آپ تذکرہ غوثیہ ص ۲۳۴ میں فرماتے ہیں کہ

” ایک روز ارشاد ہوا کہ جب حضرت عبدالحق محدث دہلوی :

رحمۃ اللہ علیہ مدینہ منورہ میں حدیث ختم کر چکے تو حضرت سرور کائنات نے خواب میں ارشاد کیا تم ہندوستان میں جا کر علم حدیث کو شائع

کر دتا کہ لوگ فیضیاب ہوں لیکن خاکسارانِ ہند سے بھی ملتے رہنا۔ آپ
 نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ بغیر حضورِ آستانہ مبارک میری زندگی
 کس طرح کٹے گی۔ حکم ہوا کہ تم رات کے وقت مراقب ہو کر بیٹھا کرو ہمارے
 پاس پہنچ جایا کرو گے۔ جب بیدار ہوئے تو بے تعمیل حکم ہندوستان
 کی راہ لی۔ جس وقت سورت یا بمبئی سے ہندوستان کو روانہ ہوئے جا بجا
 فقراء سے ملنا شروع کیا۔ ایک جگہ پہنچے تو لوگوں سے پوچھا کہ میاں
 کوئی فقیر ہے کسی نے نشان دیا کہ فلاں محلہ میں ہے۔ فجر کے وقت ان
 کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ دیکھتے ہی فقیر بولا کہ مولوی عبدالحق صاحب
 آپ کا بڑا انتظار تھا۔ آپ چپ بیٹھ گئے۔ بعد مزاج پر سی فقیر نے جام
 و صراحی نکال کر ایک ساغر نوش کیا۔ دوسرا جام بے زکر کے مولوی
 صاحب کو دیا۔ مولوی صاحب نے فرمایا کہ میں تمہارے فعل پر معترض
 نہیں لیکن ہمارے واسطے حرام ہے تین بار انکار کیا اس نے کہا کہ پی لے
 ورنہ پھپھٹا بیگا۔ جب رات کو مراقب ہوئے تو دیکھا کہ جہاں خیمہ دربار
 رسول الثقلین صلی اللہ علیہ وسلم ایستادہ ہے اس سے سو قدم آگے
 وہ فقیر لٹھ لٹے کھڑا ہے۔ ہر چند مولوی صاحب نے آگے جانے کا قصد
 کیا لیکن فقیر نے جانے نہ دیا۔ ناچار واپس آئے۔ صبح کے وقت
 پھر اس فقیر کے پاس پہنچے۔ اس نے پھر جام پیش کیا آپ نے نہ لیا
 کہ میرے واسطے حرام ہے۔ تیرے حکم سے خدا اور رسول کا حکم افضل ہے
 فقیر نے کہا۔ پی لو ورنہ پشیمانی اٹھاؤ گے۔ رات کو پھر وہی معاملہ پیش
 آیا۔ آپ نے انکار کیا۔ چوتھی شب جو مراقب ہوئے تو فقیر کو سہراہ
 پایا اور لٹھ لٹے کے ان کی طرف دوڑا کہ خیر دار جو اس طرف قدم اٹھایا

اس وقت اضطراب میں آپ کی زبان سے نکلا یا رسول اللہ الغیث
 اس وقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک صحابی سے فرمایا کہ
 عبدالمق چار شب سے حاضر نہیں ہوا۔ دیکھو تو باہر کون پکارتا ہے بلاؤ
 انہوں نے دونوں صاحبوں کو حاضر کیا۔ حضرت نے فرمایا کہ عبدالمق
 چار رات سے تو کہاں تھا۔ انہوں نے سارا قصہ بیان کیا۔ حضرت
 نے اس فقیر کی نسبت کہا اُخْرِجْ يَا كَلْبُ صَبْحَ كِے وقت پھر شاہ صاحب
 فقیر کے پاس پہنچے۔ اس کا حجرہ بند پایا۔ دو چار مرید بیٹھے ہوئے تھے
 پوچھا کیا سبب ہے کہ پردن پڑھا اور دروازہ نہیں کھولا دیکھو تو میں بھی
 یا نہیں۔ دروازہ کھولا تو پیر نذر۔ حیران ہوئے۔ شاہ عبدالمق نے فرمایا
 کہ کوئی جانور یہاں سے نکلے یا نہیں۔ وہ بولے کہ ایک کالا کتا تو ہم
 نے یہاں سے جاتا ہوا دیکھا تھا۔ فرمایا کہ بس وہی تمہارا پیر تھا۔ کیونکہ
 رات یہ معاملہ پیش آیا۔ اب چلے تم بیعت رکھو یا فسخ کرو۔ تمہارا پیر
 کتا ہو گیا۔“

غرض اس قصہ سے یہ ہے کہ فقیر کو کسی امر میں ضد لازم نہیں کہ ضد میں خود نمائی
 ہے خود نمائی خلاف فقر۔ پس فقیر اس مقام میں ضرور خطا کھاتا ہے۔

فوائد :- ۱۔ شاہ عبدالمق محدث دہلوی قدس سرہ کی قدر و منزلت کا کیا کہنا کہ جنہیں
 ہمارے خطہ ہندوپاک میں ہماری رہبری و ہدایت کے لئے بھیجا افسوس ہے کہ آج ان کے
 شاگرد کہہ کر بھی ان کے دلائل نہیں مانتے۔

- ۲۔ فقراء کی زیارت اور ان کی صحبت سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مطلوب ہے۔
- ۳۔ شریعت پر استقامت کہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو باوجودیکہ صاحب کرامت فقیر نے
 دھمکیاں بھی دیں لیکن شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ڈٹے رہے۔

۴. "یا رسول اللہ الغیث" پکارنا ہمارے اسلاف کا طریقہ ہے جو اس سے مذکور
 من شدَّ شدَّ فی النَّاسِ : جو علیحدہ ہوا وہ جہنم میں گیا۔
۵. رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فریاد سنکر مشکل کشائی فرماتے ہیں۔
۶. شریعت کے مخالف کا انجام بد ہے خواہ وہ صاحب کرامت بھی ہو جیسے حکایت
 مذکورہ میں ناظرین نے پڑھا۔
- افسوس کہ آج کل بد عمل پیروں کا دور دورہ ہے اور ہم فقیر کچھ کہتے ہیں تو ہمیں الٹا
 سزا سنائی جاتی ہے۔

شاہ صاحب موصوف کے اشعار

آں نور کہ مشرق جیلان تابید بس عالم آدم ہمہ روشن گردید
 زد مشرق مغرب شدہ روشن آخر از اوچ ملتان ہمہ گشت پدید

ملتان چہ عجبت کہ دل پذیر افتادہ است
 چوں منزل پیر دستگیر اُفتادہ است
 دہلی است اگر چہ مکہ خورد و لے
 ملتان چوں مدینہ صغیر افتادہ است

احمد خوئے کہ عالم بندہ اوست
 یوسف روئے کہ مہ شر مندہ اوست
 عیسیٰ نفسی کہ جان دل زندہ اوست
 موسیٰ لقائی کہ دوست خوانندہ اوست

لے یاد گذر کن بد یارِ ملتان زین راہ نشین خاکسار ملتان
این تحفہ جان بہر بہ یار ملتان یک جان چہ ہزار جان نثار ملتان

لے دیدہ بیا تقائے آن منظور ببین
آن جبہ آن جمال آن نور ببین
دروائی امین محبت بگنڈرا!
ہم درخت وہم موسیٰ ہم طور ببین

بلور یا رب تا قیامت دولت جیلانیان
کم مباد از قدرت حق صولت جیلانیان

تبصرہ اولیٰ فقیر اسی غفرلہ نے یہ اشعار شبر کا لکھے ہیں تاکہ ناظرین اندازہ لگائیں
کہ غوث اعظم رضی اللہ عنہ اور مشائخ طریقت کے نہ صرف ہم نیاز مند ہیں بلکہ ہمارے
اسلاف کا بھی یہی عقیدہ تھا **فللہ الحمد علی ذالک**۔
۱۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ الانبیاء فی سلاسل اولیاء اللہ
میں اورادِ فتحیہ کے پڑھنے کے لئے یہ ارشاد فرماتے ہیں۔

” فریضہ نماز با یاد گذارد و چوں سلام دہد با وراہ فتحیہ خواندن مشغول
شود کہ از بہکات انفاس چہار صد ولی کامل شدہ است “
ترجمہ جب صبح کی نماز پڑھے اور سلام پھیرے تو اورادِ فتحیہ کے پڑھنے
میں مشغول ہو جائے جو چار سو اولیاء اللہ کے انفاس پاک سے
یکمیل کو پہنچا ہے۔

اور اورادِ فتنیہ میں سترہ بار نذائے غیبیہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب حاضر کیا گیا ہے چنانچہ وہ کلمات یہ ہیں :-

- ۱- الصلوٰۃ والسلام عليك يا رسول الله
- ۲- الصلوٰۃ والسلام عليك يا حبيب الله
- ۳- الصلوٰۃ والسلام عليك يا خليل الله
- ۴- الصلوٰۃ والسلام عليك يا نبي الله
- ۵- الصلوٰۃ والسلام عليك يا صفي الله
- ۶- الصلوٰۃ والسلام عليك يا خير خلق الله
- ۷- الصلوٰۃ والسلام عليك يا من افتاد الله
- ۸- الصلوٰۃ والسلام عليك يا من رسله الله
- ۹- الصلوٰۃ والسلام عليك يا من نرينه الله
- ۱۰- الصلوٰۃ والسلام عليك يا من شرفه الله
- ۱۱- الصلوٰۃ والسلام عليك يا من كرمه الله
- ۱۲- الصلوٰۃ والسلام عليك يا من عظمه الله
- ۱۳- الصلوٰۃ والسلام عليك يا سيد المرسلين
- ۱۴- الصلوٰۃ والسلام عليك يا امام المتقين
- ۱۵- الصلوٰۃ والسلام عليك يا خاتم النبيين
- ۱۶- الصلوٰۃ والسلام عليك يا شفيع المذنبين
- ۱۷- الصلوٰۃ والسلام عليك يا رسول رب العالمين

فائدہ ذرا شاہ صاحب کے اس ارشاد پر جو آپ نے اورادِ فتنیہ کے متعلق فرمایا ہے نور و نوحں کریں کہ اس کو چار سو اویسواویہ اللہ کی زبانوں نے کھل کیا ہے منکرین

کے اعتقاد کے مطابق تو چاہیے تھا کہ ایک ولی اللہ بھی اس اوراد کو نظر پسندیدگی نہ دیکھتا
چہ جائیکہ اس کی تکمیل میں مزد دیتا ہے جس میں ندائے غیبیہ سے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کو خطاب حاضر کیا گیا ہے کیا شاہ صاحب جیسے محدث بھی شرک کی حقیقت
کو نہ سمجھ سکے اور وہ لوگوں کو کفر و شرک کی تعلیم دیتے رہے؟ کیا ایسے جید بزرگ کو بھی
معاذ اللہ مشرک گردانا جائیگا۔

شاہ ولی اللہ نمبر ۲

یہی شاہ صاحب قصیدہ ہمزئیہ میں لکھتے ہیں :-

ینادی ضاراً بخصوع قلب وذل وابتغال والتجاء
رسول اللہ یا خیر البرایا نوالک ابتغی یوم القضاء
ترجمہ: جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ندا اور مرض حاجت کرے تو تضرع وخصوع
وخصوع قلب و تذل والمخارج وزاری سب کچھ بجالاتے۔

شاہ ولی اللہ نمبر ۳

یہی شاہ صاحب اپنے قصیدہ ہمزئیہ کی شرح میں لکھتے ہیں :-

” آخر حالتے مادح آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وقتیکہ
احساس کند نارسائی خود را از حقیقت شنا آن ست کہ ندا کند زار و خوار
شدہ بشکستگی دل و اظہار بے قدری خود بجا خلاص در مناجات و پناہ
گرفتن باین طریق اے رسول خدا اے بہترین مخلوقات عطا ئے ترا
مے خواہم روز فیصل کردن اوسیمیں ہے وقتیکہ فرود آید کار عظیم در غایت
تاریکی پس توئی پناہ از ہر بلا اوسیمیں ہے بسوئے تست رو آوردن من
و بہ تست پناہ گرفتن من و در تست امید داشتن من “

شاہ ولی اللہ نمبر ۴

شاہ ولی اللہ کتاب الانبیاہ فی سلاسل اولیاء اللہ میں تصریح کرتے ہیں :- انہوں

نے جو اہر خمسہ شیخ محمد غوث گوالیاری علیہ رحمۃ الباری کی سندیں اور اس کے اعمال کی اجازتیں اپنے استاذ علم حدیث مولانا ابوظاہر مدنی و شیخ محمد سعید لاہوری مرحومین سے حاصل کیں چنانچہ فرمایا:

” این فقیر خرقہ از دست شیخ ابوظاہر کردی پوشیدہ و ایشان بعمل
انچہ در جو اہر خمسہ است اجازت دادند عن ابیہ الشیخ ابراہیم
الکردی عن الشیخ احمد القشاشی عن الشیخ احمد
المسناوی عن السید صبغۃ اللہ عن الشیخ وجیہ الدین
علوی الکجراتی عن الشیخ محمد غوث الگوالیاری ویضا
لسہا الشیخ ابوظاہر عن الشیخ احمد التغلی بسندہ
الکافرہ و ایضا فقیر در سفر حج چون بہ لاہور رسید دوست بوس
شیخ محمد سعید لاہوری دریافت ایشان اجازت دعائے سیفی دادند
بل اجازت جمیع اعمال جو اہر خمسہ و سند خود بیان کردند و ایشان درین زمانہ
یکے از احیان شایخ طریقہ احنیہ و شطاریہ بودند و چون کسے اجازت
مبداوند اور دعوت رجعت نمیشد رحمہ اللہ تعالیٰ قال الشیخ
المعمر الشافعی حاجی محمد سعید لاہوری اخذت
الطریقۃ الشطاریۃ و اعمال الجواہر الخمسۃ من السیفی
و غیرہ عن الشیخ محمد اشرف لاہوری عن الشیخ
عبد الملک بایزید الثانی عن الشیخ وجیہ الدین
الکجراتی عن الشیخ محمد غوث الگوالیاری

انتباہ منکرین ذرا بہرانی فرما کر جو اہر خمسہ پر نظر ڈال لیں اور اس کے اعمال کا ثبوت
قرون ثلاثہ سے دیدیں بلکہ اپنے مذہب پر ان اعمال کو بدعت و شرک ہی سے بچالیں

جن کے لئے شاہ ولی اللہ جیسے بزرگ محدثانہ سند لیتے اور اپنے مشائخ حدیث و
طریقت سے اجازت کرتے ہیں۔ زیادہ نہ سہی یہی دعائے سیفی جس کی نسبت شاہ
لی اللہ نے لکھا ہے میں نے اپنے شیخ سے اخذ کی اور اجازت لی اس کی ترکیب ملاحظہ
ہو کیا لکھا ہے۔

ناد علی ہفت بار یا سہ بار یا ایک بار بخواند و آن این است
نا د علیاً مظہر العجائب تجدو عوناً لک فی النوائب
کل ہم وغم سینجلی بولا یتک یا علی یا علی یا علی

ہم ذیل میں اس وظیفہ کے چند فوائد عرض کرتے ہیں تاکہ
ناد علی کے فوائد اہل عقیدہ اسے عمل لائیں اور اپنے عقیدہ کی پختگی کا سامان جمع
کریں۔

ناد علی کے پندرہ فوائد از امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نَادِ عَلِيًّا مَظْهَرَ الْعَجَائِبِ تَجِدُوْا عَوْنًا لَّكَ فِي النَّوَابِیْ
كُلَّ هَمٍّ وَغَمٍّ سَيَنْجِلِيْ بِبُؤْتِكَ يَا سُوْلَ اللّٰهِ وَبِوَلَايَتِكَ
يَا عَلِيُّ يَا عَلِيُّ يَا عَلِيُّ

۱۔ بڑی سے بڑی مہم و دشواری ہو ہر روز ۱۴ بار پڑھے انشاء اللہ بہت جلد آسان
ہو۔

۲۔ درد برائے حصول مقاصد ۶۶ مرتبہ ہر روز تا حصول مراد پڑھے بہت جلد منزل مقصود
کو پہنچے۔

۳۔ برائے مریض جو زندگی سے باہوس ہو چکا ہو ۷ مرتبہ بارش کے پانی پر دم کر کے

- تاصحت . پلہیے انشاء اللہ تعالیٰ شفا پائے۔
- ۴۔ خلل جن آسیب وغیرہ کے لئے ۵ مرتبہ پانی پر دم کر کے چھینٹا دے انشاء اللہ
رفع ہو۔
- ۵۔ حب کے لئے ۴۷ مرتبہ پڑھ کر اپنے ہاتھوں پر دم کر کے سارے بدن پر پھیر
لیا کرے جس سے بات کرے مطیع و مسخر ہو۔
- ۶۔ کیسا ہی رنج و غم ہو ہزار بار روزانہ با طہارت پڑھے فضلِ خدا سے سب غم
کافور ہو۔
- ۷۔ اگر کسی کو کوئی پیغام لے کر بھیجے اور امر دشوار ہو کہ نہ معلوم میرا پیغام منظور ہوگا
یا نہیں تو چپکے سے ۳ بار پڑھ کر اس کے کان میں دم کرے انشاء اللہ کامیاب واپس
آئے۔
- ۸۔ اگر کسی پر کوئی تہمت لگائے یا کوئی ملزم کسی الزام میں پکڑا گیا ہو تو تصفا ئی
۴۰ مرتبہ ہر روز پڑھ کر اپنے اوپر دم کر لیا کرے انشاء اللہ تہمت سے بری ہو۔
- ۹۔ اگر کہیں سے کسی بات کا یا خط وغیرہ کا جواب منگانا ہو اور نہ آتا ہو تو قبل نماز
عشاء اس طرف کو منہ کر کے ۶۵ بار پڑھ کر دم کر لیا کرے انشاء اللہ تین روز میں جواب آئے
یا خبر آئے۔
- ۱۰۔ برائے حصول دولت و غنا جاہ و حشم ۹۱ مرتبہ روزانہ بعد نماز فجر پڑھ لیا کرے
چند روز میں کچھ سے کچھ ہو جائے ؛ چاہیے کہ تازندگی ترک نہ کرے اور وقت اور جگہ کی
پابندی رکھے۔ بد جہ مجبوری اگر کہیں جائے تو مصلیٰ ضرور ساتھ لے جائے۔
- ۱۱۔ مزید دولت و جاہ و حشمت کے لئے ۵۰ بار وقت و جائے حشمت پر پڑھے
بہت جلد کامیابی ہو۔
- ۱۲۔ دشمن کو مطیع کرنا ہو تو اس کا تصور کر کے ۱۸ بار پڑھ لیا کرے۔

۱۳۔ کسی مہم کو جلد سے جلد آسان کرنا ہو تو نماز حاجت کی نیت سے ہر رکعت میں بعد الحمد ۳-۳ بار سورۃ اخلاص پڑھے اور ثواب اس کا بروح پاک حضرت علی مرتضیٰ مشکل کشا شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم کو بخشے بعد ۷۰ بار ناد علی پڑھے انشاء اللہ اسی دن کامیاب ہو ورنہ تین دن یہ عمل کرے۔

۱۴۔ دشمنوں اور بدخواہوں کی زبان بند کرنے کی نیت سے بعد ہر نماز کے دس بار پڑھ لیا کرے۔

۱۵۔ حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دیدار کرنے کے لئے کامل طہارت کے ساتھ بعد نماز عشاء اول آخر درود شریف سو سو بار اور ۵۰۰ بار ناد علی پڑھے اور با وضو سوجائے انشاء اللہ العزیز اسی شب میں دولت دیدار سے مشرف ہو۔
نوٹ :- درود شریف ہر عمل کے ساتھ ۳ یا ۷ یا ۹ یا ۱۱ بار اپنے مقصد و ہجر پڑھنا ضروری ہیں۔

(شمیع شبستان رضا ص ۶۱-۶۲، ۱۶)

قصیدہ بردہ شریف

قصیدہ بردہ شریف میں متعدد اشعار میں ندائے یارسول اللہ موجود ہے اور ہے بھی استغانت اور استغاثہ کے طور اور اس استغاثہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہ صرف ان کا مقصد پورا دیا بلکہ اسے خلعتِ خاص سے بھی نوازا چنانچہ مصنف قصیدہ بردہ شریف کے ہر شاعر و محشی یہاں تک کہ دیوبند کے شیخ الہند کے والد مولوی ذوالفقار علی دیوبندی نے بھی عمر لورہ میں یہ واقعہ لکھا ہے۔ فقیر محضراً مصنف کا تعارف حوالہ قلم کرتا ہے۔

تعارف مصنف قصیدہ بردہ شریف کا نام شرف الدین محمد بن محمد البوصیری سے
(البوصیر) مصر کا دیہات ہے۔ حضرت امام بوصیری بہترین ادیب اور
بے نظیر فصیح و بلیغ اور بے مثال شاعر تھے۔

ابتدائی حالات عمر کی ابتداء میں سلاطین و امراء کی مدح میں کئی قصائد لکھتے رہے۔ اسی لئے وہ
اس کو بڑی وقعت اور عزت کی نظر سے دیکھتے تھے۔

حکایت مصنف رحمۃ اللہ علیہ ایک دن بادشاہ وقت کے حضور سے واپس آ رہا تھا
راتے میں شیخ ابوالرجاء رحمۃ اللہ جو ناظم رحمۃ اللہ کے دوست اور ایک صالح اور متقی مرد
تھے مل گئے انہوں نے پوچھا کہ کیا آپ نے آج رات خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کی زیارت نہیں کی۔ لیکن آپ کی اس بات سے میرے دل میں حضور علیہ الصلوٰۃ
والسلام کی محبت جوش مارنے لگ گئی ہے۔ مصنف علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میں گھر آ
کر سو گیا۔ خواب میں مجھے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ میں نے آپ
کے حضور میں چند ایک مدحیہ قصائد پڑھے جن میں سے ایک قصیدہ مضریہ تھا جس کا پہلا
شعریہ ہے۔

يَا رَبِّ صَلِّ عَلَيَّ الْمُنْتَارِ مِنْ مُضَرَ
وَالْأَنْبِيَا وَجَمِيعِ السُّلَمِ مَا ذُكِرُوا

اور دوسرا قصیدہ محمدیہ جس کا پہلا شعریہ ہے۔

مُحَمَّدٌ أَشْرَفُ الْأَعْرَابِ وَالْعَجَمِ
مُحَمَّدٌ خَيْرٌ مَنْ يَمْشِي عَلَى قَدَمِ

پھر جب ایک مدت کے بعد میں مرض فالج میں مبتلا ہوا۔ حتیٰ کہ میرا نچلا حصہ
بدن کا بالکل نکٹا ہو گیا۔ تو میں نے ارادہ کیا کہ اس مرض سے نجات پانا مشکل ہے بجز
اس کے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک قصیدہ لکھ کر پیش

کروں۔ میں نے جب یہ قصیدہ ختم کیا تو اسی رات خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت بابرکت سے مشرف ہوا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں یہ قصیدہ پڑھا۔ جب میں قصیدہ پڑھ چکا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا ہاتھ مبارک میرے تمام بدن پر پھیرا۔ جب میں صبح اٹھا تو بالکل اچھا تھا لیکن یہ معاملہ میں نے کسی پرغا ہر نہ کیا۔ پھر ایک دن اتفاقاً شیخ ابوالرجاء سے ملاقات ہوئی۔ فرمانے لگے کہ آپ وہ قصیدہ مجھے دیں جو آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعت میں لکھا ہے۔ میں نے کہا کہ کونسا قصیدہ؟ میں نے تو کئی قصیدے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعت میں لکھے ہیں۔ فرمایا۔ وہ قصیدہ جو اَمْرٌ تَذَكُّرُ الخ سے شروع ہوتا ہے۔ میں نے کہا کہ آپ کو کس طرح معلوم ہوا۔ فرمایا کہ میں نے گذشتہ رات آپ کو حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے یہ قصیدہ پڑھتے دیکھا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بحالت سرور اس طرح ہل رہے تھے جس طرح پرثر شاخ ہوا کے جھونکوں سے ہلا کرتی ہے۔ جب میں نے یہ قصیدہ شیخ ابوالرجاء کی خدمت میں پیش کیا تو پھر ہر طرف اس کی اشاعت ہو گئی۔

بادشاہ کا عقیدہ

جب اس قصیدے سے بہار الدین وزیر ظاہر بابر اللہ مشرف ہوئے تو آپ نے نہایت محبت و شوق سے سنا اور ایک نسخہ اپنے پاس رکھ لیا اور زہد رمانی کہ میں اس قصیدہ مبارکہ کو بہ شرائط مقررہ پڑھا کروں گا۔

قصیدہ بردہ کی تاثیر

اس کی تاثیر دربارہ حل مشکلات ایسی موثر ثابت ہوئی کہ اکابر مشائخ طریقت اور اسلاف علمائے شریعت نے اپنے اولاد و وظائف میں شامل فرمایا اور حال اس کے برکات و فیوضات سے استفادہ و استفاضہ ہو رہا ہے بلکہ بہت سے مدارس عربیہ

کے نصاب میں شامل رہا یہاں تک کہ منکرین کے دارالعلوم دیوبند میں عرصہ تک پڑھایا جاتا رہا ممکن ہے اب بھی ان کے نصاب میں شامل ہو اور بہت بڑے بڑے محققین علماء کرام نے اس کی شروع لکھیں اور مخالفین کے شیخ الہند کے والد مولوی اذوالفقار علی دیوبندی نے بھی عطر الوردہ شرح قصیدہ بردہ لکھی اس میں بھی واقعہ مذکورہ بالا موجود ہے۔ لیکن سعودی حکومت اور نجدی مذہب میں قصیدہ بردہ اور دلائل الخیرات وغیرہ پڑھنا قانونی جرم ہے۔

صاحب قصیدہ بردہ نے اسی قصیدہ مبارکہ میں وہی کہا ہے جو فقیر کا موضوع بحث ہے یعنی سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مشکلات کے وقت پکارنا اور قسمت ہو تو حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدد بھی فرماتے ہیں۔
اب مصنف قصیدہ مبارکہ کے اشعار نڈائیہ پڑھیے۔

یا اکرم الخلق مالی من الودب

سواك عند حلول الحوادث العسم

ترجمہ: اے اشرف المخلوقات سوائے آپ کے بوقت نزول حادثات

عامہ کوئی ایسا نہیں کہ جس کے پاس میں جا کر پناہ لوں۔

ولن یضیق رسول اللہ جاہک لی

اذا الکریم تجلی باسم منتقم

ترجمہ: جب خداوند کریم تیا مت کے روز منتقم کی صفت میں جلوہ گر ہوگا

تو اے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم امیری شفاعت کرنے میں

آپ کا بلند مرتبہ کم نہ ہوگا۔

دلائل الخیرات کے برکات و کرامات

دلائل الخیرات شریف ہم اہل اسلام میں ایک بابرکت کتاب ہے جس کے

مصنف کے متعلق فقیر مختصراً یہاں کچھ عرض کرتا ہے تاکہ ناظرین کو یقین ہو کہ واقعی
 ”یا رسول اللہ“ پکارنا اسلامی عقیدہ ہے اور اس میں لاکھوں دینی و دنیوی واخر و
 فائدے ہیں جن سے منکرین خود بھی محروم ہیں اور ہم نزیہوں کو بھی محروم کرنا چاہتے ہیں۔
 شیخ زروق رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے کہ مؤلف دلائل الخیرات
مصنف دلائل کی قبر سے خوشبو مشک و عنبر کی آتی ہے اور یہ سب برکت درود شریف
 کی ہے۔

تبلیغی جماعت گواہی

وہابی، دیوبندی تبلیغی جماعت کی کتاب ”تبلیغی نصاب ص ۷۳“ اور دلائل
 الخیرات شریف کے مصنف کے کشف و کرامات اور ان کے علمی و عملی خدمات ہم نے
 شرح دلائل الخیرات میں لکھ دیے ہیں۔ ممکن ہے مخالفین ”دلائل الخیرات“ کو ایک غیر
 معتبر کہیں ہم ان کے اکابر کا صرف ایک حوالہ لکھ دیتے ہیں۔ دیوبندی حضرات کے عقائد
 کا مجموعہ کتاب المہند ص ۱۵ میں ہے۔

” (دیوبندی علماء کے نزدیک) ہمارے نزدیک حضرت رسول کریم
 صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف کی کثرت مستحب اور نہایت موجب
 اجر و ثواب ہے۔ خوابے دلائل الخیرات پڑھ کر ہو یا درود شریف
 کے دیگر رسائل مولفہ کی تلاوت سے ہو لیکن افضل ہمارے نزدیک
 وہ درود ہے جس کے لفظ بھی حضرت سے منقول ہیں گو غیر منقول
 کا پڑھنا بھی فضیلت سے خالی نہیں اور اس بشارت کا مستحق ہوسے
 جائیگا (کہ حضور علیہ السلام) نے فرمایا کہ جس نے مجھ پر ایک بار درود پڑھا
 حق تعالیٰ اس پر دس مرتبہ رحمت بھیجے گا۔ خود ہمارے شیخ حضرت

مولانا گنگوہی قدس سرہ اور دیگر مشائخ دلائل الخیرات پڑھا کرتے تھے اور مولانا حاجی امداد اللہ شاہ صاحب مہاجر کی قدس سرہ نے اپنے ارشادات میں تحریر فرمایا کہ مریدین کو امر بھی کیا ہے کہ دلائل الخیرات کا ورد بھی رکھیں اور ہمارے مشائخ ہمیشہ دلائل الخیرات کو روایت کرتے رہے اور مولانا گنگوہی بھی اپنے مریدین کو اجازت دیتے رہے۔“

اس ثابت ہوا کہ تمام علماء دیوبند کا فیصلہ ہے کہ دلائل الخیرات کتاب کا پڑھنا خوب اجر و ثواب ہے۔ تو اس سے معلوم ہوا کہ دلائل الخیرات شریف میں جو مضامین ہیں وہ علمائے دیوبند کے نزدیک بھی یقیناً حق ہیں اور اسی دلائل الخیرات شریف میں لکھا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ محبت والوں کا ورد میں خود سنتا ہوں تو پھر بعض لوگوں کا یہ کہنا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم خود بنفس نفیس درود پاک نہیں سنتے بلکہ فرشتے پہنچاتے ہیں۔ علمائے دیوبند کے اپنے فیصلہ کے مطابق غلط نکلا اور دلائل الخیرات کے بارے میں مزید پڑھیے۔

فتاویٰ اشرفیہ امدادیہ مطبوعہ مجتہبی دہلی ص ۱۴۴ میں ایک سوال کے جواب میں دیوبندی حضرات کے حکیم الامت مولوی اشرف علی صاحب تھانوی لکھتے ہیں کہ:-

”دلائل الخیرات کا پڑھنا پڑھانا بغیر اجازت لے جانے تو ہے مگر وہ فائدہ نہ ہوگا جو اجازت سے ہوتا ہے۔ اگر بلا اجازت کوئی شخص پڑھا پڑھاتا ہو وہ بھی نفع سے محروم نہ ہوگا۔“

دلائل الخیرات میں ندا کے اشعار

يَا رَحْمَةَ اللَّهِ إِنِّي خَائِفٌ وَجِلٌ
يَا لَيْفَةَ اللَّهِ إِنِّي مُفْلِسٌ عَانٌ

۲- وَلَسِي لِي عَمَلٌ أَلْقَى الْعَلِيمَ بِهِ

سَوِّءٌ مَجْتَبِكُ الْعُظْمَى وَإِيهَانِي

۳- فَكُنْ أَمَانِي مِنْ شَرِّ الْحَيَاةِ وَمِنْ

شَرِّ الْمَمَاتِ وَمِنْ إِحْتِرَاقِ جُثْمَانِي

۴- وَكُنْ عِنْدِي الَّذِي مَا لَعْنَةُ فَلْسٍ

وَكَنْ فَكَأَكِي مِنْ أَغْلَالِ عَصِيَانِي

۵- تَحِيَّةَ الصَّمَدِ الْمَوْلَى وَرَحْمَتَهُ

مَا عَنَّتِ الْوُذُقِ فِي أَوْسَاقِ أَغْصَانِ

۶- عَلَيْكَ يَا عُرْوَةَ الْوُلُقَى وَيَا سِنْدِي الْأُ

وَفِي وَمِنْ مَدْحِهِ رَاحِي وَسَائِحَانِي

۷- نَبِيُّ الْهُدَى صَاقَتْ بِي الْعَالُ فِي الْوَرَى

وَإِنَّتَ لَمَّا أَمَلْتُ فِيكَ حَبِيرُ

۸- فَسَلْ خَالِقِي تَفَرِّجْ كَرْوِي فَايْبَهُ

عَلَى فَرَحِي دُونَ الْإِنَامِ قَدِيدُ

ترجمہ: ۱۔ اے رحمت خدا کی بے شک میں ڈرنے والا ہوں لرزنے والا ہوں۔ اے

نعت خدا کی بے شک میں محتاج عاجز ہوں۔

۲۔ اور نہیں کوئی میرا مثل کہ جس سے بلوں میں خدا سے۔ سوائے تیری محبت

بزرگ اور اپنے ایمان کے۔

۳۔ پھر پناہ ہو میرا بُرائی زندگی سے اور۔ بُرائی موت سے اور جلنے بدن

سے۔

۴۔ اور بے پروائی میری ہو کہ نہ ہو بعد اس کے محتاجی اور ربائی میری ہو

۵۔

طوقوں گناہ میرے سے۔

۵۔ تحفہ درود خدا بے نیاز مالک کا اور اُس کی رحمت۔ جب تک آواز کریں
مُرخ تپوں شاخوں پر۔

۶۔ تجھ پر اے بڑے وسیلہ مضبوط اور سند کامل اور وہ کہ تعریف اس کی
میری تازگی اور میرا بھول ہے۔

۷۔ اے نبی ہدایت کے تنگ ہوا حال میرا دنیا میں اور توجہ آرزو کروں میں تجھ
سے لائق ہے تو۔

۸۔ مہر طلب کر اپنے پروردگار سے کشادگی میری ستمی کی بے شک خدا میری
ستمی کھولنے پر سوائے سب خلق کے قادر ہے۔

ف : یہ اشعار اسی صاحب دلائل الخیرات رحمہ اللہ کے ہیں جنکے دلائل کو علمائے
دیوبند بطور ولیفہ پڑھتے ہیں کیا وہ بھی مذکورہ بالا اشعار سے مشرک ہوئے ؟

اورادِ فتحیہ

اس کے بارے میں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی زبانی آپ پہلے پڑھ چکے
ہیں مزید فقیر سے سنیئے۔

مختصر تعارف مؤلف اورادِ فتحیہ
حضرت امیر کبیر پیر سیدی علی ہدانی
رحمۃ اللہ علیہ ایک کامل ولی گذرے

ہیں بسید صاحب موصوف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ :

” میں نے اپنی زندگی میں ایک ہزار چار سو اولیاء اللہ سے ملاقات

کی اور ہر ایک سے فیض حاصل کیا ۔“

آپ تبیس^{۳۲} مشائخ کاملین سے اجازت رکھتے تھے۔ آپ مشائخ ہمدان کے سردار
تھے۔

سیرانی ہمدانی

حضرت سید صاحب موصوف ۴۵ سال سیاحت میں ہے۔ ہر سال حج شریف کے لئے جاتے ہے۔ علاقہ کشمیر جہاں بعد ازاں آپ نے سکونت اختیار کی تھی وہاں اسلام کی اشاعت آپ ہی کی مرہون منت ہے اور یہ آپ کی کاوشوں کا ثمر ہے کہ لوگ آپ کے فیض، صحبت اور وعظ و نصیحت کے طفیل اور کرامات دیکھ دیکھ کر دائرہ اسلام میں جوق در جوق داخل ہوتے ہے۔

حکایت نقل ہے کہ علمائے نصاریٰ کی روم کے علمائے اہل اسلام سے اس حدیث شریف پر گفتگو ہوئی کہ **عُلَمَاءِ اُمَّتِي كَاَنْبِيَاءِ بَنِي اِسْرَائِيلِ** (ترجمہ) میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء کی مانند ہیں۔ علمائے نصاریٰ کہنے لگے اگر تمہارے پیغمبر (حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا یہ قول حق ہے تو پھر تم مردہ کو زندہ کر کے دکھاؤ جیسے حضرت عیسیٰ علیٰ نبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام مردوں کو زندہ فرمایا کرتے تھے۔ علمائے اسلام اس کام کے کرنے سے عاجز ہوئے تو انہوں نے چالیس روز کی مہلت چاہی۔ جب مہلت پوری ہو گئی اور وقت مقررہ کے مطابق مجلس قائم ہو گئی تو بابا الہام الہی حضرت امیر کبیر میر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ اس مجلس میں آ پہنچے۔ آپ نے فرمایا کہ ہمارے محبوب پیغمبر سید الانبیاء نور خلیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سچ فرمایا ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ کوئی مردہ لاؤ میں ابھی زندہ کر کے دکھا دیتا ہوں۔

مردہ زندہ ہو گیا

چنانچہ آپ کے ارشاد مبارک کے مطابق ایک مردہ لایا گیا۔ آپ نے اس موقع پر دریافت فرمایا کہ آپ کے پیغمبر (حضرت عیسیٰ علیٰ نبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام) مردوں کو زندہ کرتے وقت کیا فرمایا کرتے تھے۔ انہوں نے بیک زبان کہا کہ ہمارے

پنیر قہ باذن اللہ فرمایا کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا اگر میرے تم باذنی کہنے سے یہ مردہ زندہ ہو جائے تو کیا پھر تم ہمارے سید و سرور محبوب خدا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم پر ایمان لے آؤ گے۔ سب بولے ہاں اہم ایمان لے آئیں گے۔ چنانچہ آپ نے جب قہ باذنی فرمایا تو وہ مردہ زندہ ہو گیا۔ علمائے نصاریٰ نے جب یہ عالم دیکھا تو انہوں نے کلمہ پڑھ لیا **أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ** اور حلقہ بگوش اسلام ہو گئے۔

کرامات

آپ کی بہت سی کرامات مشہور ہیں مگر یہاں ان کے درج کرنے کا موقع نہیں آپ کی تصانیف میں فصوص الحکم، ذخیرۃ الملوک، رسالہ شفا لما فی الصدور اور مکتوبات شریف ہیں۔ آپ کا وصال ۶ ذوالحجہ ۱۱۰۰ھ میں ہوا۔ روضہ مبارک خندان میں ہے۔

اورادِ فتحیہ میں ندائے یا رسول اللہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اورادِ فتحیہ میں سترہ بار نداءً علیہ پکارا گیا ہے۔ چنانچہ وہ کلمات یہ ہیں۔

- ۱۔ الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ
- ۲۔ الصلوٰۃ والسلام علیک یا حبیب اللہ
- ۳۔ الصلوٰۃ والسلام علیک یا خلیل اللہ
- ۴۔ الصلوٰۃ والسلام علیک یا نبی اللہ
- ۵۔ الصلوٰۃ والسلام علیک یا صفی اللہ
- ۶۔ الصلوٰۃ والسلام علیک یا خیر خلق اللہ

- ۷۔ الصلوٰۃ والسلام عليك يا من افتادہ اللہ
 ۸۔ الصلوٰۃ والسلام عليك يا من ارسل اللہ
 ۹۔ الصلوٰۃ والسلام عليك يا من نرينہ اللہ
 ۱۰۔ الصلوٰۃ والسلام عليك يا من شرفہ اللہ
 ۱۱۔ الصلوٰۃ والسلام عليك يا من كرمہ اللہ
 ۱۲۔ الصلوٰۃ والسلام عليك يا من عظمہ اللہ
 ۱۳۔ الصلوٰۃ والسلام عليك يا سيد المرسلين
 ۱۴۔ الصلوٰۃ والسلام عليك يا امام المتقين
 ۱۵۔ الصلوٰۃ والسلام عليك يا خاتم النبيين
 ۱۶۔ الصلوٰۃ والسلام عليك يا شفيع المذنبين
 ۱۷۔ الصلوٰۃ والسلام عليك يا رسول رب العالمين

ف؛ اس کو ایک ہزار چار سو اولیاء کرام کے کلام سے جمع کیا گیا ہے۔

(کذا قال شاہ ولی اللہ قدس سرہ)

انتباہ منکرین کے اعتقاد کے مطابق تو چاہیے تھا کہ ایک ولی اللہ بھی اس اوراد کو نظر سنبھالے
 نہ دیکھتا۔ چہ جائیکہ اس کی تکمیل میں مدد دیتا جس میں تدکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 ہے۔ کیا ایک ہزار چار سو اولیاء شریک کی حقیقت کو نہ سمجھ سکے تھے۔ اور لوگوں کو کفر و شرک
 کی تعلیم دیتے تھے۔

مہر لطف یہ ہے کہ یہ اوراد فتح شریف فتوحات کیلئے ہے کیونکہ
فائدہ مشائخ طریقت لکھتے ہیں کہ جس شخص کو دین و دنیا کی فتوحات حاصل کرنے
 کی خواہش ہو اسے چاہیے کہ وہ اوراد فتح شریف پڑھے۔ اوراد فتح شریف حضرت
 امیر کبیر میر سید علی ہمدانی رحمہ اللہ علیہ کی تالیفات میں سے ہے۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اپنی تصنیف ”انتباہ فی سلاسل اولیاء کے حصے ۱۲۲
۱۲۳ میں لکھتے ہیں کہ:

” ایک ہزار چار سو اولیاء کے متبرک کلام سے اورادِ فتحیہ شریف جمع ہوا ہے اور فتح ہر ایک کی ان میں سے ایک کلمہ میں ہوئی ہے جو حضور کے ساتھ اپنے پر لازم کرے اس کی برکت اور صفائی مشاہدہ کریگا۔“
(واللہ ولی التوفیق)

اب اگر فضائل اور خواص اس اورادِ فتحیہ شریف کے بیان کئے جائیں تو بہت طویل ہو جائیں گے۔ اس لئے کہ سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ساری عمر میں معمورہ عالم کی تین بار سیڑھی کی ہے اور چودہ سو کامل اولیاء سے ملے ہیں۔ ہر ولی سے رخصت کے وقت دعا اور نصیحت اور ورد و وظائف کی التجا کی اور ان نصیحتوں اور ورد و وظائف کو اپنے جامہ پر مرتع کیا ہے اور ان دعاؤں اور ذکروں کو جو بجا احتیاجاً ان کی زبانوں پر جاری ہوتے تھے جمع کیا یہ اوراد ہو گیا ہے۔ انہیں حضرت سے منقول ہے کہ جب میں بارہویں دفعہ کعبہ شریف کی زیارت کو گیا۔ پھر مسجد اقصیٰ پہنچا تو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ تشریف لارہے ہیں میں اٹھا اور آگے گیا اور آپ کی خدمت اقدس عالیہ میں سلام عرض کیا آپ نے اپنی آستین مبارک سے ایک جزو نکالا اور اس درویش سے فرمایا کہ ”خذ هذا الفتیحة“ (یعنی اس فتیحہ کو پکڑ لے) جب میں نے آقائے دو جہاں حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے دست مبارک سے پکڑ لیا اور نظر کی تو یہ وہی اورادِ فتحیہ شریف تھے جن کو میں نے جمع کیا ہوا تھا۔ اس اشارے سے اس کا نام (اوراد) فتحیہ شریف رکھا گیا۔

فائدہ چونکہ اس اورادِ شریف سے ہم کامل اولیاء اللہ کے فیوض جاری ہیں اس لئے اس کے پڑھنے والوں کو خداوند قدس کی طرف سے ان بزرگوں کا صدقہ فیضان

ملکہ اس کے پڑھنے والوں کے تاثرات، مشاہدات اور تجربات علیحدہ علیحدہ ہوتے ہیں۔

اس اور اذیت شریف کو تہجد کے وقت پڑھنا پڑھنے کا وقت چاہیے کیونکہ اس کے پڑھنے کے لئے ترک جمالات و کمالات ضروری ضروری اور لازمی امر ہے اگر کبھی نماز تہجد کے بعد نہ پڑھا جاسکے تو فجر کی نماز کے بعد پڑھ لینا چاہیے۔ بالفرض اگر کوئی شخص فجر کی نماز کے بعد بھی نہ پڑھ سکے تو دن کے کسی پہر میں ضرور بالفرض پڑھ لینا چاہیے۔ اگر سفر کی وجہ سے یا کسی اور بنا پر دن کے کسی پہر میں بھی نہ پڑھا جاسکے تو اگلے دن دو دفعہ اس کا ورد کیا جائے تاکہ پچھلی کمی پوری ہو سکے۔

پڑھنے کی اجازت فقیر اسی نفل کی طرف سے ہر مخلص ہر برادرِ طریقت

اور پابند شریعت کو اجازت ہے لیکن پھر کسی اللہ والے کسے عالم یا عمل اور متبع شریعت شیخ سے اجازت ضروری ہے۔

نتیجہ اس طرح مشائخ عظام کے ان گنت اوراد و وظائف مجربہ ہیں موزنہ کے طور پر عرض کر دیے ہیں۔ لیکن مخالفین تو سر سے سے اوراد و وظائف کے نہ صرف منکر بلکہ وظیفہ خوان کو مشرک و بدعتی گردانتے ہیں۔

اب چند درود شریف ملاحظہ ہوں جو نئے نئے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہیں۔

اللہم انی اسئلك واتوسل الیک بسیدنا
درود شریف محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وبالانبیاء
 والمرسلین فی قضاء حاجتی یا سیدی یا رسول اللہ
 توصلت بک الی ربی (شواہد الحق ص ۲۷۲)

اس درود شریف کو بکثرت پڑھئے انشاء اللہ ہر مشکل حل ہوگی کم از کم شب و روز
ایک ہزار بار۔

۲۔ اللّٰهُمَّ اِنِّى اَسْأَلُكَ وَالتَّوَجُّعِ اِلَيْكَ بِحُبِّكَ الْمُحْطَا
عِنْدَكَ يَا حَبِيْبَنَا يَا مُحَمَّدًا اَنَا تَتَوَسَّلُ بِكَ اِلَى رَبِّكَ
فَاشْفَعْ لَنَا عِنْدَ الْمَوْلَى الْعَظِيْمِ يَا نِعْمَ الرَّسُوْلَ
الطَّاهِرَ۔ اللّٰهُمَّ شَفِّعْهُ فِىْنَا بِجَاهِهِ عِنْدَكَ
(شواہد الحق ص ۲۷۵)

یہ درود شریف بھی قضاے حاجات کے لئے اکیسرا حکم رکھتا ہے اسے بھی
شب و روز میں ایک ہزار پڑھنا چاہیے۔

۳۔ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ۔ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ
عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا اَكْرَمَكَ عَلٰی اللّٰهِ۔ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ
عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا خَابَ مَنْ تَوَسَّلَ بِكَ اِلَى اللّٰهِ
الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلْمَلٰئِكَةُ تَشْفَعُ
بِكَ عِنْدَ اللّٰهِ۔ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
مَنْ اَتَى لِبَابِكَ تَوَسَّلًا قَبْلَهُ اللّٰهُ۔ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ
عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ دَخَلَ حَرَمَكَ خَائِفًا اَمِنَهُ اللّٰهُ۔
الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ لَا ذَنْبَ لَنَا
بِكَ وَعَلَىٰ بَاذِيَا لَا جَاهَكَ اَعَزَّ اللّٰهُ۔ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ
عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ اَمَلَكَ وَاَمَلَكَ لَوْ يَخِبُ
مِنْ فَضْلِكَ لَا وَاللّٰهِ۔ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ
يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَمَلْنَا بِشَفَاعَتِكَ وَجِوَارِكَ عِنْدَ اللّٰهِ

الصلوة والسلام عليك يا رسول الله بك نرجوا
 بلوغ الامل ولا نخاف العطش حاشا والله -
 الصلوة والسلام عليك يا وسيلتنا الى الله قصد
 ناك وقد فارقتك سواك يا رسول الله - الصلوة
 والسلام عليك يا رسول الله العرب يحمون النزيل
 ويجيرون الدخيل وانت سيد العرب والعجم يا رسول الله
 الصلوة والسلام عليك يا رسول الله قد نزلنا بحبيدك
 واستجرتنا بجنابك واقسمنا بحياتك على الله انت
 الغياث وانت البلاذ فاعتنا بجاهك الوحيه الذي
 لا يرد الله
 رشواهد الحق ص ۲۶۲

یہ درود شریف بھی قضاے حاجات کے لئے مجرب ہے۔ ایک سو بار روزانہ
 پڑھنا چاہیے۔

درود شریف

اللَّهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ
 قَدْ ضَاعَتْ حِيلَتِي أَدْرِكُنِي يَا رَسُولَ اللَّهِ .
 (افضل الصلوات ص ۲۵۴)

ترجمہ: اے رحمت اور سلام بھیج ہمارے سردار حضرت محمد مصطفیٰ پر میری
 تمام تدبیریں ختم ہیں اے رسول اللہ! صل اللہ علیہ وآلہ وسلم، میری
 مدد کو پہنچاؤ۔

فوائد و حکایات

حضرت ابن عابد بن رحمہ اللہ اپنے مشائخ کی سند سے

لکھتے ہیں کہ ایک نہایت نیک صالح انسان کا بیان ہے کہ مفتی[ؒ]
 دمشق پر ایک وزیر نارض ہو گیا اور ان کی گرفتاری کا آرڈر جاری کر کے سخت سزا
 کا حکم سنایا۔ مفتی صاحب ساری رات معنوم و محزون ہے۔ اسی رات حضور سرور عالم
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خواب میں زیارت سے مشرف فرمایا اور آپ نے مندرجہ بالا
 درود شریف سکھا کر فرمایا اسے پڑھو تمام پریشانیاں دور ہو جائیں گی۔ جاگ ہوئی
 اور درود مذکور پڑھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت سے غم و الم کافور
 ہو گئے۔
 (افضل الصلوات)

۲۔ حضرت شیخ محمد شاکر رحمہ اللہ فرماتے ہیں مجھے ایک دفعہ سخت غم و حزن
 لاحق ہوا تو میں درود شریف مذکور کو بار بار پڑھا ابھی یک صد قدم بھی نہ چلا تھا کہ وہ غم
 و حزن دور ہو گیا۔

ف: شیخ مذکور رحمۃ اللہ نے فرمایا ایک بار پھر میں اپنی کسی تکلیف میں درود
 مذکور پڑھا تو تکلیف سے نجات ملی۔

۳۔ ابن عابدین رحمہ اللہ نے فرمایا کہ میں خود دمشق میں ایک دفعہ ایک عظیم فتنہ
 میں مبتلا ہو گیا تو میں نے درود شریف مذکور کو دو سو بار پڑھا تو ایک شخص نے مجھے
 خوش خبری سنائی کہ تیرے سے وہ فتنہ ٹل گیا۔

ف: ابن عابدین رحمہ اللہ نے یہ واقعہ بیان کر کے قسم کھا کر فرمایا واللہ علی
 ما اقول شہید ہو کچھ میں نے کہا وہ حق ہے جس کا شاہد اللہ تعالیٰ ہے۔
 الصلوات والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ
ریگرد و شریف، قلت حیلتنی ادر کنی (افضل الصلوات ص ۴۵۵)

۱۔ اس سے علامہ مفتی حامد آفندی عمادی رحمہ اللہ تعالیٰ مراد ہیں۔ کذافی
 افضل الصلوات للبنہانی رحمہ اللہ۔ ۱۲۔ اویسی غفرلہ۔

ترجمہ: اے میرے سردار اے رسولِ خدا آپ پر صلوة و سلام میری تدبیریں ختم ہو گئیں اب آپ ہی میری مدد کیجئے۔

ف: دن میں روزانہ تین سو بار اور شائد و مصائب کے وقت ایک ہزار بار پڑھتے ہیں حضرت علامہ یوسف نبھانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں فانہا التریاق المجرّب یہ درود شریف تریاق ہے اور مجرب ہے۔

نوٹ: یہ تمام درود شریف ندائے یا رسول اللہ سے مروی ہیں اور پڑھنے والے بھی ہماری طرح عام آدمی نہیں بلکہ اولیاء اللہ ہیں جنہیں ایسے درود شریف پڑھنے سے دارین کے فیوض و برکات کے علاوہ زیارت نبوی کا شرف بھی نصیب ہوا لیکن مذہبی بلا ہے۔

درود شریف: تَعْطِيْمًا لِحَقِّكَ يَا مَوْلَانَا يَا مَحْتَمِدًا يَا ذَا الْخُلُقِ الْعَظِيْمِ
یہ ایک بہت بڑے درود شریف کا ایک جملہ ہے اور وہ درود شریف ایک ولی کامل سیدنا احمد بن ادریس قدس سرہ کا مجرب ہے جسے حضرت علامہ نبھانی رحمہ اللہ نے افضل الصلوات ص ۱۶۴ ص ۱۶۵ پر درج فرمایا۔

ف: لیکن جو سرے سے اولیاء کرام کا ہی منکر ہو تو پھر اس کا علاج کیا۔
مخالفین کا یہ کہنا کہ درود شریف صرف ابراہیمی درود شریف ہے اور نبس۔ یہ ان کا دھوکہ ہے کیونکہ سنیکٹروں صیغوں والے درود شریف سیرت کی کتابوں میں سند ہے جنہیں مخالفین لنتے اور پڑھتے ہیں اور مندرجہ ذیل درود تو ہر وقت جاری رہتا ہے۔ "صلی اللہ علیہ وسلم" باقی ایجابات فقیر کی کتاب فضائل درود شریف میں دیکھیے۔

دلیل فقہاء فقہاء کرام نے اذان و اقامت میں جو دعائیں نقل کی ہیں اس میں بھی ندائے یا رسول اللہ ہے چنانچہ شامی باب الاذان میں ہے۔

يستحب ان يقال عند سماع لاولى من الشهادت
 صلى الله عليك يا رسول الله وعند الثانية منها
 قوت عيني بك يا رسول الله ثم يقول اللهم متعني
 بالسمع والبصر بعد وضع ظفري الا بهما مين على
 العينين فانه صلى الله تعالى عليه وسلو يكن قائد
 الاله الى الجنة .

یعنی مستحب ہے کہ جب اذان میں پہلی بار حضور کا نام سنے تو کہے
 صلی اللہ علیک یا رسول اللہ اور جب دوبارہ سنے تو کہے قوت عینی بک
 یا رسول اللہ پھر کہے اللہم متعنی بالسمع والبصر اس عمل کرنے والے
 حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی رکاب اقدس میں لے جنت میں
 لے جائیں گے بعض علماء نے فرمایا کہ ایسے شخص کی بنیائی زائل نہ
 ہوگی ۔

اگر مطلقاً یا رسول اللہ کی نذر شرک ہوتی تو فقہاء کبھی اس کی اجازت نہ
 بخشے اور یہاں صرف اجازت نہیں بخشی بلکہ عمل کرنے والوں کے لئے برکات دارین کا
 ثرہ بہا برسنایا۔ تفصیل فقیر کے رسالہ ”انگوٹھے چومنا“ میں ہے ۔

وظیفہ غوث الاعظم

یاشیخ عبدالقادر الجیلانی شییاً للہ میں نذر اور استغاثہ ہے اس
 کے لئے علمائے امت نے جواز کا حکم صادر فرمایا چنانچہ حضرت علامہ خیر الدین اہل اساز
 مصنف درمختار رحمہما اللہ تعالیٰ اپنے فتاویٰ خیر یہ میں لکھا ہے ۔

سئل فی دمشق عن الشیخ العمادی فیما

اعتادہ السادۃ الصوفیۃ من حلق الذکر والجمہیریۃ

المساجد من الجماعة ورتوا ذلك من آياتهم و
احداهم والصادرة من ذوى المعارف الالهية
كالقادرية والسعدية ويقولون يا شيخ عبدالقادر
يا شيخ احمد الرفاعي شيئاً لله ونحو ذلك ويحصل
لهم فى اثناء الذكر وحيد تليد (اجاب) بعد ما
ذكر ان حقيقة ما عليه الصوفية لا ينكرها الا كل
نفس جاهلة غيبة وبعد ما ذكر جواز حلق الذكر
والجهرية والنشاد القصائد والاشعار فى المسجد
بما صورته واما قوله يا شيخ عبدالقادر فهو نداء
واذا اضيف اليه شيئاً لله فهو طلب شئ اكراماً
لله فهو جائز ولا يجوز الاغترار بقول من انكرا او
نقله من الوهبانية نظراً الى ان معناه اعط الله شيئاً
وهذا المعنى لا يجوز قطعا وعلى هذا نقل صاحب الدر
المختار غير جوازة والحال انه لا يحتاج ببال احد من
المسلمين ان الله فقير اعطه شيئاً فهو ذبا لله من
ذلك بل معناه الصحيح لتلك الكلمة اعطنى شيئاً
لوجه الله وهذا جائز وصحيح ونظيره فى القرآن
معمول وموجود فان الله خمسة وللرسول

و مشتق من شيخ عمادى سے سوال ہوا کہ سادات صوفیہ کی عادت ہے
کہ وہ مساجد میں حلقہ ذکر بالجہر کرتے ہیں اور وہ ایسے ہی اپنے آباء و اجداد
سے کرتے چلے آئے ہیں اور وہ بھی عارفین کا طینت تھے اور سلسلہ قادریہ

وسید یہ کے حضرات ایسے ہی کرتے اور ساتھ یا شیخ عبدالقادر الجیلانی
یا شیخ احمد الرفاعی شیاً للہ وغیرہ وغیرہ اور ذکر کر کے آثار میں بہت
بڑا وجہ کرتے ہیں۔

آپ نے جو اباً فرمایا کہ صوفیہ کا انکار کرنا جاہل اور غبی کا کام ہے
ذکر باطن کا حلقہ اور مساجد میں اشعار پڑھنا بھی وقصائد وغیرہ جائز
ہے اور یا شیخ عبدالقادر میں نداء ہے اور اس کے بعد شیاً للہ کہنا
یہ بھی جائز ہے اس کے قول کے منکر سے دھوکا نہ کھانا چاہیے یہ واقعہ
رہبانہ نے نقل کیا ہے۔ اس کا معنی یہ ہے کہ اللہ کے لئے کچھ دو
یعنی اُسے دے دو حالانکہ وہ کسی کا محتاج نہیں اور نہ وہ فقیر ہے
انفوذ باللہ بلکہ اس کا معنی یہ ہے کہ مجھے فی سبیل اللہ کچھ دے اور یہ
جائز اور معمول بہ ہے اس کی نظیر قرآن مجید میں ہے "فان للہ خمسہ

واللسا سول"

ف: فقیرتے یا شیخ عبدالقادر الجیلانی شیاً للہ" پر ایک علیحدہ رسالہ
لکھا ہے۔ اس میں عجیب و غریب بحثیں ہیں یہاں صرف ایک حوالہ پر اکتفا کرتا ہوں۔

حضرت نہمان علیہ الرحمۃ اپنی کتاب استغاثۃ الملق میں فرماتے ہیں۔
قَالَ عَلَمَاءُ نَا رَحْمَتَهُ اللَّهُ عَلَيْهِمُ إِنَّ النَّائِبِ
لِيُشْعِرَ نَفْسَهُ بِأَنَّهُ وَاقِفٌ بَيْنَ يَدَيْهِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ
وَالسَّلَامُ كَمَا هُوَ فِي حَيَاتِهِ إِذْ لَا تَرُقُ بَيْنَ
مَوْتِهِ وَحَيَاتِهِ أَعْنَى فِي مُشَاهَدَتِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ لِأُمَّتِهِ وَمَعْرِفَتِهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَبِنِيَّاتِهِمْ
وَعَنْ السَّهْمِ وَخَوَاطِرِهِمْ وَذَلِكَ عِنْدَ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَلِيًّا لَا مَخْفَاءَ فِيهِ .
 ہمارے علماء رحمۃ اللہ علیہم نے فرمایا ہے کہ حضور صلی اللہ
 علیہ وسلم کی قبر انور کا زائر یوں سمجھے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے
 حضور اس طرح کھڑے ہیں جس طرح حضور کی دنیوی زندگی میں کھڑے ہو
 اس لئے کہ حضور کی زندگی اور وصال میں کوئی فرق نہیں یعنی جس طرح
 حضور دنیوی زندگی میں سب کچھ جانتے تھے۔ اسی طرح اب بھی وہ اپنی
 امت کو دیکھتے ہیں اور امت کے حالات کو ان کی نیتوں، ارادوں اور
 دل باتوں کو جانتے ہیں اور یہ بات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے
 بالکل ظاہر ہے۔ اس میں کوئی پردہ نہیں۔

(استغاثۃ الخلق ص ۳۸)

امام مجتہد فقیہ اہل عبدالرحمن
 ہذا کوئی مسعودی کہ حضرت عبداللہ

مجتہدین فقہار کا نعرہ یا رسول اللہ
 بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتے اور اجداد تبع تابعین و اکابر ائمہ مجتہدین سے
 ہیں سر پر بندی ٹوٹی رکھتے جس میں لکھا تھا محمد یا منصور اور ظاہر ہے کہ القلم
 احد اللسانین فہشیم بن جبیل الطائک کہ ثقات علمائے محدثین سے ہیں انہیں امام
 اجل کی نسبت فرماتے ہیں۔

رَأَيْتَهُ وَعَلَى سَاسِهِ قَانِسُوعَ اطول من ذراع مكتوب
 فيها محمد يا منصور ذكره في تهذيب التهذيب
 وغيره .

اور ہمارے امام اعظم کا قصیدہ نغمانیہ تو اس ندائے یا رسول اللہ اور خطاب حاضر سے پُر
 ہے۔ قصیدہ نغمانیہ کتاب کے آخر میں ہم نے مکمل مع ترجمہ سے دیا ہے۔

سیدنا امام اعظم رضی اللہ عنہ کی طرح
۵۔ کروڑوں بلکہ ان گنت حکایات: اربوں کھربوں بلکہ ان گنت ائمہ فقہ اور محدثین

اور مفتخرین نے اپنے نبی رحمتہ للعالمین شیخ المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم کو مشکل کے تحت
 پکارا اور اس کریم ردف رسیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی فریادیں اور پریشانیوں
 فرمایاں چند واقعات پیش خدمت ہیں:

فریادِ امتی: اہل سنت و جماعت قییم سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ
 وسلم سے استغاثہ یعنی بعد وصال اپنی مشکلات پیش کرنے
 چلے آئے بکواس پر مستقل تصانیف اور اپنی تصانیف میں مستقل ایک عنوان
 قائم کرتے چلے آئے۔ سینکڑوں تصانیف اس موضوع پر لکھی گئیں۔

امام احمد بن موسیٰ بن نعمان مراکشی ناسی مالکی (متوفی ۴۸۳ھ) نے ۶۳۹ھ میں حج
 سے واپس آکر اپنی کتاب مصباح الظلام فی المستغیثین بخیر الانام فی الیقظہ والمنام
 تصنیف کی۔ علامہ سمہودی نے اس میں سے چند مثالیں ایسے اشخاص کی نقل کی
 ہیں کہ جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے استغاثہ کیا یا حضور کی قبر شریف
 کے پاس آپ سے کچھ مانگا اور ان کو ان کا مطلوب حاصل ہو گیا ہم ذیل میں دفاع الوفا
 کے علاوہ دیگر کتب سے بھی توسل و استغاثہ کی نقل کرتے ہیں۔

حکایات

تخصیلی ملی | حافظ بن منکدر (متوفی ۲۰۵ھ) کا بیان ہے کہ ایک شخص نے میرے
 والد کے پاس آتی دینار بطور امانت رکھے اور وہ یہ کہہ کر جہاد پر
 چلا گیا کہ میری واپسی تک اگر تمہیں ضرورت پیش آئے تو خرچ کر لینا۔ والد نے قحط
 سالی کے سبب سے وہ دینار خرچ کر لئے۔ اس شخص نے واپس آکر اپنی امانت
 طلب کی۔ والد نے جواب دیا کہ کل میرے پاس آنا اور رات مسجد نبوی میں گزارنا

کبھی قبر شریف سے لپٹتے۔ اور کبھی منبر حنیف سے۔ یہاں تک کہ قبر شریف سے استغاثہ کرتے کرتے صبح ہونے کو آتی۔ ناگاہ تاریکی میں ایک شخص نمودار ہوا وہ یہ کہہ رہا تھا: "اے ابو محمد! یہ لو" والد نے ہاتھ بڑھایا تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ ایک تھیلی ہے۔ جس میں اتنی دینار ہیں۔ صبح کو والد نے وہی دینا اس شخص کو دے دیئے۔

امام طبرانی اور ان کے ساتھی | امام ابو بکر مقرر کا قول ہے کہ میں طبرانی اور ابوالشیخ حرم نبوی میں فاقہ

سے تھے۔ جب عشاء کا وقت آیا تو میں نے رسول اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف پر حاضر ہو کر عرض کیا "یا رسول اللہ! ہم بھوکے ہیں" یہ عرض کر کے میں ٹوٹا ابوالقاسم طبرانی نے مجھ سے کہا کہ بیٹھو۔ رزق آئے گا یا موت۔ ابو بکر کا بیان ہے کہ میں اور ابوالشیخ سو گئے اور طبرانی بیٹھے ہوئے کچھ دیکھ رہے تھے ایک علوی نے آکر دروازہ کھٹکھٹایا۔ ہم نے کھولا۔ تو کیا دیکھتے ہیں کہ اس کے ساتھ دو غلام ہیں جن میں سے ہر ایک کے پاس ایک زنبیل بھری ہوئی ہے۔ ہم نے بیٹھ کر کھایا اور خیال کیا کہ بقیہ کو غلام لے لے گا۔ نگہ وہ باقی ہمارے پاس چھوڑ گئے۔ جب ہم کھانے سے فارغ ہوئے تو علوی نے ہم سے کہا کہ تم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فریاد کی تھی، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں مجھے حکم دیا کہ میں تمہارے کچھ لے جاؤں۔

نبی علیہ السلام کا مہمان | ابن جلد کا بیان ہے کہ میں مدینہ منورہ میں داخل اور فاقہ سے تھا۔ میں نے قبر شریف

پر حاضر ہو کر عرض کیا: "میں آپ کا مہمان ہوں" اتنا عرض کر کے میں سو گیا خواب میں نبی علیہ السلام نے مجھے ایک روٹی عنایت فرمائی۔ ادھی میں کھالی۔

آنکھ کھلی تو آدھی میرے ہاتھ میں تھی۔

نبی پاک نے روٹی عطا فرمائی | ابو الخیر قطع ذکر کرتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ میں داخل ہوا۔ اور ناقہ سے تھا۔

پانچ دن اسی طرح رہا۔ پھر قبر شریف پر حاضر ہوا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات شیخین پر سلام عرض کیا اور یوں گویا ہوا یا رسول اللہ! میں آپ کا مہمان ہوں۔ یہ عرض کہ کے میں قبر شریف کے پیچھے سو گیا۔ میں نے خواب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ حضرت ابو بکر آپ کے دائیں طرف اور حضرت عمر بائیں طرف اور حضرت علی سامنے ہیں۔ مجھے حضرت علی نے ہلایا اور کہا کہ اٹھو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے ہیں۔ میں نے اٹھ کر حضور کی پیشانی کو بوسہ دیا۔ حضور نے مجھے ایک روٹی عنایت فرمائی۔ آدھی میں نے کھائی۔ آنکھ کھلی۔ تو آدھی میرے ہاتھ میں تھی۔

یا رسول اللہ تیرا مہمان ہو | ابو عبد اللہ محمد بن زہرہ صوفی ذکر کرتے

ہیں کہ میں اور میرا باپ اور ابو عبد اللہ بن خنیف مدینہ منورہ میں داخل ہوتے۔ ہم رات کو بھوکے رہے ہیں ابھی بالغ نہ ہوا تھا اور اپنے والد سے بار بار کہتا تھا کہ میں بھوکا ہوں میرے والد نے قبر شریف پر حاضر ہو کر عرض کیا: یا رسول اللہ! آج رات میں آپ کا مہمان ہوں۔" یہ عرض کہ کے والد مراقب ہو گئے۔ کچھ دیر کے بعد انہوں نے سراٹھایا تو کبھی روتے کبھی ہنستے۔ ان سے سبب دریافت کیا گیا تو فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے کچھ درہم میرے ہاتھ میں رکھ دیئے۔ ہاتھ جو کھولا تو اس میں وہ درہم موجود تھے۔ اللہ تعالیٰ

نے ان درہمہوں میں برکت دی کہ ہم شہزاد آگئے اور ان میں سے خرید کرتے۔

آپ کا مہمان ہوں | احمد بن صوفی کا بیان ہے کہ میں تین مہینے

بیابان میں پھرتا رہا۔ پھر مدینہ منورہ میں داخل

ہوا۔ اور روضہ شریف پر حاضر ہو کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اور حضرت

شیخین پر سلام عرض کیا۔ پھر سو گیا۔ خواب میں مجھے رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا: "اے احمد! تم آگئے ہو؟" میں نے عرض کیا کہ ہاں

میں بھوکا ہوں اور آپ کا مہمان ہوں۔ حضور نے فرمایا کہ اپنے ہاتھ کھولو

میں نے کھول دیئے۔ حضور نے درہمہوں سے بھر دیئے۔ میری آنکھ کھلی

تو دونوں ہاتھ درہمہوں سے بھرے ہوئے تھے۔ میں نے نان میدہ اور

قالودہ خریدی اور کھایا پھر اسی وقت صحرا کی راہ لی۔

خادم کو سزا | حافظ ابوالقاسم بن عساکر نے اپنی تاریخ میں بالاسناد

نقل کیا ہے کہ ابوالقاسم ثابت بن احمد بغدادی ذکر

کرتے ہیں کہ ایک شخص نے مدینہ منورہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر

شریف کے پاس نماز صبح کے لئے اذان دی اور اس میں الصلوٰۃ تخیل و من

النوم۔ کہا۔ خادم مسجد میں سے ایک نے یہ سن کر اس پر تھپڑ مارا۔ اس شخص

نے رو کر عرض کیا: "آپ کے حضور میں میرے ساتھ یہ سلوک کیا جاتا،

اسی وقت اس خادم پر فالج گرا۔ اسے وہاں سے اٹھا کر لے گئے اور وہ

تین دن کے بعد مر گیا۔

فاہ کشوں کی خبر گیری | ابن نعمان فرماتے ہیں کہ میں نے

ابو اسحاق ابراہیم بن سعید سے سنا کہ فرماتے

تھے کہ میں مدینہ منورہ میں تھا میرے ساتھ تین فقیر تھے۔ ہم فاہ میں مبتلا ہوئے

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت شریف میں حاضر ہو کر عرض کیا "یا رسول اللہ! ہمارے پاس کچھ نہیں ہے، میں تین مد کافی ہیں خواہ کسی چیز کے ہوں" اس کے بعد ایک شخص مجھ سے ملا۔ اس نے مجھے تین مد عمدہ کھجوریں عطا کیں۔

نہان بلا گیا | ابن نعمان ہی بروایت ابوالعباس بن نفیس مقرر ضریر نقل کرتے ہیں کہ اس نے کہا کہ میں مدینہ منورہ میں تین

دن بھوکا رہا۔ میں نے قبر شریف پر حاضر ہو کر عرض کیا: "یا رسول اللہ میں بھوکا ہوں" یہ عرض کر کے میں سو گیا۔ ایک کنیز نے پاؤں مار کر مجھے جگا دیا۔ وہ مجھے اپنے گھر لے گئی اور گھیوں کی روٹی اور گھی اور کھجوریں پیش کیں اور کہا: "ابوالعباس! کھاؤ۔ میرے جد بزرگوار صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یہ کھانا تیار کرنے کا حکم دیا ہے۔ تمہیں جب بھوک لگے تو ہمارے پاس آجایا کرو۔"

شرید کی تمنا | علامہ سمہودی اپنے مسموعات بیان کرتے ہیں۔ میں نے شریف ابو محمد عبدالسلام بن عبدالرحمن حسینی فاسی کو سنا کہ

فرماتے تھے۔ میں مدینہ منورہ میں تین دن رہا۔ مجھے کھانے کو کچھ نہ ملا۔ میں نے منبر شریف کے پاس دو گانہ ادا کر کے یوں عرض کیا: "اے میرے جد بزرگوار

میں بھوکا ہوں۔ اور آپ سے شرید مانگتا ہوں"۔ یہ عرض کر کے میں سو گیا۔ ناگاہ ایک شخص نے مجھے جگا دیا۔ میں نے دیکھا کہ اس کے پاس ایک پیالہ چوبیس ہے جس میں شرید ہے گھی اور مصالح و گوشت ہے۔ اس نے مجھ سے کہا کہ

کھاؤ۔ میں نے پوچھا کہ تم یہ کہاں سے لائے ہو۔ اس نے جواب دیا کہ میرے بچے تین دن سے اسی کھانے کی تمنا کرتے تھے۔ آج اللہ تعالیٰ نے کچھ کثائش کر دی تو میں نے یہ کھانا تیار کیا۔ پھر میں سو گیا۔ میں نے رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ فرما رہے ہیں کہ تمہارا ایک بھائی مجھ

سے اسی کھانے کی آرزو کرتا ہے تم اس میں سے اس کو بھی کھلاؤ۔
 میں نے شیخ ابو عبد اللہ بن ابی الامان کو سنا کہ فرماتے
دودھ کا پیالہ [تھے کہ میں مدینہ منورہ میں محرابِ فاطمہ رضی اللہ

تعالیٰ عنہا کے عقب میں تھا۔ شریف کمرقاہی محرابِ مذکور کے
 پیچھے سوتے ہوئے تھے۔ وہ اٹھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت
 شریف میں حاضر ہوئے اور ہمارے پاس مسکراتے ہوئے آئے شمس الدین
 صواب خادم روضہ شریف نے ان سے مسکرانے کا سبب دریافت
 کیا۔ انہوں نے بیان کیا کہ میں فاقہ سے تھا اپنے گھر سے نکل کر بیت
 فاطمہ رضی اللہ عنہا میں آیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے استغاثہ کیا
 کہ میں بھوکا ہوں خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دودھ
 کا پیالہ عطا فرمایا۔ میں نے پی لیا اور سیراب ہو گیا۔ دیکھ لو یہ موجود ہے اور اپنے
 منہ میں سے اپنے ہاتھ پر دودھ تھوک کر دکھلا دیا۔ ہم نے مشاہدہ کیا کہ ان
 کے منہ میں دودھ تھا۔

میں نے عبد اللہ بن حسن دمیاہی کو سنا کہ بیان
گھر کا اٹہ پتہ بتایا [کرتے ہیں کہ مجھ سے عبد القادر تنسی نے حکایات

کی کہ میں فقیروں کی طرح سفر کر رہا تھا۔ میں نے مدینہ منورہ میں حاضر ہو کر رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا اور بھوک کی شکایت کی۔ میں وہیں سو گیا
 ایک نوجوان نے مجھے جگا دیا اور اپنے ساتھ لے گیا اس نے خرید کا ایک پیالہ اور
 کئی قسم کی کھجوریں اور بہت سی روٹیاں پیش کیں۔ میں نے کھانا کھایا اس نے گوشنہ
 و نان و شتر سے میرا گوشہ دان بھر دیا اور بیان کیا کہ میں منسازِ چاشت کے بعد
 بھوکا ہوا تھا۔ خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا

کہ میں تمہیں یہ کھانا پہنچا دوں۔ حضور نے مجھے تمہاری جگہ بھی بتادی اور فرما دیا کہ تم نے حضور سے یہ تمنا کی تھی۔

پیت بھر کھانا کھلاتے | میں نے اپنے دوست علی بن ابیہیم

بوصیری کو سنا کہ فرماتے تھے کہ جو السلام بن ابی القاسم صقلی ذکر کرتے تھے کہ ایک ثقہ شخص نے جس کا نام مجھے یاد نہیں رہا مجھ سے بیان کیا کہ میں مدینہ منورہ میں تھا میرے پاس کچھ نہ تھا۔ میں کمزور ہو گیا تھا ایک روز حجرہ شریف کے پاس آکر میں نے عرض کیا یا سید الاولین والآخرین! میں مصر کا رہنے والا ہوں۔ پانچ ماہ سے آپ کی خدمت میں ہوں کمزور ہو گیا ہوں۔ یا رسول اللہ! خدا سے دعا فرمائیے کہ میرے پاس کوئی بندہ ایسا بھیج دے جو مجھے پیت بھر کر کھانا کھلائے یا مجھے اپنے ساتھ لے جائے۔ میں یہ عرض کر کے منبر شریف کے پاس بیٹھ گیا۔ ناگاہ ایک شخص حجرہ میں داخل ہوا۔ اس نے کچھ کلام کیا اور کہا۔ اے جد بزرگوار! اے جد بزرگوار!

پھر میری طرف آیا اور میرا ہاتھ پکڑ کر باب جبریل سے نکلا اور بقیع میں سے ہوتا ہوا ایک خیمہ میں پہنچا۔ وہاں اس نے غلام و کنیز سے کہا کہ اپنے مہمان کیلئے کھانا تیار کرو۔ چنانچہ غلام لکڑیاں چن لایا اور کنیز نے اناج پیس کر روٹی پکائی۔ روٹی کے ساتھ گھی اور کھجوریں تھیں۔ میں ادھی روٹی کے ساتھ تسیر ہو گیا۔ اس نے باقی روٹی اور دو صاع کھجوریں میرے گوشہ دان میں ڈال دیں جب میں فارغ ہوا تو اس نے میرا نام پوچھا۔ میں نے بتلادیا پھر مجھ سے کہا کہ تجھے خدا کی قسم! میرے جد بزرگوار کے پاس پھر سکانت نہ کرنا۔ کیونکہ انہیں ناگوار گزرتا ہے۔ آج سے بھوک کے وقت تیرا رزق تیرے پاس آجایا کرے گا۔ یہاں تک کہ سفر کیلئے تجھے کوئی ساتھی مل جائے پھر اس نے اپنے غلام سے کہا کہ ان کو حجرہ شریف پہنچا دو

جب میں غلام کے ساتھ یقین میں آیا تو میں نے اس سے کہا کہ اب تم لوٹ جاؤ۔ میں پہنچ جاؤں گا۔ اس نے کہا۔ یاسیدی! میں تو آپ کو حجرہ شریف پہنچا کر ہی جاؤں گا۔ مبادا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے آقا کو بتا دیں عرض وہ مجھے حجرہ شریف پہنچا کر چلا گیا۔ میں چار روز توشہ دان میں سے کھاتا رہا۔ پھر مجھے بھوک لگی تو وہی غلام مجھے کھانا دے گا۔ بعد ازاں ایسا ہی ہوتا رہا کہ جب مجھے بھوک لگتی کھانا پہنچ جاتا یہاں تک کہ ایک جماعت کے ساتھ میں ینبع کی طرف نکلا۔

گمشدہ کنجی

علاء سمہودی اپنا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ میں مسجد نبوی میں تھا۔ مصر کے حاجیوں کا قافلہ زیارت کو آیا میرے ہاتھ میں خلوت کی کنجی تھی جس میں میری کتابیں تھیں۔ ایک مصری عالم نے کہا کہ میرے ساتھ روضہ شریف میں چلو۔ جب میں واپس آیا تو مجھے کنجی نہ ملی میں نے ہر چند مختلف جگہوں میں تلاش کی مگر نہ ملی۔ یہ مجھ پر بہت ناگوار گزارا۔ کیوں کہ اس وقت مجھے کنجی کی سخت ضرورت تھی۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ یاسیدی! یا رسول اللہ! میری خلوت کی کنجی گم ہو گئی ہے مجھے اس کی ضرورت ہے۔ میں آپ کے دروازے سے مانگتا ہوں۔ یہ عرض کر کے میں واپس آیا تو ایک لڑکا مجھے میں پہچانتا تھا خلوت کے قریب دیکھا اس کے ہاتھ میں وہ کنجی تھی۔ میں نے اس سے پوچھا کہ تمہیں یہ کہاں سے ملی؟ اس نے جواب دیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وجہ شریف کے پاس تھی میں نے اسے وہاں سے اٹھالی۔ (وفاء الوفاء، ص ۲۲۹ ج ۲)

علاء قسطلانی مواہب لدنیہ میں اپنا واقعہ بیان کرتے ہیں

دوائی کا عطیہ

کہ کئی سال مجھے ایک بیماری لاحق رہی جس کے علاج سے

الطبام عاجز آگئے۔ میں نے ۲۸ جمادی الاولیٰ ۸۹۳ھ کی رات کو مکہ مشرفہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے استغاثہ کیا۔ خواب میں نے ایک شخص کو دیکھا جس کے پاس ایک کاندھے اس میں لکھا ہوا ہے کہ

یہ احمد بن عسقلانی کی دوا ہے جب میری آنکھ کھلی تو واللہ میں نے اس بیماری کا کوئی نشان نہ پایا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے شفا حاصل ہوگئی۔

سلامت قسطلانی اپنا دوسرا واقعہ یوں بیان کرتے ہیں۔ کہ

جن پکڑا گیا ۵۸۵ھ میں زیارت شریف کے بعد میں مصر کو آ رہا تھا کہ مکہ کے راستے میں ہماری خادمہ غزال جہنہ پر کئی روز آسیب کا اثر رہا اس بارے میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے استغاثہ کیا۔ خواب میں ایک شخص نظر آیا جس کے ساتھ وہ جن تھا۔ اس نے کہا کہ اس جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے پاس بھیجا ہے۔ میں نے اس جن کو ملامت کی اور اس سے حلف لیا کہ آئندہ اس خادمہ کے پاس نہ آئے گا۔ میری آنکھ کھلی تو خادمہ پر آسیب کا کچھ اثر نہ تھا گویا اس کو قید سے رہا کر دیا گیا ہے۔ وہ عافیت میں رہی یہاں تک کہ میں نے ۸۹۳ھ میں اس کو علیحدہ کر دیا۔

بیماری سے شفا سلامت یوسف بہانی نقل فرماتے ہیں کہ کثیر بن محمد بن رفاعہ نے بیان کیا کہ ایک شخص عبد الملک

بن سعید بن خیبار بن جبر کے پاس آیا۔ اُس نے اُس شخص کا پیٹ ٹولا اور کہا کہ تجھے لاجعہ بیماری ہے اس نے پوچھا کہ کیا بیماری ہے؟ ابن جبر نے کہا کہ ڈبیلہ۔ یہ سن کر وہ لوٹ آیا اور اس نے تین باریوں و عمانگی۔

اللہ اللہ اللہ ربی لا اشرک بہ اللہ اللہ اللہ میرا پروردگار ہے۔ میں

۱۔ ایک پیٹ کی بیماری کا نام ہے۔

شیئاً اللّٰهم انی اتوجه الیک
بنییک محمد صلے اللہ علیہ
وسلم نبی الرحمة یا محمد انی
اتوجه بک الی ربک وربی
ان یرحمنی مسارحمة
یفینینی بها عن رحمة
من سواہ۔

اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا
یا اللہ! میں تیری بارگاہ میں تیرے نبی
محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبی الرحمة کا وسیلہ
پیش کرتا ہوں۔ یا محمد! میں آپ کے دروازے
اپنے رب کی بارگاہ میں آپ کا وسیلہ پیش
کرتا ہوں کہ وہ اس بیماری میں مجھ پر ایسی
رحمت کرے کہ جس سے کسی غیر کی رحمت
سے مجھے بے نیاز کر دے۔

اس دعا کے بعد وہ پھر ابن جبر کے پاس گیا اس نے اس کا پیٹ ٹٹولا تو کہا
کہ تو تندرست ہو گیا ہے تجھے کوئی بیماری نہیں۔ (حجۃ اللہ علی العالمین ص ۷۹)

پناہ ملی تو در رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے

ابو عبد اللہ سالم معروف بہ خواجہ نے
بیان کیا ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا
کہ گویا میں دریائے نیل کے ایک جزیرہ میں ہوں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک نگر مجھ
پر حملہ کرنا چاہتا ہے۔ میں اس سے ڈر گیا۔ ناگاہ ایک شخص نے جو میرے ذہن
میں آیا کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں مجھ سے فرمایا کہ جب تو کسی سختی میں ہو تو یوں
پکارا کر۔

انامستجیر بک یا رسول اللہ

یا رسول اللہ! میں آپ سچناہ مانگنے والا ہوں
یہی سالم معروف فرماتے ہیں کہ ان
ہی ایام میں ایک نابینا نے نبی صلی

اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا ارادہ کیا۔ میں نے اس سے اپنا خواب بیان کر دیا۔
اور کہہ دیا کہ جب تو کسی سختی میں مبتلا ہو تو یوں پکارا کر انامستجیر بک

یا رسول اللہ - وہ روانہ ہو کر رابغ میں پہنچا - وہاں پانی کی قلت تھی - اس کا خدمت گار پانی کی تلاش میں نکلا - راوی کا قول ہے کہ اس نابینا نے مجھ سے ذکر کیا کہ میرے ہاتھ میں مشک خالی رہ گئی - میں پانی کی تلاش سے تنگ آ گیا - اسی اثنا میں مجھے تمہارا قول یاد آ گیا - میں نے کہا - اَنَا مُسْتَجِيرٌ بِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ - اس حال میں ناگاہ ایک شخص کی آواز میرے کان میں پڑی تو اپنی مشک بھر لے میں نے مشک میں پانی کے گرنے کی آواز سنی یہاں تک کہ وہ بھر گئی - میں نہیں جانتا کہ وہ شخص کہاں سے آ گیا - (رحمۃ اللہ العالمین ص ۷۸۶)

غرقابہ سے چالیا | ابو الحسن علی بن مصطفیٰ اعتقلائی ذکر کرتے ہیں کہ ہم بحرِ عیناب میں کشتی میں جدہ کو روانہ ہوئے سمندر میں طغیانی آگئی - ہم نے اپنا اسباب سمندر میں پھینک دیا جب

ہم ڈوبنے لگے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے استغاثہ کرنے لگے اور یوں پکارنے لگے یا محمدہ - یا محمدہ - ہمارے ساتھ مغرب کا ایک نیک دل شخص تھا - وہ بولا - جابو گھبراؤ مت - تم چرچ جاؤ گے کیونکہ ابھی میں خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا ہوں - میں نے حضور سے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کی امت آپ سے استغاثہ کر رہی ہے - حضور نے حضرت ابو بکر صدیق کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ مدد کرو - مغربی کا قول ہے کہ میں نے اپنی آنکھ سے دیکھ رہا تھا - کہ حضرت صدیق اکبر سمندر میں گھس گئے انہوں نے کشتی کے پتوار پر اپنا ہاتھ ڈالا - اور کھینچتے رہے یہاں تک کہ خشکی سے جانگے چنانچہ ہم صحیح و سالم رہے اور اس کے بعد بجز خیر ہم نے کچھ نہ دیکھا اور صحیح و سالم خشکی پر پہنچ گئے - (رحمۃ اللہ علی العالمین ص ۷۸۷)

علامہ نبھانی شواہد الحق میں ... عبدالرحمن
آنکھ دکھنے پر فریاد

کہ وہ فرماتے ہیں کہ میری آنکھ ہر سال خراب ہو جایا کرتی تھی ایک سال مدینہ منورہ میں میری آنکھ دکھنے لگی۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر فریاد کی: یا رسول اللہ! میں حضور کی حمایت میں ہوں اور میری آنکھ دکھ رہی ہے۔ پس مجھے آرام آگیا۔ اور حضور کی برکت سے اب تک مجھے آنکھ کی تکلیف نہیں ہوئی۔

علامہ نبھانی اپنی کتاب سعادت الدارین
یوسف نبھانی کی فریاد

میں خود اپنے استغاثہ کا قصہ یوں تحریر فرمائے ہیں۔ ایسے ناخدا ترس دشمن نے میرے اوپر ایسا افتراء باندھا کہ سلطان عبدالحمید خاں نے حکم دیا کہ مجھے معزول کر کے دور علاقہ میں بھیج دیا جائے۔ یہ سن کر مجھے بے قراری ہوئی جمعرات کا دن تھا۔ جمعہ کی رات میں نے ایک ہزار دفعہ استغفار پڑھا اور تین سو سچاس بار یہ درود شریف پڑھا۔

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ. قد ضاقت حيلتي
اذ بكتي يا رسول الله - مجھے غینہ آگئی۔ آخر رات پھر جاگا اور ہزار دفعہ درود شریف

پڑھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے استغاثہ کیا۔ جمعہ کی شام ہی کو سلطان ہی کی طرف سے تار کیا کہ مجھے بھال رکھا جائے۔ اللہ تعالیٰ سلطان کو نصرت دے اور مفسری نوری ہو کر۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقیہ ابو محمد شیبلی نے اپنی کتاب فضیلت حج میں
امت کا فریاد

لکھا ہے کہ اہل غناطہ میں سے ایک شخص کو
یہ مرض لاحق ہو گیا کہ اس سے علاج سے اطباء عاجز آگئے۔ اور شفا سے

مایوس ہو گئے۔ وزیر ابو عبد اللہ محمد بن ابی الخصال نے ایک نامہ بحضور نبی کریم صلی اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے روضہ شریف پر پڑھے گئے تو بیمار اپنے وطن میں اسی وقت تندرست ہو گیا۔ نامہ لے جانے والے نے واپس آکر اسے دیکھا تو ایسا تندرست پایا کہ گویا وہ کبھی بیمار ہی نہ ہوا تھا۔ (وفاء الوفاء ص ۲۳۰)

ابو محمد اللہ بن ازوی کمال جواندس میں ایک نیک شخص تھا بیان کرتا ہے کہ اندس میں ایک شخص کا بیٹا قید ہو گیا وہ اپنے بیٹے

نبی علیہ السلام امتی
سے دور نہیں

کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فریاد کرنے کے لئے اپنے شہر سے نکلا راستے میں کوئی اس کا واقف ملا اس نے کہا کہاں جاتے ہو۔ اس شخص نے جواب دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فریاد کرنے جاتا ہوں کیوں روٹیوں نے میرے بیٹے کو گرفتار کر لیا ہے اور تین سو دینار زر فدیہ قرار دیا ہے۔ مجھ میں استطاعت نہیں۔ اس واقف نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے استغاثہ ہر جگہ مفید ہے۔ مگر وہ نہ مانا جب مدینہ پہنچا تو روضہ شریف پر حاضر ہو کر اپنا حال عرض کیا اور حضور علیہ السلام سے توسل کیا۔ اس نے خواب میں دیکھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں کہ تم اپنے وطن میں لوٹ جاؤ جب وہ اپنے شہر میں واپس آیا تو اپنے بیٹے کو موجود پایا۔ اس سے دریافت کیا گیا تو اس نے بتایا تو اس نے بتایا کہ فلاں رات مجھ کو اور بہت سے قیدیوں کو خدا تعالیٰ نے رہائی دی تاکہ وہ رات وہی تھی کہ اس کا باپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔ (شواہد الحق)

ابراہیم بن مرزوق بیانی کا بیان ہے کہ
جزیرہ شقرا کا ایک شخص قید ہو گیا اور بیڑیوں

دشمن کا طعنہ نہیں سننے

اور کاٹھ میں ٹھوک دیا گیا و نستعیث و يقول يا رسول الله يا رسول الله -
 پکار پکار کر فریاد کرتا تھا اس کے بڑے دشمن کافر نے طنزاً کہا۔ قل ینقذک۔ اس
 سے کہو کہ تمہیں چھڑا دے۔ جب رات ہوئی تو ایک شخص نے اسے ہلایا اور کہا کہ
 اذان دو۔ وہ بولا کہ تم نہیں دیکھتے کہ میں کس حال میں ہوں پھر اس نے اذان کہی
 جس وقت وہ اشہد ان محمد رسول الله پڑھا تو اس کی بیڑیاں خود بخود
 کھل گئیں جس سے وہ جزیرہ شقر میں جا پہنچا اور اس کا قصہ اس کے شہر میں
 مشہور ہو گیا (شواہد الحق و حجة اللہ علی العالمین ص ۴۰۹)

مشکل میں آنا یا رسول اللہ | ایک دوسرے مسلمان قیدی نے کہا
 کہ کافر بادشاہ کا جہاز دریا میں پھنس گیا

ہزار آدمیوں نے زور لگایا مگر جہاز نہ نکل سکا۔ بالآخر مسلمان قیدیوں
 سے کہا کہ تم جہاز نکالو۔ "فقلنا یا جمعیۃ یا رسول اللہ۔ ہم مسلمان قیدیوں
 نے مل کر یا رسول اللہ کا نعرہ لگا کر زور لگایا تو جہاز باہر آ گیا۔ حالانکہ ہم صرف
 چار سو پچاس تھے (حجة اللہ ص ۴۱ ج ۲)

قید سے چھڑاؤ یا رسول اللہ | حضرت ابو یونس علیہ الرحمۃ کو معلوم ہوا کہ دو
 سو علماء کو امیر بدمذہب نے گرفتار کر لیا ہے

ابو یونس نے ان کی رہائی کے لئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں
 بدیں الفاظ فرمادیں۔ یا احمد یا محمد یا ابا القاسم یا خاتم النبیین یا سید
 المرسلین یا من جعلہ اللہ رحمۃ اللعالمین۔ تو خواب میں رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے بشارت دی کہ غداً یطلقون ان شاء اللہ۔ ترجمہ
 کل بفضلہ تعالیٰ رہا ہو جائیں گے۔ چنانچہ صبح ہوتے ہی سب رہا کر دئے گئے۔
 (حجة اللہ ص ۴۱ ج ۲)

مدینہ کو منہ کر کے

حضرت ابو اسحاق نے کہا۔ کہ ایک دفعہ میرا اونٹ

گم گیا۔ تلاش بسیار کے باوجود نہ ملا۔ میں نے

مدینہ طیبہ (صلی اللہ تعالیٰ علیٰ صاحبہا) کی طرف منہ کر کے بدیں الفاظ فریاد کی۔

یَا سَيِّدِي يَا رَسُولَ اللَّهِ اَنَا مُسْتَفِيْتُ بِكَ۔ فوراً اللہ نٹ مل گیا۔ عجلت اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک شخص نے

قرض اتر جائے

کہ جب تو گھر جائے تو سلام کہہ پھر میری بارگاہ میں بھی سلام پیش کر۔ پھر

میری بارگاہ میں بھی سلام پیش کر۔ پھر سورہ اخلاص پڑھا اس نے اس پر

عمل کیا تو چند دنوں میں تنگدستی کی بجائے فراخ دست ہو گیا۔

رجلا والا فہام ۲۵۵ نسیم اریاض ص ۲۶۲

ف : دیکھیے اللہ والوں کو دکھ درد یہاں تک کہ قرض اتارنے کی پریشانی

دور کرنے کے لئے بھی درخواست اپنے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیش کرے اور اس کرم نے منگتے کی جھولی بھری۔

حضرت محمد سالم علیہ الرحمۃ نے کہا۔ میں ینبلیہ

آپ کی مہربانی چاہیے

صلی اللہ تعالیٰ علیٰ صاحبہا کی طرف پیدل گیا۔

راستہ میں جب کمزوری لاحق ہوتی تو عرض کرتا۔ اَنَا فِي ضَيَافَتِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ

اے اللہ کے رسول! میں آپ کا مہمان ہوں فوراً کمزوری دور ہو جاتی ہے عجلت اللہ

حضرت احمد بن احمد علیہ الرحمۃ ایک دفعہ کنوئیں

میں گر گئے۔ انہوں نے یَا حَبِيبِي يَا مُحَمَّدُ کہا فوراً

کنوئیں سے نکالا۔

باہر آگئے۔ (رحمۃ اللہ ص ۱۵۷ ج ۲)

صالح بن شوشان نے کہا۔ ہم کشتی پر سوار تھے کہ دشمن

کے جہاز نے ہمارا تعاقب کیا۔ قریب تھا کہ جہاز کشتی

جہاز کنارے لگا

کو ڈبو دیتا۔ میں نے عرض کی۔ **يَا مُحَمَّدُ نَحْنُ فِي ضِيَا فِتِكَ الْيَوْمَ**۔ یا رسول اللہ
آج ہم آپ کے مہمان ہیں۔ یک دم جہاز کا باجبان لوٹ گیا اور ہم بخریت تیمونس
پہنچ گئے۔ (حجۃ اللہ ص ۴۱۶ ج ۲)

بخار مل گیا | محمد بن محمود علیہ الرحمۃ کو بخار ہو جاتا تھا۔ انہوں نے ایک دن کتاب
الشفار سینے پر رکھ کر عرض کی۔ **تَحْسَبْتُ بِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ**

اے اللہ کے رسول! میں نے آپ پر بھروسہ کیا یکدم بخار اتر گیا۔ (حجۃ اللہ ص ۴۲۰)

شکر طمانگنے والے بہشت مانگو | ایک صالح نے مواجہ عالیہ میں حاضر
ہو کر عرض کی۔ **يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي**

جَائِعٌ۔ اے اللہ کے رسول! میں بھوکا ہوں۔ وہیں پر ایک سید صاحب

آئے۔ اے اپنے ساتھ لے گئے۔ کھانا کھلایا۔ پھر فرمایا۔ **أَخِي لَوْ طَلَبْتَ الْجَنَّةَ**

أَوْ الْمَغْفِرَةَ أَوْ الرِّضَا۔ اے برادرِ شہنشاہ رسالت سے پارہ نان مانگنا کم ہمتی

ہے۔ اگر تم آپ سے جنت مغفرت اور رضا الہی مانگتے تو بہتر ہوتا (حجۃ اللہ ص ۴۲۸ ج ۲)

ہر مقصد میں کامیابی | امام ابن حجر مکی علیہ الرحمۃ نے کہا جو شخص
سے مرتبہ **صَلَّى اللَّهُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ**

پڑھتا ہے تو اللہ کافرشتہ اسے پکار کر کہتا ہے تجھ پر اللہ کا درود ہو۔ آج تیری ہر

مراد پوری ہوگی۔ (حجۃ اللہ ص ۴۲۰ انوار المحمدیہ ص ۶۱)

مہمان نوازی | حضرت یاسین بن ابی محمد علیہ الرحمۃ نے کہا۔ ہم مدینہ
طیبہ سے "وادی القرار" پہنچے۔ بھوک نے سخت ستایا۔

تو ایک ساتھی نے عرض کی۔ **يَا رَسُولَ اللَّهِ نَحْنُ جَائِعٌ وَنَحْنُ فِي ضِيَا فِتِكَ**

یا رسول اللہ ہم بھوکے ہیں۔ آپ کے مہمان ہیں۔ فی الفور مدینہ طیبہ کی روٹیاں دستیاب

ہو گئیں۔ ہم نے تین دن کھائیں (حجۃ اللہ ص ۴۲۹)

نوٹ | اس طرح بے شمار واقعات و فتواید گزرے اور اب بھی ہو رہے ہیں اور انشاء اللہ تاقیامت ہوتے رہیں گے۔ بلکہ فقیر

اولیٰ غفرلہ نے اپنی زندگی میں ہزاروں فریادیوں پر اپنے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی فریادرسی فرماتے دیکھی۔ اگر عقیدہ اور یقین سچا ہے تو اب بھی آزمائے۔ کیونکہ بندہ مٹ جائے نہ آقا پہ وہ بندہ کیا، بے خبر ہو جو غلاموں سے وہ آقا کیا ہے۔

باب نمبر
۳

قصائد

شاہ من مرگیا | سیدی محمد بن سعید بصری الاصل قریشی شافعی (متوفی ۸۳۶ھ) کے خلاف شاہ من نے کچھ طلب دینا کے

لئے لکھ دیا۔ اس پر آپ نے حضور تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب میں یوں توسل و استغاثہ کیا۔

مالی سوی جاہ النبی محمد
جاہ بہ احی و ابلغ مقصدی
فلکم بہ زال العناعتی وقد
اعدت فی ظن العزول المعتدی
یا قلب لا تجزع و کن خیر امرئ
اضحی یرجی غارۃ من احمد
ففسی توافیک الفوائد مسیاً
و لعل تانیبک البشائر فی غد
میرے واسطے نبی محمد کے جاہ کے سوا کوئی
ایسا جاہ نہیں کہ جس کے وسیلہ سے میں
محفوظ رہوں اور اپنے مقصد کو پہنچوں کیونکہ
بہت دفعہ آپ کے وسیلہ سے میری تکلیف
دور ہو گئی۔ حالانکہ میں طاعت کرنے والے
ستمگر کے گمان میں محتاج و بیچارہ تھا۔
اے دل تو بے صبری نہ کر اور اچھا مرد
بن۔ جو احمد سے غارت کا امیدوار ہے
کیونکہ قریب ہے تجھے شام کو فائدے سے

پہنچیں گے۔ اور امید ہے تجھے کل
بشارتیں آئیں گی۔

آپ نے اس نظم کو تمام نہ کیا تھا کہ نیند آگئی۔ خواب میں حضور اقدس صلی اللہ
علیہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ حضور نے فرمایا ہم غارت کے لئے
آگئے ہیں تو ہرات ہم پر ایک ہزار بارہ رو دی بھیجا کر۔ سورج غروب نہ ہونے
پلیا تھا کہ منصور کی بیماری کی خبر آئی۔ پھر تیسرے دن وہ دنیا سے رخصت ہو
گیا۔ (جامع الکرامات للنبہانی۔ بحوالہ منادی جزہ اول۔ ص ۱۵۶)

سیدی ابوالعباس مری کا بیان ہے
دریا میں ڈوبنے سے بچالیا
کہ میں جہاز پر سوار ہو گیا۔ طلاطم کے
سبب سے ہم ڈوبنے لگے۔ میں نے ہاتھ اٹھا کر یوں دعا کی۔

اللہم بحرمة نبيك الا ما نقدتني يا الله۔ تو اپنے نبی مصطفیٰ کے طفیل مجھے
وسلامتی۔ بچالے اور سلامت رکھ۔

میں اس دعا سے فارغ نہ ہوا تھا کہ مجھے جہاز گے گرد فرشتے نظر آئے۔ جنہوں نے
مجھے سلامتی کی بشارت دی۔ میں نے اپنے ساتھیوں کو خوشخبری دی کہ انشاء
اللہ تعالیٰ تم کل صبح صحیح و سالم موضع مریہ میں پہنچ جاؤ گے (جامع الکرامات
مصباح الظلام۔ جزہ اول۔ ص ۲۷۷)

امام شرف الدین بو صیری رحمۃ اللہ علیہ اپنے
بو صیری فریادی
قصیدہ ہمزید میں یوں فرماتے ہیں :-

اتینا اليك الضنا وقد
بلتنا الى الفخ الضا
انظوت في الصدور حاجاتنا
اور ہم گناہوں کے بوجھ سے ناتواں
و تخيف ہو کر آپ کے پاس آئے ہیں
وہی اونٹنیاں ہمیں بارگاہِ غنا میں لائی

مالہا عن ندیٰ بیدیلہ والنواہ
فاغثنا یا من موالثوث والفیث
اذا جمہد الہودی اللأواء
ہیں۔ اور ہمارے دلوں میں ذاتی
حاجتیں ہیں۔ جن کے لئے آپ کے
دست مبارک کی سخاوت سے چارہ
نہیں۔ بس ہماری مدد کیجئے۔ اسے فریاد
رس و باراں۔ جبکہ خلقت قحط سے
تنگ آجائے۔

شیخ الاسلام حافظ ابو الفتح محمد الدین بن دقیق العید (متوفی
۱۱ صفر ۱۲۸۷ھ) توسل و استغاثہ کے بارے میں یوں فرماتے ہیں:-

اقول لمرکب سائرین لیثرب
ظفر تم بتقرب النبی المقرب
فبثو الیہ کل شکوی و متعب
وقصو علیہ کل سنول
ومطلب وانتم بمرانی للرسول
ومسمع ستمحون فی مغناہ
خیر حمایة و تکفون
ما تخشون ای کفایة
وتبدولکم من عندہ کل
ایة فحلوا من التعظیم
البدغایة فحق رسول
اللہ اکبر مارعی

میں بیٹرب جلنے والے شتر سواروں سے
کہتا ہوں کہ تم کو نبی مقرب کی زیارت
نصیب ہو۔ تم حضور سے ہر ایک شخص و مشقت
عرض کر دینا۔ اور ہر ایک درخواست و
مطلب بیان کر دینا۔ حالانکہ رسول اللہ تمہیں
دیکھتے اور تمہاری بات سنتے ہوں گے۔
حضور کی منزل میں تمہاری خوب حفاظت ہوگی
اور جس چیز سے تم ڈرتے ہو اس سے خوب
بچاؤ ہوگا۔ اور حضور کے ہاں سے تمہارے
واسطے ہر ایک نشان ظاہر ہوگا۔ پس تم
غایت درجہ کی تعظیم سے اترنا۔ کیونکہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حق اس
سب سے بڑا ہے جس کی رعایت کی جائے

(طبقات الشافعية الكبرى للنجاح السبكي - ترجمہ ابن دقیق السید)

علامہ کمال الدین بن زملکانی انصاری (متوفی ۱۱۴۱ھ)
 رمضان ۱۳۳۷ھ) جنہوں نے مسئلہ زیارت واستغاثہ

کمال با کمال

میں اپنے ہم عصر ابن تیمیہ کی تردید میں ایک رسالہ لکھا ہے اپنے قصیدہ مدحیہ
 میں یوں فرماتے ہیں۔

يا صاحب الجاه عند الله خالقه اے خدائے خالق کے نزدیک قدر و منزلت
 مارة جامدك الاكل اذاك والے! سوائے دروغ گو کے کسی نے
 انت الوجیه علی رغم العدا ابدأ آپ کے جاہ و منزلت کو رد نہیں کیا۔
 انت الشفیع لفتاك ولساك دشمنوں کی خواہش کے برعکس آپ ہمیشہ
 يافرقه الزیغ لا یقت صالحة آبرو والے ہیں۔ آپ دیروں اور عابدوں
 ولا سقى الله یوما قلب کے شفیع ہیں۔ اے فرقہ کج رو! تو
 مرضاك ولا حظیت بجاه کسی نیکی کو نہ پاتے۔ اور نہ خدا کسی رفقہ
 المصطفیٰ ابدأ ومن اعانك تیرے مریضوں کے دل سیراب کرے۔
 فی الدنيا واولادك یا افضل اور نہ جاہ مصطفیٰ سے کبھی فائدہ اٹھائے۔
 الرسل یا مولا الانام ویا اور نہ دنیا میں تیرے مددگار اور دوست
 خیر الخلائق من انس فائدہ اٹھائیں۔ اے فضل الرسل اے
 واملک هنا قد قصد تمام مخلوقات کے آقا۔ اے تمام انس
 تک اشکو بعض ما و ملائک سے بہتر! لو میں آپ کی
 صنعت بی الذنوب وهذا طرف متوجہ ہوتا ہوں تاکہ میں آپ سے
 ملجأ الشاک قد قیدنی گناہوں کے سلوک کی شکایت کروں۔
 ذنوبی عن بلوغ مدی اور آپ کی بارگاہ ہی فرمادے کہ نے وائے

قصدي الى الفونز
منها فهمي اشراكي
فاستغفر الله لي واساله
مصمته فيما بقى
و غنى من غير
امسالك عليك
من ربك الله الصلوة
كما منا عليك السلام
الطيب الزاكي -

کا بجا ہے۔ میرے گناہوں نے مجھے
میری غایت قصد تک پہنچنے سے
روک کر اپنے میں پھنسا لیا۔ پس وہ
میرا جال ہیں۔ پس آپ خدا سے میرے
لئے مغفرت طلب کیجئے اور آئندہ اس
کی حفاظت اور غنا بلا امساک کا
سوال کیجئے۔ آپ پر آپ کے پروردگار
اللہ کی طرف سے درود ہو۔

جیسا کہ ہماری طرف سے آپ پر
عہد پاک سلام ہو۔ (فوات الوفيات جز ثانی ص ۱۵۱)

مشہور مورخ قاضی عبدالرحمن معروف بہ ابن خلدون
مالکی (متوفی ۸۰۸ھ) یوں استغاثہ کرتے ہیں۔

ابن خلدون

هب لي شفاعتك التي ارجو بها
صفحة جميلة عن قبيح
ذنوب ان النجاة و ان
اتحت لامرعي فبفضل جاهك
ليسب بالتشبيب اني
دعوتك واثقا باجا بي
يا خير مدعو وخير
مجيب -

مجھے اپنی شفاعت فرمائیے جس سے
میں اپنے بُرے گناہوں کی معافی
کی امید کر سکوں۔ اگر نجات کسی
مرد کے لئے مقدر ہے۔ تو وہ آپ
کے جاہ کے طفیل سے ہے۔
تشبيب سے نہیں۔ میں آپ کو
پکارتا ہوں۔ مجھے قبولیت کا یقین
ہے۔ اے خیر مدعو۔ اے خیر مجیب۔

(المقالات الوفيه في الرد على الوهابية)

شیخ شہاب الدین ابو الفضل احمد بن علی بن حجر عسقلانی (متوفی ۸۵۲ھ) یوں عرض کرتے ہیں۔

نبي الله يا خيرا النبيا
بجاهد انتى فصل
القضاء وارجو يا كريم
العفو عما جنته يداى
يارب الحياء فقل يا احمد بن
على اذهب الى دار النعيم
بلدا شقاء۔
اے اللہ کے نبی۔ اے تمام مخلوق
سے بہتر! حضور ہی کی قدر و منزلت
کے طفیل قیامت میں میرا بچاؤ ہوگا۔
اے کریم۔ اے صاحب جو روح عطا
میں ان گناہوں کی جو مجھ سے ہوتے ہیں
معافی کی امید کرتا ہوں۔ حضور فرمادیں
کہ اے احمد بن علی جنت میں بغیر مشقت
کے چلا جا۔ (المقالات الوفیہ)

امام عمر بن الوردی یوں عرض کرتے ہیں۔

يارب الهادي البشير
محمد و بدنبه العالی
على الاديان ثبت على الاسلام
قلبي واهد للحق وانصر على الشيطان
المقالات الوفیہ
اے میرے پروردگار ہادی البشیر محمد کی
طفیل سے اور حضور کے دین کی برکت سے
جو سب دینوں پر غالب ہے۔ میرے دل
کو اسلام پر ثابت رکھ اور مجھے کی طرف
رہنمائی کر اور مجھے شیطان پر غلبہ دے۔

رسول الله يا خيرا ابوالوالد
ابتغى يوم القضاء اذا ما حل
خطب مد لهم فانتم
الحسن من كل البلاد
مولانا شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ قصیدہ ہمزیہ میں استغاثہ فرماتے ہیں۔
اے اللہ کے رسول اے تمام خلق سے
بہتر قیامت کے دن میں آپ کی عطا و
بخشش چاہتا ہوں۔ جب کوئی سخت
مصیبت پیش آوے تو حضور ہی ہر بلا

سے بچاؤ کے لئے قلعہ ہیں۔ حضور ہی
کی طرف میری توجہ اور حضور ہی میرا
سہارا ہیں اور حضور ہی سے بھلائی کی
طبع اور حضور ہی سے امید ہے۔

الیک توجہتی و بک
استنادی و فیکہ
مطامحی و بک
ارتجائی۔

مولانا شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ

علیہ کے قصیدہ اطیب النغم کی تفسیر میں یوں فرماتے ہیں۔

آپ ہر لحظہ وجود عالم کے دار و مدار ہیں۔
اور ہر مشکل میں سخاوت کے دروازے
کی کنجی ہیں۔ اور ہر شدت میں پریشانی
بمقارہ کی پناہ ہیں۔ اور ہر مصیبت میں
آفت رسیدہ کا سہارا ہیں۔ اور ہر ایک توبہ
کرنے والے کی طرف سے بخشش کا وسیلہ
ہیں۔ خشوع و خضوع کے وقت آپ ہی
طرف آنکھ اٹکتے ہیں۔

مدار وجود الکون فی
کل لحظة و مفتاح باب
الوجود فی کل عسرة و
متمسك المذموف فی کل
غمره و منتج العفران من
کل تائب الیک قد العین
حین ضراعة۔

استاد کبیر شیخ عبداللہ شبرادی مصری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کی زیارت کے وقت یوں عرض کرتے ہیں۔

یا رسول اللہ! میں گنہگار ہوں۔ گنہگار
کی عرض قبول کرنا جوہد و کرم ہے۔ یا نبی
اللہ۔ یا سید الانبیاء! آپ کی محبت
کے سوا میرا کوئی حیلہ نہیں۔ میرا اندھ
غم بڑا ہے۔ مجھے آپ سے امید ہے

یا رسول اللہ الی مذنب
ومن الجود قبول المذنب
یا نبی اللہ ما لی حیلہ
غیر حبی لک یا خیر نبی
عظو الکرب ولی فیک

رجافہ یادیت
فدج کر بے۔
اے میرے پروردگار! حضور کے غم
سے میرا غم دور کر دے۔

(مقالات صوفیہ)

اسی طرح کے قصائد وادبیات کا شمار ہی نہیں اور تمام میں رسول پاک
صلی اللہ علیہ وسلم کو غائبانہ استغاثہ ہے۔ اور ہر ملک اور ہر علاقہ
ہرزمانہ میں ہر شاعر نے معروضات پیش کئے۔ اسے کہتے ہیں (اجماع
امت)۔ اور حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، (تجتمع
امتی على الضلالت۔ میری امت گمراہی پر جمع نہیں ہوگی اور جو
امت کے اجماع سے علیحدہ ہو اس کے لئے فرمایا۔ من شد شد
فی النار۔ جو جماعت سے علیحدہ ہوا۔ وہ جہنم میں گیا۔ اسی لئے امام اہل
سنت رضی اللہ عنہ نے فرمایا:-

جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا۔

ہے خلیل اللہ کو حاجت رسول اللہ کی

(صلی اللہ علیہ وسلم)

فقیر اویسی نے مذکورہ بالا ان

مشائخ و علماء رحمہم اللہ کے واقعات

اپنے مشائخ و اساتذہ رحمہم اللہ

عرض کئے ہیں جن کے احسانات علمی ہمارے لئے اتنا بھاریا ہیں کہ ہم زندگی بھر
ان کے شکر یہ کو و روزبان بنائیں تب بھی پورے نہ اتر سکیں لیکن چونکہ ہمارے
ملک میں وہ غیر معروف شخصیات ہیں اسی لئے ممکن ہے کسی کو اعتبار نہ آئے
ذیل میں فقیر اپنے ان اساتذہ و مشائخ کا ذکر خیر لاتا ہے جن سے ہم اور مین نے
علمی سرمایہ حاصل کیا اور ملک و ملت کے کشتبان بن بیٹھے۔ اب سوال یہ ہے کہ

جن اساتذہ و مشائخ سے ہم نے علمی سرمایہ حاصل کیا تو وہ مشرک تھے یا مومن
اگر وہ مومن تھے بلکہ مومن گرتھے تو پھر ان کی دی ہوئی علمی امانت سے ایک
نعرۂ رسالت بھی ہے پھر کیا وجہ ہے کہ ہم ان کی دوسری امانت علمی کے ساتھ
اس امانت یعنی نعرۂ رسالت کا انکار کیوں کریں۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ در نشین بحديث ۱۶۷ میں تحریر
فرماتے ہیں۔

اخبرني سيدى الوالد قال اخبرني شيخ السيد عبد الله
القارى قال اخذت القرآن عن القارى فقد كان يمسكن
فى البرية فبينا نحن نتناول القرآن اذا جاء قوم من العربية
فيقدمهم سيدهم فاستمع قراءة القارى وقال بارك
الله اديت حق القرآن ثم رجع وجاء رجل آخر بذالك الرما
فاخبر ان النبى صلى الله عليه وسلم اخيرة البارحة انه
سند هب الى البرية الفلانية الاستماع قراءة القارى
هناك فعلنا الله السيد الذى كان يقدمهم هو النبى صلى الله
عليه وسلم قال وقد ايتت بعينى هاتين

(ترجمہ) مجھ کو میرے والد ماجد صاحب نے خبر دی کہا مجھ کو خبر دی میرے
استاد سید عبداللہ قاری نے انہوں نے کہا کہ میں نے قرآن مجید کو ایک
قاری زاہد سے جو جنگل میں رہتا تھا حفظ کیا ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ہم
قرآن مجید کو حسب معمول پڑھ رہے تھے کہ اتنے میں چند عربی آئے اور ان کا پر
ان کے آگے آگے تھا اس نے قاری صاحب کا قرآن مجید سن کر کہا کہ اللہ تعالیٰ
تجھ پر برکت نازل کرے تو نے واقعی قرآن مجید کا حق ادا کیا پھر وہ سب

کے سب چلے گئے۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد ایک اور آدمی عربی وضع کا آکر کہنے لگا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی کہ ہم کل رات فلاں جنگل میں فلاں قاری صاحب کا قرآن مجید سننے جائیں گے تو ہم نے سمجھ لیا کہ وہ صاحب جو تشریف لائے تھے وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور کہا کہ میں نے ان کو اپنی ان دونوں آنکھوں سے دیکھا تھا۔

(۲) نیز حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فیوض الہرین میں تحریر فرماتے ہیں۔
 ”میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے سامنے اکثر کاموں میں دیکھا یعنی آپ کی اصلی صورت میرے سامنے بار بار ہوئی تو میں نے جان لیا کہ آپ کی روح مبارک کو طاقت حاصل ہے کہ شکل جسم بن جاتی ہے اور یہ وہی بات ہے کہ جس کی طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ کیا ہے کہ پیغمبر مرتے نہیں۔ بے شک وہ اپنی قبروں میں نمازیں پڑھتے ہیں اور جمع کرتے ہیں اور بیشک وہ زندہ ہیں۔“

(۳) شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مدارج النبوت میں تحریر فرماتے ہیں۔
 ”بہجت الاسرار میں جو ابوالحسن علی بن یوسف شافعی کی تصنیف ہے کہ اس کے اور غوث اعظم کے درمیان دو واسطے ہیں۔ شیخ ابوالعباس احمد بن شیخ عبد اللہ ازہری حسینی سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں حاضر ہوا۔ اس وقت وہاں دس ہزار آدمیوں کا مجمع تھا، ان میں علی بن ہبیتی رحمۃ اللہ علیہ بھی بیٹھے ہوئے تھے کہ ان کو بنید کا غلبہ معلوم ہوا تو انہوں نے لوگوں سے کہا خاموش ہو جاؤ چنانچہ سب لوگ چپ چاپ ہو گئے اور آپ سو گئے غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کرسی سے اتر کر ان کے سامنے کھڑے ہو گئے اور ہر کمراس کی طرف دیکھنے لگے۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ بیدار ہو گئے

تو حضرت شیخ غوث اعظم نے ان سے پوچھا کہ کیا تو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا ہے؟ اس نے کہا بے شک دیکھا ہے۔ اسی واسطے میں آپ نے فرمایا، میں کرسی سے نیچے اتر کر ادب سے کھڑا ہو گیا پھر آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے کس چیز پر وصیت کی؟ انہوں نے کہا کہ آپ کی ملازمت اور خدمت پر پھر شیخ علی ہستی رحمۃ اللہ علیہ نے حاضرین سے کہا کہ میں نے جو کچھ خواب میں دیکھا ہے حضرت شیخ نے اُسے بیداری میں دیکھا ہے۔

(۴) شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

”ایک روز نماز ظہر سے پیشتر مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ آپ نے فرمایا اے فرزند! لوگوں کو نصیحت کرو میں نے عرض کیا کہ میں ایک ٹم کلہسنے والا ہوں۔ فصحائے بغداد کے سامنے میں کیونکر کلام کر سکتا ہوں۔ آپ نے فرمایا اپنا منہ کھول، میں نے کھول دیا۔ آپ نے سات بار اپنا لعاب دہن میرے منہ میں ڈالا اور فرمایا لوگوں کو خدا کے راستے کی طرف حکمت کے ساتھ دعوت دو۔ میں نے نماز ظہر ادا کی اور ممبر پر بیٹھ گیا۔ دفعۃً دیکھا کہ علی کرم اللہ وجہہ تشریف لائے اور انہوں نے بھی چہہ بار اپنا لعاب دہن میرے منہ میں ڈالا اور فرمایا اے میرے فرزند! وعظ کہو۔“

(فتاویٰ ابنے حجر مکتے)

(۵) ایک اور روایت میں ہے کہ:

آپ ممبر پر وعظ فرماتے تھے کہ یکایک آپ ممبر پر سے اتر آئے اور نیچے کے زینے پر ادب کے ساتھ اس طرح چپ چاپ بیٹھ گئے کہ آپ کی بیٹھ تو حاضرین کو کی طرف تھی اور آپ کا منہ منبر کی طرف تھا تھوڑی دیر بعد ایک خادم نے آپ سے دریافت کیا۔ یا شیخ! آج یہ نئی بات کیا تھی؟

آپ نے فرمایا:-

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تھے اس لئے میری کیا مجال تھی کہ میں منبر پر آپ کے برابر بیٹھتا اور آپ کے سامنے بات کرتا۔“
(مہجۃ الاسرار)

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کتاب المیزان میں تحریر فرماتے ہیں:-

(۶)

محمد بن زین رحمۃ اللہ علیہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق اور مداح تھے۔ بیماری کی حالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کیا کرتے تھے لیکن خدا کی شان ایک دفعہ ایک شخص نے اپنی کسی ضرورت کے لئے حاکم وقت کے پاس سفارش کے لئے تشریف لے جانے کو کہا۔ وہ بڑا ظالم اور سفاک تھا آپ چونکہ کسی سائل کے سوال کو رد نہیں کیا کرتے تھے اس لئے آپ اس شخص کو ہمراہ لے کر حاکم وقت کے پاس جا پہنچے حاکم وقت نے ان کو پہچان کر نہایت ہزٹ و احترام سے ان کو اپنی مسند پر بٹھایا پھر دریافت کیا کہ آپ کیسے تشریف لائے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ میں محض اس شخص کی سفارش کے واسطے آیا ہوں اس کی یہ حاجت اور ضرورت ہے اور آپ کے اختیار میں ہے۔ حاکم نے اسی وقت اس کی حاجت روائی کر دی۔ پھر آپ گھر تشریف لے گئے اس سفارش سے گو سائل کی حاجت روائی تو ہو گئی مگر سفارش کرنے والے بزرگ پر یہ عتاب ہوا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدعی زیارت بالمواہجہ سے محروم ہو گئے پھر آپ ہر صبح دروازے تک اس زیارت کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے غائبانہ درخواست کرتے رہے کہ یا رسول اللہ! اپنا روئے انور مجھے دکھلائیے اسی اشتیاق میں انہوں نے ایک نہایت محبت آمیز شعر پڑھا جس کا اثر یہ ہوا کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم ان کو دور سے نظر آئے مگر آپ نے وہیں سے ارشاد فرمایا کہ کیا تو میرے دیدار کا طالب ہے درآں حالیکہ تو ظالموں کے فرش پر بیٹھتا ہے۔

اس کے بعد امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

”پھر ہم کو اطلاع نہیں ملی کہ اس بزرگ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پھر کبھی نظر آئے

ہوں بلکہ وہ یہ حسرت اپنے ساتھ قبر میں لے گئے اور اسی امید میں چل بسے۔“

(۷) امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ سے لوگوں نے عرض کی کہ آپ ہمارے ساتھ چل کر سلطان قاتانی سے سفارش کیجئے۔ آپ نے فرمایا کہ

”بادشاہ و فقیر کے دروازے پر مجھے نعمت دیدار کے چھن جانے کا خوف ہے کیونکہ بیداری میں اب تک کچھ تر دفعہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہو چکی ہے۔ اگر میں بادشاہ کے دروازے پر گیا تو ڈرتا ہوں کہ اس نعمتِ عظمیٰ سے محروم نہ ہو جاؤں“ (المیزان شعرانی)

(۸) سید احمد کبیر رفاعی رحمۃ اللہ علیہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اطہر پر حاضر ہوئے تو آپ نے کہا:-

”یا رسول اللہ! اس سے پہلے میری روح حاضر ہوتی اور آستانہ بوسی کا شرف حاصل کرتی تھی۔ اب آپ کا یہ غلام اپنی روت اور جسم سمیت در اقدس پر حاضر ہے۔ آپ اپنا دست مبارک بڑھائیے تاکہ میں اس کا بوسہ لوں۔“

پس اسی وقت روضہ مبارک سے دست مبارک نمودار ہوا اور ایسا عجیب و غریب نور نمودار ہوا کہ جس نے سب کو گھیر لیا حاضرین تاب نہ لاکر بے ہوش ہو گئے پھر سید احمد نے آپ کے دست مبارک کا بوسہ لیا۔ (فتوحات الانس)

(۹) سید علی دنا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:-

”میں پانچ برس کا تھا اور ایک مدرسہ میں قرآن مجید پڑھا کرتا تھا۔“

ایک روز میں نے مدرسہ میں عین بیداری میں دیکھا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفید لباس پہنے ہوئے تشریف لائے اور مجھ سے فرمانے لگے بیٹا! کچھ پڑھو میں نے سورہ الضحیٰ اور سورہ الم نشرح آپ کو سنائی پھر آپ یکایک میری نظروں سے غائب ہو گئے اس کے بعد جب میری عمر اکیس سال کی میں نے فجر کی نماز کے بعد بکیر کئی اتنے میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور مجھے آپ نے گلے سے لگالیا اور فرمایا **واما بنعمة ربك فحدث** یعنی اپنے پروردگار کی نعمت کا اظہار کر۔

ایک اور روایت میں ہے کہ انہوں نے فرمایا، میں نے ایک بار اپنی ظاہری آنکھوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو آپ نے فرمایا کوئی مجھے مردہ نہ سمجھے۔ میری موت صرف عوام کی نظر سے میرا چھپ جانے سے ہے وہ مجھے دیکھتے ہیں اور میں ان کو دیکھتا ہوں۔ (طبقات کبریٰ)

ایک بزرگ ایک مولوی صاحب کے حلقہ درس میں تشریف لائے مولوی صاحب نے ایک حدیث پڑھی اس بزرگ نے فرمایا یہ حدیث نہیں ہے۔ مولوی صاحب نے کہا یہ آپ نے کیونکر جانا؟ اس نے کہا چلے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ لیجئے چنانچہ اس بزرگ نے مولوی صاحب کے اوپر چادر ڈال دی۔ انہوں نے دیکھا کہ آنحضرت تشریف رکھتے ہیں اور بزرگ بھی۔ آپ نے فرمایا بے شک میں نے یہ بات نہیں کی۔
(تنویر الحالک للسیوط)

(۱۰) مولانا جلال الدین ابونیر بوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ:-
”ہمیں جب کوئی مشکل پیش آتی ہے تو بارگاہ رسالت میں عرض کرتے ہیں اور بلا واسطہ براہ راست فیضانِ روح مقدس سے وہ مشکل حل ہو

جانتے۔“

ایک روز مولانا نے لوگوں سے کہا کہ کنگھی لا کر مجھے دو چنانچہ کنگھی حاضر کی گئی
 آپ نے ہاں میں کنگھی کی۔ لوگوں نے اس کی وجہ پوچھی تو آپ نے فرمایا:۔
 اس وقت مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی تھی انہوں
 نے فرمایا تھا اے ابائزید کبھی اپنی ڈٹھی میں بھی کنگھی کر لیا کرو۔ (نفحات الانس)
 (۱۱) شیخ عبدالمقعد محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مدارج النبوت میں تحریر فرماتے
 ہیں کہ:۔

”شیخ عباس مری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم کا جمال مجھ سے ایک گھڑی یا ایک لمحہ بھی پوشیدہ ہو تو میں اپنے
 آپ کو مسلمان نہیں سمجھتا اور یہ بات ہمیشگی اور مداومت پر محمول ہے۔“
 (۱۲) تذکرۃ الاولیاء میں ہے کہ:۔

”ایک شخص حدیث پڑھنے کے لئے سراق جانا چاہتا تھا اور حضرت
 ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو فرمایا کہ اتنی دور کیوں جلتے ہو
 یہیں کسی سے پڑھ لو اس نے کہا یہاں کوئی محدث نظر نہیں آتا آپ
 نے فرمایا کہ ایک تو میں ان پڑھا شخص موجود ہوں مجھ سے پڑھ لو اس نے
 کہا کہ آپ نے حدیث کس سے پڑھی ہے؟ آپ نے فرمایا کہ میں براہ راست
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پڑھی ہے۔ اس شخص نے اس بات کا
 اعتبار نہ کیا۔ رات کو خواب میں اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
 کہ ابوالحسن پر کپہا ہے۔ جب میں صبح بیدار ہوا تو آپ کی خدمت میں حدیث
 پڑھنی شروع کی۔ آپ پڑھاتے وقت کہیں کہیں فرماتے کہ یہ حدیث رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کی نہیں ہے۔ وہ پوچھتا آپ کو یہ کیسے معلوم ہوا؟ آپ

فرماتے کہ جب تک تم حدیث پڑھتے ہو میری آنکھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ابرو مبارک پر لگی رہتی ہیں جب میں آپ کے چہرے پر شکن دیکھتا ہوں تو سمجھ جاتا ہوں آپ اس سے بیزار ہیں۔ (مدارج النبوت)

(۱۳) مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی کی جلد اول کے ساٹھویں اور بیسویں مکتوب میں مرقوم ہے:-

”امروز حلقہ باندومی بنیم کہ حضرت ایاس و حضرت خضر علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام بصورت روحانیاں حاضر شدند و بہ تلقی روحانی حضرت خضر فرمودند کہ ما از عالم ارواحیم حضرت سبحانہ، و تعالیٰ ارواح ما قدرت کاملہ عطا فرمودہ است کہ بصورت اجسام متمثل شدہ کارائیکہ از اجسام بوقوت می آید از ارواح ماصدقہ یابد۔“

(ترجمہ) میں آج حلقہ میں جمع کے وقت دیکھتا ہوں کہ حضرت ایاس اور حضرت خضر علیہ السلام صورت روحانیاں میں حاضر ہوئے اور روحانی القاء سے حضرت خضر نے فرمایا کہ ہم عالم ارواح سے ہیں اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے ہمارا ارواح کو قدرت کاملہ عطا فرمائی ہے کہ اجسام کی صورت میں متمثل ہو کر دنیا کے کام چودقوتاً میں آتے ہیں انہیں ہم پورا کرتے ہیں۔

غرض ایسے بے شمار صحیح اور مستند واقعات کتب معتبرہ میں پائے جاتے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ اولیاء اللہ کے سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر وقت موجود اور حاضر رہتے ہیں جن سے تعدد اجساد کا ثبوت پایا ہے ایسی باتیں بالعموم یا تو ایمان و یقین کیساتھ ماننی پڑتی ہیں یا اہل اللہ کی محبت میں رہنے سے بالخصوص سمجھ میں آیا کرتی ہیں۔

گر ہوائے ای سفر داری دلا

دامن رہبر بگیر و پس بیا

فقیر اسی غفرانے "الانجلاء" اور "تحفۃ الصلوات" کے
جلد دوم میں اس قسم کے سینکڑوں واقعات و حکایات جمع کی ہیں۔ قابل دید اور لائق مطالعہ کتاب
ہے خصوصاً اہل علم اور عاشقان نبوی اور شائقانِ زیارتِ مصطفوی علی صاحبہا الصلوٰۃ
والسلام کے لئے بہترین تحفہ ہے۔

باب نمبر ۴ مخالفین کے معتمدین

مخالفین نے بھی سہواً یا خطاً "عذائے یارسول اللہ کے جواز پر ہمارا
ساتھ دیا ہے اگرچہ اس باب میں بکثرت حوالہ جات فقیر لکھ سکتا ہے لیکن چونکہ اختصاراً
مطلوب ہے اسی لئے چند تحریریں لکھ کر کتاب سے سب سے پہلے ابن تیمیہ کو بیٹھے
کیونکہ استغاثہ از رسول اللہ و اولیاء اللہ کے انکار پر اس غریب نے کافی زور لگایا تھا
لیکن قدرت نے اس کا زور توڑا اور پھر اس کے قلم سے لکھوایا کہ عذائے یارسول اللہ
جائز ہے۔ ملاحظہ ہو۔

۱۔ ابن تیمیہ کتاب العقل والنقل میں تحریر کیا ہے :-

فاذا خاطبنا یعنی البنی صلی اللہ علیہ وسلم
کات علینا ان نتأدب بأدب اللہ تعالیٰ حیث قال لا
تجعلو دعاء الرسول بینکم کدعاء بعضکم بعضاً فلا
نقول یا محمد یا احمد کما یدعو بعضنا بعضاً بل نقول
یا رسول اللہ یا بنی اللہ واللہ سبحانہ وتعالیٰ مخاطب
الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام باسمائہم

فقال يا دم اسكن انت و نر و جك الجنة يا نوح اهبط
 بسلام و بركات عليك و على اهل من معك - يا موسى
 انى انا ربك يا عيسى انى متوفيك و ما فلك الى
 و لما خاطبه صلى الله عليه و سلم قال يا ايها النبى
 يا ايها الرسول يا ايها المزمى يا ايها المذثر فنحن احق
 ان نتأدب فى دعائه و خطابه صلى الله عليه
 و سلم.

ترجمہ:- جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مخاطبہ و مکالمہ
 کریں تو ہم پر واجب ہے کہ ہم انہی آداب اور شرائط کو ملحوظ رکھیں
 جن کو خدا نے ارحم الراحمین نے جب بھی اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم
 کو خطاب فرمایا ہے لحاظ رکھنے والی یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد
 فرمایا ہے کہ ہمارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح نہ پکارو جس
 طرح کہ تم آپس میں ایک دوسرے کو پکارتے ہو پس ہم یوں نہیں
 پکاریں گے یا محمد! یا احمد! جیسا کہ نام لے کر آپس میں ایک دوسرے
 کو پکارا کرتے ہیں۔ بلکہ یوں کہیں گے یا رسول اللہ! یا نبی اللہ!
 اور اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے دیگر انبیاء کو ان کے ناموں سے پکارا
 ہے جیسا کہ فرمایا ہے یا آدم، یا نوح، یا موسیٰ، یا عیسیٰ اور جب کہ
 اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مخاطب فرمایا تو نام نہیں
 لیا بلکہ یوں سرفرازا کہ یا ایہا النبى، یا ایہا الرسول، یا ایہا المزمى، یا ایہا
 المذثر، تو ہم اس کے زیادہ مستحق ہیں کہ جب ہم آپ کو پکاریں اور
 خطاب کریں تو ضرور پاس ادب ملحوظ رکھیں۔

اس تقریر سے چار مسئلے ثابت ہوئے۔

۱۔ مذہب صحیح یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر شریف میں حیات ہیں اور اسی پاس ادب کے مستحق ہیں جس کے وہ حیات ظاہری کے مستحق تھے۔ ورنہ مخاطبہ اور مکالمہ محض فضول ہے اور آداب کو ملحوظ رکھنا بالکل بیکار۔

۲۔ دوسرا یہ کہ عالم ناسوت اور دنیا میں اس بدن کے ساتھ سننا خاص نہیں بلکہ جیسا کہ دنیا میں انسان سنتا ہے ویسے ہی عالم برزخ میں بلکہ زیادہ سنتا ہے ورنہ مکالمہ و مخاطبہ کا کوئی معنی نہیں کیونکہ جو شخص ایسی چیز کو پکارتا ہے جو وہ سماعت رکھتی ہی نہیں اس کا پکارنا مجنونانہ حرکت ہوگی۔

۳۔ تیسرا یہ کہ موت صرف انتقال کا نام ہے یعنی ایک عالم سے منتقل ہو کر دوسرے عالم میں چلے جانا اور بس لہذا اس انتقال کے بعد ارواح تمام زندہ ہیں ہاں اختلاف اگر ہے تو اجسام کے قیام بقا کے متعلق ہے۔ پس انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے اجسام کو قطعاً زمین نہیں کھا سکتی۔ باقی دوسرے اشخاص کے مراتب مختلف ہوتے ہیں لہذا قطعاً نہیں کہا جاسکتا کہ ان کے وجود اسی طرح باقی ہیں پس یہ ثابت ہوا کہ روح بعد مفارقت بلا تغیر و تبدل اسی طرح بالاتفاق باقی رہتی ہے۔

۴۔ چوتھا یہ کہ بعد موت یعنی مذکور زندا کرنا اور پکارنا اور مکالمہ و مخاطبہ نہ صرف جائز بلکہ تقاضائے ایمان ہے نہ اس میں کفر لازم آتا ہے نہ شرک کیونکہ اگر کوئی محذور شرعی لازم ہوتا تو یہ کبھی متصور نہیں ہو سکتا کہ اس قدر ذی شان عالم اور وہ بھی جنہیں مذہب کا امام جس کا ایک قدم بھی ظاہر حدیث سے آگے نہیں جاسکتا ایک ایسی چیز کی تعلیم دینا اور اشاعت کرنا جو کہ شرعاً ممنوع اور محذور ہو۔ حاشا۔

۲۔ مولوی محمد اسحاق نے ماتہ مسائل کے چوبیسویں سوال کے ضمن

یہ تحریر کیا کہ

اگر کسے یا رسول اللہ | اگر کوئی شخص یا رسول اللہ کے
 بگوید برائے رسیدن درود و سلام | درود و سلام پہنچانے کے واسطے
 جائز است | تو جائز ہے۔

دیکھئے مولوی محمد اسحاق دہلوی جو ظاہر حدیث پر عمل کرنے والے بڑے محتاط اور
 متشدد ہیں وہ بھی ندائے غیبیہ کو جائز فرماتے ہیں۔ گو اس میں درود و سلام کی تحسیس سے
 کہتے ہیں مگر اس سے بھی ہمارے دعویٰ کی تصدیق ہوتی ہے۔

(۳) حاجی امداد اللہ رحمۃ اللہ علیہ مہاجر مکہ معظمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو
 بحالتِ نائبِ خطاب حاضرانہ فرماتے ہیں۔ چنانچہ ان کی نعتیہ نظم میں ہے۔

ذرا چہرے سے پروے کر ہٹاؤ یا رسول اللہ
 مجھے دیدار تم اپنا دکھاؤ یا رسول اللہ
 کروڑوں منور سے میری آنکھوں کو نورانی
 مجھے فرقت کی ظلمت سے بچاؤ یا رسول اللہ
 اگرچہ نیک ہوں یا بد تمہارا ہو چکا ہوں میں
 بس اب چاہو منساؤ یا رلاؤ یا رسول اللہ
 بچنا ہوں بے طرح گرداب غم میں ناخدا ہر کر
 میری کشتی کنکے پر لگاؤ یا رسول اللہ
 اگرچہ ہوں ناقابلِ واں کے پر امید ہے تم سے
 کہ بھر مجھ کو مدینہ میں بلاؤ یا رسول اللہ
 جہاز امت کا حق نے کر دیا ہے آپ کے ہاتھوں
 بس اب چاہو یا ڈباؤ یا تراؤ یا رسول اللہ

پھنسا کر اپنے دامِ عشق میں اندر عاجز کو

بس اب قیدِ دو عالم سے چھڑاؤ یا رسول اللہ

۴۔ مولوی محمد قاسم نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو

بجالتِ غائب خطاب حاضرانہ فرماتے ہیں چنانچہ ان کے قصائدِ نعتیہ میں ہے۔

اگر جواب دیا بکیوں کو تو نے بھی

تو کوئی اتنا نہیں کہ جو کرے کچھ استفسار

کر ڈروں جرم کے آگے یہ نام کا اسنام

کر یگا یا نبی اللہ کیا یہ میری پکار

بہت دنوں سے تنہا کیجئے عرضِ حال

اگر ہو اپنا کسی طرح تیرے در تک بار

مدد کرے کرم احمدی کر تیرے سوا

نہیں ہے تاسم ہے کس کا کوئی حامی کار

۵۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فیوض الحرمین میں ولیؐ کے حال میں

ارشاد فرماتے ہیں :-

جبلت نفسه نفساً قدسية لا يشغلها

شان عن شان ولا ياتي عليه حال من الاحوال التجرود

الى النقطة الكلية الا وهو خبير بها الان وانما الاتي

تفصيل الاجمال

ترجمہ: ولیؐ فرما کہ نفسِ اسل خلقت میں نفسِ قدسی بنایا جا رہا ہے اسے ایک

بات تک اور اس سے لے کر وقت وصال تک جس قدر احوال اس پر

آنے والے ہیں سب کچھ اسے اس وقت خبر ہے۔ وہ جو آئے گا اجمال کی

تفصیل ہوگا

فائدہ: شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ایک فرد غلام کے لئے اپنی زندگی بھر کے تمام احوال آئندہ کا اس وقت علم بتا رہے ہیں۔ یہ کتنا بڑا شکر ہے۔ کیا آپ نے لوگوں کو شکر کی تعلیم دی؟ نہیں۔ سرگز نہیں بلکہ ایسی باتیں شکر میں داخل نہیں ہیں۔

۵۔ مولوی اسماعیل دہلوی مراط مستقیم میں تحریر فرماتے ہیں:-

”براں کشف ارواح و ملک و مقامات آہا و سیرا مسکنہ زمین و آسمان و جنت و نار و اطلاع بروح محفوظ شغل دورہ کند و باستعانت ہمارے شغل بہر مقامیکہ از زمین و آسمان و بہشت و دوزخ خواہ توجہ شدہ بسیرہ مقام احوال آنجا دریافت کند و باہل ان ملاقات سازد۔“
ترجمہ:- اس کو ارواح اور ان کے ملک و مقامات کے کشف اور زمین و آسمان اور بہشت و دوزخ کے مواقع کی سیر اور روح محفوظ پر آگاہی کا شغل ہوتا ہے اور اس شغل کی مدد سے وہ زمین و آسمان اور بہشت و دوزخ کے جس مقام پر چاہتا ہے متوجہ ہو کر اس مقام کی سیر سے وہاں کے احوال دریافت کر لیتا ہے اور وہاں کے رہنے والوں سے ملاقات کرتا ہے۔

۶۔ مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ بستان المحدثین میں شیخ ابوالعباس احمد زروق رحمۃ اللہ علیہ کے یہ شعر نقل فرماتے ہیں:-

انا المریدی جامع لشتاتہ اذا ما سطا جوہ الزمان بنکبہ
میں اپنے مرید کا اس کی پراگندگیوں میں جامع ہوں جبکہ جو زمانہ نختیور کے
ساتھ اس پر حملہ کرنے۔

فان كنت في ضيق و كرب و وحشة ناد بيا نهاروق آت بسرعہ

ترجمہ: یعنی اور اگر تو تنگی و سختی اور وحشت میں ہو تو یا زروق کہہ کر پکار میں
جلد اول کا

(ف) شیخ احمد بن زروق مغربی رحمۃ اللہ علیہ امام شمس الدین نقائی اور امام شہنا الدین
قطلمانی شارح بخاری کے استاد ہیں ابدال سبہ اور محققین صوفیہ میں سے ہیں شریعت
اور حقیقت کے جامع ہیں وہ ایک مجلس القدر بزرگ ہیں کہ ان کے کمال کا مرتبہ ذکر سے بڑھ
کہے۔

۸۔ مولوی رشید احمد گنگوہی اولیاء اللہ کی روحانیت کو حاضر و ناظر مانتے ہیں۔ چنانچہ وہ
ابدو السلوک میں تحریر کرتے ہیں۔

ہم مریدین بیقین داند کہ روح شیخ مقید یک مکان نیست پس ہر جا
کہ مرید باشد قریب یا بعید اگرچہ از شخص شیخ دور است اما از روحانیت
دور نیست چون اس امر محکم داند ہر وقت شیخ را بیار وارد و ربط قلب
پیدا آید۔ و ہر دم مستفید بود مرید در صل واقعہ محتاج شیخ بود شیخ را بقلب
حاضر آوردہ بلسان حال سوال کند البتہ روح شیخ باذن اللہ تعالیٰ اورا
انقاد خواهد کرد۔ مگر رابطہ شرط است و بسبب ربط قلب شیخ بلسان قلب
ناطق مے می بود و بسوئے حق تعالیٰ راہ کی کشاید و حق تعالیٰ اورا محدث
می کند۔

ترجمہ: مرید کو یقین رکھنا چاہیے کہ مرشد کی روح ایک مکان میں مقید نہیں
ہے پس جس جگہ مرید ہو گا خواہ وہ قریب ہو یا بعید اگرچہ مرشد بظاہر
مرید سے دور ہو گا لیکن روح سے دور نہیں ہے۔ جب یہ بات ذہن
نشین ہو گئی تو پھر مرشد کو ہر وقت یاد میں رکھے اس طریق سے رابطہ
دلی پیدا ہو اور ہر وقت فیض پائے اور فائدہ اٹھائے چونکہ مرید واقعات

کے سمجھنے میں مرشد کا محتاز سے لہذا قلب میں مرشد کو حاضر کر کے اس سے زبانِ ماں سے سوال کرے البتہ مرشد کی روح اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس کو اتقار کرے گی مگر رابطہ کامل رکھنا شرط ہے اور مرشد کے رابطہ قلب کے سبب زبانِ دل برے گی اور اللہ تعالیٰ کے طرف راستہ کھل جائیگا اور اللہ تعالیٰ اس کو محدث کر دے گا۔

۹۔ قصائدِ تاسمی میں مولوی محمد ناسم صاحب نازوی بانی راز العلوم دیوبند نے
مدد نے کہا کہ

مدد کرے کریم احمدی کہ میرے سوا
نہیں ہے نام نہ سیکس کا کون سا بیچار

جو تو ہی ہم کو نہ پوچھے تو کون پوچھے گا
بنے گا کون ہمارا تیرے سوا نم خوار
رجاء و خوف کی موزوں میں ہے اُسید کی ناؤ

جو تو ہی ماتھو لگائے تو ہووے بیڑا پار
ان اشعار میں مولوی محمد ناسم صاحب نہ صرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو غائبانہ اپنی حاجت کے واسطے پکارتے ہیں بلکہ ان کے کریم کو پھر ان کے ماسوا سے منہ موڑ کر مدد طلب کرتے ہیں۔
۱۰۔ قصائدِ تاسمی ص ۲۶ میں ہے کہ

تیرا سایہ ہو جس پر اس پر ہو اللہ کا سایہ
خدا راضی ہو تو راضی ہوتا جس سماں سے
مدد کر غوث اعظم بے کسوں ہم سے نزیبوں کی
چھوڑاے غیر تیرے کون دستِ نفس و شیطان

نبرینا ہماری اے شہ دنیا وریں جلدی
 کہ مہیگا بر مہر کہیں نفس اس ننگِ غلاماں سے
 پکڑنا ہاتھ میرا شمع نورِ احمدی جلدی
 کہ رہ ملتا نہیں مقصود کا ظلماتِ عصیاں سے

مولوی ضیاء الدین رامپوری حافظ محمد ضامن صاحب کو لکھتے ہیں۔

” سنا ہے کہ طوفان کی شدت کے وقت جس کی تھوڑی دیر بعد کون کے آثار
 کے آثار پیدا ہوئے۔ حکیم ضیاء الدین صاحب یا کسی دوسرے شخص نے عالم
 رویا یا واقعہ میں دیکھا تھا کہ متلاطم سمندر میں ایک جانب اعلیٰ حضرت حاجی صاحب
 (ابو اللہ صاحب) اور دوسری جانب حضرت حافظ صاحب جہاز کو کندھے
 پر رکھے ہوئے آگے کودھکیلے اور موجوں کے تھپیڑوں سے اس کی حفاظت
 فرماتے جا رہے ہیں اور کہتے ہیں گہراؤ نہیں۔ (تذکرۃ الرشید ص ۱۲۱)

تذکرۃ الرشید جلد اول ص ۱۱۴ میں ہے۔ مولوی اشرف علی صاحب تھانوی لکھتے

ہیں کہ

یا مرشدی یا مؤلی یا مفزسی

یا مہجائی فی مبدئی و معاری

امہ جمعلی ایاضیات فلیس لی

کہنوسوی جلیسکم من نراء

فانما لانام بکوردانی ہائم

فانظراتی برحمتہ یا ہادر

یا سیدی للہ شیئا ایشہ

انتولی المجدی دانی جار

درش وقت سحر از نصہ نجاتم دارند

واندر آن ظلمت شب آب حیاتم دادند

کیمیائست عجب بندگی پر مغال

خاک او گشتم و چندی در ربّاتم دادند

۱۱۱۔ امدادِ ابتکات مصنف مولوی اشرف علی تھانوی و مولوی مشتاق احمد ص ۱۱۶ میں

ہے کہ حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے پیر حضرت خواجہ نور محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق رقم طراز ہیں :

تم ہو اے نور محمد خاص محبوبِ خدا

مہند میں ہوں نائب حضرت محمد مصطفیٰ

تم مددگارِ مدد امداد کو پھر خوف کیا

عشق کی پر سنکے باتیں کانپتے ہیں دستِ پیا

اے شہ نور محمد وقت ہے امداد کا

اسرار دنیا میں ہے از بس تمہاری ذات کا

تم سوا اوروں سے ہرگز کچھ نہیں التجا

بلکہ دن محشر کے بھی جس وقت قاضی ہو خدا

آپ کا دامن پکڑ کر یہ کہوں گا بر ملا

اے شہ نور محمد وقت ہے امداد کا

۱۲۔ حاجی امداد اللہ صاحب جو تمام اکابر دیوبند کے پیر و مرشد ہیں تحریر فرماتے

مناجات

ہیں۔

اے رسولِ کبریا فریاد ہے یا محمد مصطفیٰ فریاد ہے

سخت مشکل میں پھنسا ہوں آج کل اے میرے مشکل کشا فریاد ہے

سخت شکل میں پھنسا ہوں آجکل
 گردن و پاسے مرے زنجیرِ طوق
 اے مرے شکل کشا فریاد ہے
 یا نبی کیجئے جہاں فریاد ہے
 قیدِ غم سے اب چھڑائیجئے مجھے
 یا شہرِ دروہر فریاد ہے
 یا نبی احمد کو راہیں لو بنا
 اس لئے صبح دم فریاد ہے
 (نمائندہ اندازِ غریب ص ۱)

۱۴۔ جناب حاجی امداد اللہ صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

کرد روئے منور سے مری آنکھوں کو نورانی
 مجھے فرقت کی ظلمت سے بچاؤ یا رسول اللہ
 اگرچہ نیک ہوں یا بد تمہارا ہو چکا ہوں میں
 بس اب چاہر مناؤ یا رلاؤ یا رسول اللہ
 پھنسا ہوں بے طرح گرابِ غم میں ناخدا ہو کر
 مری کشتی کنا سے پر گاؤ یا رسول اللہ
 جہاز امت کا حق نے کر دیا ہے آپ کے ہاتھوں
 بس اب چاہو ڈباؤ یا تراؤ یا رسول اللہ
 پھنسا کر اپنے دامِ عشق میں امداد عاجز کو
 بس اب قیدِ در عالم سے چھڑاؤ یا رسول اللہ

۱۵۔ یہی حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر لکھی رحمتہ اللہ علیہ کی کتاب ضیاء القلوب
 مطبوعہ راشدرکھنی ص ۳۶ پر لکھا ہے۔

• آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی صورت مثالیہ کا تضرر کر کے درود
 شریف پڑھے اور اہنی طرف یا رحمن اور بائیں طرف یا محمد اور دل
 یہ یا رسول اللہ ایک ہزار بار پڑھے انشاء اللہ بیماری یا خواب میں

زیارت ہوگی۔

ف۔ معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حرفِ نداء سے پکارنا شرک نہیں بلکہ اس مبارک نداء سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو زیارت نصیب ہتی ہے۔

۱۶۔ مولوی زکریا سہارنپوری نے لکھا ہے۔

”علامہ سخاوی، ابوبکر بن محمد سے نقل کرتے ہیں کہ میں حضرت ابوبکر بن مجاہد کے پاس تھا کہ اتنے میں شیخ المشائخ حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ آئے، ان کو دیکھ کر ابوبکر بن مجاہد کھڑے ہو گئے۔ ان سے معافیہ کیا، ان کی پتیانی کو بوسہ دیا۔ میں نے ان سے عرض کیا کہ میرے سردار آپ شبلی کے ساتھ یہ معاملہ کرتے ہیں حالانکہ آپ اور سارے علماء بغداد یہ خیال کرتے ہیں کہ یہ مجنون ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ میں نے وہی کیا کہ جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو کرتے دیکھا۔ پھر انہوں نے اپنا خواب بتایا کہ مجھے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت ہوئی کہ حضور کی خدمت میں شبلی حاضر ہوئے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو گئے اور ان کی پتیانی کو بوسہ دیا اور میرے استفسار پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ ہر نماز کے بعد لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ أَفَرَأَيْتُمْ لِقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ اور اس کے بعد مجھ پر رُوْر پڑھتا ہے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ جب بھی فرض نماز پڑھتا ہے اس کے بعد یہ آیت شریفہ لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ پڑھتا ہے اور اس کے بعد میں مرتبہ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ پڑھتا ہے۔ ابوبکر کہتے ہیں کہ اس خواب کے بعد جب شبلی آئے تو میں نے

ان سے پوچھا کہ نماز کے بعد کیا درود پڑھتے ہو؟ تو انہوں نے یہی بتایا۔
(تبلیغی نصاب۔ فضائل درود)

اور لکھا ہے :-

”ابوالقاسم خفاف“ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت شبلیؒ، ابوبکر بن مجاہدؒ کی مسجد میں گئے۔ ابوبکرؓ ان کو دیکھ کر کھڑے ہو گئے۔ ابوبکرؓ کے شاگردوں میں اس کا چرچا ہوا۔ انہوں نے استاذ سے عرض کیا کہ آپ کی خدمت میں وزیر اعظم آئے ان کے لئے تو آپ کھڑے ہوئے نہیں، شبلیؒ کے لئے آپ کھڑے ہو گئے۔ انہوں نے فرمایا کہ میں ایسے شخص کے لئے کیوں نہ کھڑا ہوں جس کی تعظیم حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم خود کرتے ہوں۔ اس کے بعد استاذ نے اپنا ایک خواب بیان کیا اور یہ کہا۔ رات میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کی تھی، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں ارشاد فرمایا تھا کہ کل کو تیرے پاس ایک جنتی شخص آئے گا جب وہ آئے تو اس کا اکرام کرنا۔ ابوبکرؓ کہتے ہیں کہ اس واقعہ کے دو ایک دن کے بعد پھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت ہوئی۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں ارشاد فرمایا اے ابوبکرؓ تمہارا بھی ایسا ہی اکرام فرمائے جیسا کہ تم نے ایک جنتی آدمی کا اکرام کیا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! شبلیؒ کا یہ اعزاز آپ کے ہاں کس وجہ سے ہے۔ حضور نے ارشاد فرمایا کہ یہ پانچوں نمازوں کے بعد یہ آیت پڑھ لے۔ لَقَدْ جَاءَكَ رَسُولٌ

(بدیع)

قائد؛ واقعہ اگرچہ ہماری اہل سنت نے اپنی تصانیف میں نقل فرمایا ہے لیکن چونکہ مخالفین کے نزدیک ایسے مذاہر اور پھر مدد کے لئے ڈبل شرک ہے اسی لئے نقر نے ان کے اکابر کے حوالہ جات سے لکھا ہے۔

وباہیوں کا امام

- ۱۔ ابن قیم جو فناء بیوں کا امام ثانی اور ابن تیمیہ کا شاگرد اور دایاں ہاتھ ہے اس کی کتاب جلاء الانہام میں بھی یہ واقعہ ہے
- ۲۔ تبلیغی اور دیوبندی جماعت کی تبلیغی نصاب کتاب جوان کے ہر زمر کے لئے ہر وقت ساتھ رہنا ضروری ہے میں بھی یہ واقعہ ص ۲۸۹ میں ہے اس حکایت سے مندرجہ ذیل مسائل ثابت ہوئے۔

- ۱۔ ایک ولی اللہ دوسرے ولی اللہ کے حالات باطنی سے باخبر ہوتا ہے۔
- ۲۔ بظاہر فقیر درحقیقت وہی امیر ہوتے ہیں جیسے شیخ شبلی قدس سرہ،
- ۳۔ اعلیٰ ادنیٰ کی عزت و احترام کرے تو حرمز نہیں جیسے شیخ شبلی کے لئے حضور علیہ السلام نے کر دکھلایا۔

۴۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنی امت کے ہر فرزند کا ہر عمل اب بھی ایسے ہے جیسے ہاتھ کی تھیلی پر رائی کا دانہ

- ۵۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حیات حقیقی سے زندہ ہیں۔
- ۶۔ مزار شریف میں سے باہر جہاں چاہیں تشریف لے جائیں۔
- ۷۔ حاضر و ناظر ہیں کسی کے لئے جہم مبارک سے کسی کے لئے دوری کے حجابات اٹھا کر قریب نظر آتے ہیں۔

۸۔ یا رسول اللہ! کا وطیقہ ہر نماز کے بعد نہ صرف جائز بلکہ زیارت نبوی کے لئے کبیر کا حکم رکھتا ہے۔ جو لوگ شرک و بدعت کا فتویٰ لگاتے ہیں وہ بتائیں کہ کبھی شرک و بدعت کے ارتکاب سے بھی زیارت نبوی ہوتی ہے معلوم ہوا کہ

یا رسول اللہ کا وظیفہ حضور ہی دروہ ہے۔

۹۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ تیرے پاس جنتی آئیں گے یہ ”مانی الغد“ یعنی کل کیا ہوگا یہ اللہ تعالیٰ کا خاصہ ہے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جیسے بتایا ویسے ہوا اس سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنا خاص علم اپنے محبوبوں کو بتاتا ہے جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شبلی قدس سرہ کے جانے کا علم تھا اور آپ نے اپنے ولی کو بتایا تفصیل فقیر کی کتاب ”نور الہدیٰ“ میں ہے۔

۱۰۔ بعض اوراد و وظائف ایسے بھی ہیں جن سے زیارت نبوی ہوتی ہے جو اوراد و وظائف شرک و بدعت کہتا ہے اسے سمجھئے وہ کون ہوگا۔

مخالفین کے فتاویٰ شرک

اس موضوع پر مزید بھی بہت کچھ لکھا جا سکتا ہے بطور نمونہ ہم نے مختصر آرض کر دیا ہے لیکن دورِ حاضرہ کے موحدین کے فتاویٰ پڑھئے وہ ہمیں یا ہمارے اسلاف اور ہمارے دلائل کے باوجود کیا کہتے ہیں۔ نمونے کے چند حوالے آپ بھی پڑھیئے۔

۱۔ تذکیر الاخوان مصنف اسماعیل صاحب دہلوی ص ۳۲۳ میں ہے کہ۔
۱۔ تہجد سوا مانگے جو غیروں سے بد فی الحقیقت ہے وہی شرک اشد
دوسرا اس سا نہیں دنیا میں بد ہے گلے میں اس کے جبل من سد
سب سے اس پر لعنت و پھسکار ہے

۲۔ تذکیر الاخوان مصنف مذکورہ بالا ص ۸۳ میں ہے کہ۔
”مرووں سے حاجتیں مانگنا اور ان کی منتیں ماننا کفار کی راہ ہے“

ف: یہ تھے مرکزی موحد بالاکوٹ میں شہید کہلانے والے جنہیں دیوبندی،

وہابی۔ مودودی اور ان کے جملہ مہنوں نے مسلم امام و پیشوا مانا ہے۔

۳۔ تقویۃ الایمان ص ۵ میں مصنف مذکور نے لکھا کہ:-

”سننا چاہیے کہ اکثر لوگ پیروں کو اور پیغمبروں کو اماموں کو اور شہیدوں کو اور فرشتوں کو اور پیروں کو مشکل کے وقت پکارتے ہیں اور ان سے مرادیں مانگتے ہیں سو وہ شرک میں گرفتار ہیں۔“

ف: بتائیے مذکورہ بالا فتویٰ کہاں کہاں تک لاگو ہوا یہ صرف بریلویوں پر یا صحابہ کرام بلکہ نبی علیہ السلام سے لے کر ان کے جملہ پیشوایان مذہب پر بھی۔ سوچکر جواب دیجیے۔

۴۔ جواب القرآن مصنف مولوی غلام خان صاحب راولپنڈی ص ۱۲۲ میں لکھا کہ:-

سوال:- اگر انبیاء علیہم السلام اور اولیائے کرام و ملائکہ کو غائبانہ حاجات میں تصرف فی الامور بالعرض بھی نہ مانا جائے بلکہ اللہ جل شانہ کے دربار میں سفارشی سمجھ کر پکارا جائے تو کیا یہ بھی شرک ہے؟

جواب:- یہ بھی شرک ہے۔ مگر کے شرک اپنے معبودوں کو سفارشی سمجھ کر ہی پکارتے تھے۔

ف: یہ تھے موحدین جماعت کے صوبائی شیخ القرآن جس کا خاتمہ ہوا تو..... لیکن مفتی ایسے کہ امت بلکہ نبی شفیق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک مشرکین مکہ کے ساتھ جا ملایا۔

۵۔ تقویۃ الایمان ص ۵ میں اسماعیل دہلوی نے لکھا کہ:-

”سننا چاہیے کہ اکثر لوگ پیروں کو اور پیغمبروں کو اور اماموں کو اور شہیدوں کو اور فرشتوں کو اور پیروں کو مشکل کے وقت پکارتے ہیں اور ان سے مرادیں مانگتے ہیں سو وہ شرک میں گرفتار ہیں۔“

ف: پر یوں میں نداء میں ملانے کا لطیفہ خوب ہے۔ نامعلوم ان صاحبان نے
 کب سے انبیاء و اولیاء اور پیروں کو ہم پلہ بنایا۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون)
 ۶۔ جو امہ القراءت مصنف مذکور ص ۱۲۷ میں لکھتے ہیں۔
 "شکر فی الدعاء غائبانہ حاجات میں کسی پیرو پیغمبر کو پکارنا کفر و
 شرک ہے۔ یہی شرک مشرکین مکہ میں تھا اور ہر پیغمبر کے زمانے
 میں ہوتا رہا۔"

تبصرہ اسی

دیوبندیوں و مابیوں کے نزدیک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تو تمام انبیاء و رسل
 کا علم نہ تھا اور مولوی غلام خاں صاحب کو تمام انبیاء کے ہر امتی کے اقوال و افعال کی
 خبر ہے جو مذکورہ بالا عبارت سے پتہ چلتا ہے۔

ف: اس کا مطلب یہ ہوا کہ یہ یا با آدم علیہ السلام سے لے کر رہتی دنیا تک تمام
 انبیاء و اولیاء اور صلحاء مشرکین مکہ کی طرح ہوئے اور خود پکے موجد۔ تفسیل "ابلیس تا
 دیوبند" میں دیکھئے۔

۷۔ تقویۃ الایمان ص ۱۱ میں ہے کہ:

"جو کوئی کسی کا نام اُٹھتے بیٹھتے لیا کرے اور دُور و نزدیک
 سے پکار کرے اور بلا کے مقابلے میں اس کی دُکائی دیوے اور
 دشمن پر اس کا نام لے کر حملہ کرے اور اس کے نام کا ختم پڑھے یا
 شغل کرے یا اس کی صورت کا خیال باندھے اور یوں باندھے کہ جب
 میں اس کا نام لیتا ہوں زبان سے یا دل سے یا اس کی صورت کا یا
 اس کی قبر کا خیال باندھتا ہوں تو وہیں اس کو خیر ہو جاتی ہے اور اس
 سے میری کوئی بات چھپی نہیں رہتی اور جو مجھ پر احوال گذرتے ہیں جیسے

بیماری و تندرستی و کشائش و تنگی مرنا و جدیا غم و خوشی سب کی ہر وقت
اُسے خبر ہے اور جو بات میرے منہ سے نکلتی ہے وہ سب سن
لیتا ہے اور جو خیال و وہم میرے دل میں گذرتا ہے وہ سب سے
واقف ہے سوان باتوں سے شرک ہو جاتا ہے اور اس قسم کی باتیں
سب شرک ہیں خواہ یہ عقیدہ انبیاء و اولیاء سے رکھے پشتی قادری
نقشبندی سہروردی رفاہی یہ سب فرقتی یہود کی طرح ہیں۔

یہ فتاویٰ پڑھ کر بتائیے کہ دنیا میں
انصاف اے انصاف والو! کون باقی رہ گیا جسے مسلمان کہا جاسکے؟

مخالفین کا ہیر پھیر پڑھیے! یہ تھے ہمارے دلائل قاہرہ و براہین باہرہ
اب مخالفین کے فتاویٰ پڑھئے وہ ہمارے لئے

تو اسے شرک سے

تعبیر کرتے ہیں اور کبھی گمراہی اور کبھی فسق اور کبھی گناہ کبیرہ وغیرہ اور اپنے اور اپنوں کے
لئے جائز۔ اسے کہتے ہیں ایمان کا تزلزل ورنہ سیدھی بات ہے کہ صاف لکھ دیں کہ
یہ کفر ہے یا گناہ۔ یا جائز یا ناجائز۔

فتاویٰ گنگوہی ص ۱۵ میں سوال تھا پڑھنا ان اشعار کا جن میں استعانت سے
بغیر اللہ ہو کیسا ہے مثلاً یہ شعر

یا رسول اللہ انظر حالنا یا نبی اللہ اسمع قالنا

انتمی فی بجرہم مغروق خذیدی سہل لنا اشکالنا

شاید اشعار مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی و مولانا محمد قاسم کے بھی مستضمن اشعار
استمداد یہ ہیں پس یہ اشعار جائز ہیں یا شرک اور ان کے مصنفوں کے حق میں کیا
کہا جائے ان اشعار کا پڑھنا اس ملک میں بہت رائج ہے ان کے بحث کرنیوالے

کو منکر حضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بتاتے ہیں مساجد اور خانقاہوں میں روپر و علماء
و مشائخ کے پڑھے جاتے ہیں کوئی عالم یا شیخ کہ بعض حضرات ان میں خوش عقیدہ و
دنیاز بھی ہوتے ہیں کچھ تعرض نہیں کرتا۔ ملخصاً سوال کے مضامین کا خلاصہ یہ ہے

۱۔ استعانت بغیر اللہ یعنی غیر خدا سے مدد مانگنا۔

۲۔ ان اشعار میں یہ کہ یا رسول اللہ حضور ہمارے حال پر نظر فرمائیں یا نبی اللہ
حضور ہماری مرض سُنیں ہماری دستگیری فرمائیں ہماری مشکلیں آسان فرمائیں۔

۳۔ ان اشعار کا عام مجالس و مجالس میں پڑھنے کا رواج کثیر ہونا کسی عالم
کا انکار نہ کرنا۔

۴۔ عام مسلمین کا ان کو عین دین سمجھنا بحت کرنے والوں کو رسول اللہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کا منکر جاننا۔

ان کے متعلق گنگوہی کا جواب سینے۔

”نذغیر اللہ کو کرنا دور سے شرک حقیقی جب ہوتا ہے کہ ان
کو عالم سامع مستقل عقیدہ کرے اشعار بزرگان فی حد ذاتہ نہ
شرک نہ معصیت ہاں بوجہ موسم ہونیکے مجالس میں کہنا کہ ہے کہ عوام
کو ضرر ہے اور فی حد ذاتہ ایہام بھی ہے لہذا نہ ایسے اشعار کا پڑھنا
مؤلف پر طعن ہو سکتا ہے اور کراہت موہم ہونے کی بوجہ غلبہ محبت
متحیر ہو جاتی ہے مگر ایسی طرح پڑھنا کہ عوام کا ہونیدہ پسند
نہیں کرتا گواہ کو معصیت بھی نہیں کہہ سکتا۔“

فتاویٰ مذکورہ سے یہ احکام ثابت ہوئے۔

۱۔ ان اشعار میں خود نہ شرک نہ گناہ نہ ان کے مصنفوں پر کچھ نہیں۔

۲۔ ان کا پڑھنا منع ہے۔

۳۔ موہم ضرور ہیں اس سبب سے مجمع میں کراہت ہے مگر غلبہ محبت سے جائز ہے۔

۴۔ ان سے عوام کو ضرر ہے اس لئے مجمع میں پڑھنا مجھے پسند نہیں مگر اکیلا پڑھنا جائز ہے۔ (گول مول)

غور کیجئے یہاں جو اپنوں کے نام اپنوں کے کام تھے کیا ہتھیار ڈالے ہیں کہ نہ۔

۱۔ غیر خدا کو دفع مصیبت کے لئے پکارنا جیسا کہ اشعار سے واضح ہے۔

۲۔ خود غیر خدا سے کہنا کہ ہماری دستگیری کرو ہماری مشکلیں آسان کرو شرک و

کفر و کناخود مکروہ تہذیبی بھی نہیں۔

۳۔ صرف مجمع میں بنیال عوام کراہت ہے اُسے بھی غلبہ محبت کی خوبی نے دیا۔

۴۔ اگرچہ روانح کی کثرت اور بزم خود فساد عقیدہ عوام کی وہ حالت جو سائل نے

لکھی کہ بخت کرنے والے کو کافر جانتے ہیں پھر بھی مجمع عوام میں پڑھنا معصیت

تک نہیں ہو سکتا۔ ذیل میں ہم گنگوہی کے فتاویٰ رشیدیہ کا خلاصہ تناقض کے الفاظ سے چند تالیفات نقل کر رہے ہیں تناقض ۱: ص ۳۱ ۱۶۔ مشابہ بالشک ہے کہ غیر اللہ تعالیٰ سے طلب حاجا ہے معصیت سے خالی نہ ہوگا۔

تناقض ۲:۔ ایضاً بعد چار سطر موہم الفاظ کا پڑھنا معصیت ہے۔

تناقض ۳:۔ ص ۲۲:۔ اگر عالم الغیب و متصرف مستقل جان کر کہتا ہے تو خود شرک محض ہے اور جو یہ عقیدہ نہیں تو بھی نا جائز ہے۔

تناقض ۴:۔ ایضاً بعد یک سطر جو لفظ موہم معنی شرک ہو اس کا بولنا بھی ناروا ہے بقولہ تعالیٰ لا تقولوا امرنا صحابہ کی نیت میں معنی قبیح نیت تھے مگر بسبب مشابہت اور موہم معنی قبیح کے ممنوع ہوں گے پھر عوام اس سے شرک گناہ میں مبتلا

ہوتے ہیں۔

تناقص ۵ بر ص ۱۱۵، ندائے غیر بدوان عقیدہ شریک گناہ ہے اُسے فتوے میں براہ کمال چالاکی وہ الفاظ کہ ہماری دستگیری کرو ہماری مشکلیں آسان کرو اور اگر ضرورت نہ پڑے تو ہمیں اور اُسے بے عقیدہ شریک خالص مباح بتایا اور دل میں یہ کہ یوں بھی گناہ ہے۔

تناقص ۶ بر ص ۸۵، ہم شرک ہیں منع ہیں۔

تناقص ۷ بر ص ۳، درست نہیں کہ ظاہر اس کا موہم شرک کا ہے۔

تناقص ۸ بر ص ۲۲، ممنوع است سم قاتل بعوام سپردن است کہ صد ما مردم بفساد عقیدہ شریک مبتلا شوند و موجب ہلاکت ایشان گردود یہ مسلمانوں کو زہر قاتل دینا وہاں کیسے ٹھنڈے جی سے حلال کیا۔

تناقص ۱۰ بر ص ۱۰، پھر بھی یہاں تک تو ایسی الفاظ تھے کہ منع ہے کفر نہیں معصیت ناجائز ناروا گناہ منع ہے درست نہیں کہ مکروہ تحریمی تک صادق آتے تھے آگے چل کر خاص حرام ہو گیا۔

حصہ ص ۱۱۱ چونکہ بظاہر موہم شرک ہیں اسی لئے پکارنے والے عوام میں گناہ

ہوتے ہیں لہذا پڑھنا ان کا حرام ہے۔

تناقص ۱۰ بر ص ۱۸، میں فساد عقیدہ عوام اور اپنے اوپر تہمت شرک دور رکھنا یہ کہ اس پہلے استفتاء کا دوبار پھر کہا کہ مجھ کو بجا رحمت معلوم نہ ہوا کہ آپ نے کیا ارشاد کیا اُس کا ص ۱۸ پر پھر یہ جواب دیا کہ فساد عقیدہ کا احتمال بھی ہو تو مجمع میں پڑھنا فسق اور اوپر اسی سوال کے جواب میں احتمال درکنار وہ کچھ فساد موجود دیکھ کر بھی یہ تھا کہ بندہ معصیت نہیں کہہ سکتا یعنی گناہ تو نہیں مگر فسق ضرور ہے حافظہ نباشد۔

تناقص ۱۱، اب حرام سے بھی اونچے چل کر بدعت و ضلال و اضلال لیتے ہیں۔

حصہ ۸۱: اگرچہ بتا دیا صحیح شرک نہیں مگر منجر بشرک اور باعث فساد عقیدہ عوام ہے تو یہ امر بھی بدعت و اضلال و گناہ سے خالی نہیں۔

تناقص سے ۱۲: وہ تو خالی نہیں سے ہی چلتے ہیں آگے چل کر کھلتے ہیں اول گناہ میں بھی اتنا ہی کہا تھا کہ معصیت سے خالی نہ ہوگا۔ رفتہ رفتہ حرام ہو گیا یہاں سے بھی دیکھئے درود تاج شریف میں جو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دافع البلاء کہا اس پر یہ غیظ ہے۔ حصہ ص ۱۲: ۱۲: ساختن بدعت بدعت ضلالت است سبحان اللہ یہ کہنا کہ یا رسول اللہ حضور ہماری مشکلیں آسان فرمائیں۔ مباح خالص اور یہ کہنا کہ حضور دافع البلاء ہیں بدینی و گمراہی۔

تناقص سے ۱۳: اب بدعت سے بھی بڑھ کر خاص اندر کے دل کی کھلتی ہے شرک و کفر کی ڈھلتی ہے، حصہ ص ۹۲ صاحب قبر سے کہو کہ تم میرا کام کرو و یہ شرک ہے خواہ قبر کے پاس کہے خواہ دور۔

تناقص سے ۱۴: ص ۱۳، اسطور دعا کرنا کہ اے صاحب قبر میرا کام کر دے یہ حرام اور شرک بالاتفاق ہے۔

تناقص سے ۱۵: ص ۱۹ وہ استعانت جو کفر ہے وہ یہ ہے کہ تم میرا کام کرو و سہل لنا اشکالنا میں یہی تو تھا مگر وہاں اپنوں کے نام سوال میں شامل تھے وہ کفر حلال و مباح ہو گیا۔

تناقص سے ۱۶: ص ۳۲ کہ لفظ صنم یا بت یا آشوب ترک یافتہ عرب کہہ کر لہذا یہاں گنگوہی جو لائیاں دیکھئے الفاظ قبیحہ کنے والا معنی حقیقیہ ظاہرہ مراد نہیں رکھتا بلکہ معنی مجازی مقصود بیتل ہے مگر ایہام گستاخی سے خالی نہیں اور آخر حکم یہ جڑا کہ پس ان کا بکنا کفر ملاحظہ ہو وہی ایہام وہاں بھی ہے تو یہاں بھی ہے عوام کے مجلسوں میں یہی اُسے پڑھنے میں حرج کیا ہے لیکن اپنوں کی محبت نے کراہت

تک کھودی تھی یہ یوں کہ انہوں کا قدم در میان تھا یہاں وہی ایہام کا لفظ نہ پیشے
عوام بلکہ سرے سے کہنا ہی کفر ہو گیا غلبہ محبت نے بھی کام نہ دیا یوں کہ یہ نعت
گویوں کا معاملہ تھا غرض کفر و شرک و حرام سب اپنے گھر کے ہیں اسی بات پر انہوں
کو معصیت سے بچایا اسی پر اوروں کے لئے معصیت چھوڑ کر کفر چھینا دیا مگر قرآن
عظیم سے نہ سنا۔

الْقَائِمُ كُمْ خَيْرٌ مِّنْ اَوْلِيٰكُمْ اَمْ لَكُمْ بَرَاءَةٌ فِى
التُّرَايْبِ ۔

کیا تمہارے کافر کچھ انے بھلے ہیں کہ ان پر جو حکم ہو ان پر نہ ہو یا
تمہارے لئے کتابوں میں آزادی لکھی ہے کہ تمہاروں کو کفر بھی حلال
آپ نے دیکھا تناقص ایسے ہوتے ہیں اور وہ بھی غلطی سے نہیں بلکہ کمال سے بددیانتی
سے کہ انہوں کی خاطر بقولون با فواہمہم مالیس فی قلوبہم

جو ہم نے کہا اور پڑھا وہ تو ہوا شرک اور مشرکین مکہ کی سنت
بہر حال اور پھر وہی انہوں نے کہا پڑھا وہ ہو گیا اسلام اور توحید۔ اب انصاف
ناظرین کے ہاتھ میں ہے ذرا خوفِ خدا مد نظر رکھ کر جواب سوچیے۔

ایک صاحب جو ایسی مسجد میں نماز پڑھنے کے مخالف تھے جس میں
لطیفہ یا اللہ، یا محمد لکھا ہو۔ ایک ایسی بس میں سفر کر رہے تھے جس کے اندر
سامنے کے حصے پر نمایاں حروف میں لکھا تھا۔

یا اللہ۔۔۔۔۔ یا محمد

ان کے ایک واقف حال نے ان سے کہا کہ جناب! آپ کو تو ایسی بس میں
بھی سفر نہیں کرنا چاہیے تھے۔ جس میں یا اللہ یا محمد لکھا ہو ہے وہ
صاحب جواب کیا دیتے کھیانے سے ہو کر خاموش رہ گئے۔

ثبوت نداء از غیر مقلدین بھی اولیاء اللہ کے حکم خدا مدد کرنے

حافظ محمد لکھنوی (سر دار اہل حدیث)

کی زینت الاسلام حدیث اول ص ۴۶ میں بدیں الفاظ تائید کرتے ہیں

جے تنگی ترشی رب و نجاون چاہے آپ کدایت

روح ولیاں دے مدد بھیجے کجہ تعجب ناہیں

نیز حسن حصین میں بروایت عتبہ بن نزلان بحوالہ طبرانی بزاز و ابن ابی شیبہ

وغیرہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

”جب تمہیں کوئی مصیبت پہنچے اور وہاں کوئی امداد کنندہ نہ ہو تو کہو

يَا عِبَادَ اللَّهِ اَرِئِنُوْنِي اَعِيْنُوْنِي يَعْنِي اے اللہ کے بندو حکم

خدا میری مدد کرو۔“

اسی اصول کے مطابق خدا تعالیٰ ہی کو حاجت روا سمجھتے ہوئے اولیاء اللہ

سے توسل اختیار کرتے وقت

غوث الاعظم بن بے سرو ساماں مدد دے

نورِ ایماں مدد دے سید جلیاں مدد

بگردابِ بلا افتادہ کشتی مدد کن یا معین الدین چشتی

کہنا بھی جائز ہوگا۔

۲۔ حبیب نواب صدیق حسن خان مدد

بھوپالی (غیر مقلد) کا مولوی عبدالمجید صاحب

مرحوم لکھنوی نے ناک میں دم بند کیا تو اس نے بھی اپنے اُستاد مٹا شوکان اور

علامہ ابن قیم سے ناک کے استمداد کی

زمرہ رائے درافتاد بر اصحاب سنن

ابن قیم مددے، قاضی شوکان مددے (نفع الطیب)
 علامہ وحید الزماں شارح صحاح ستہ پیشوائے اہل حدیث نے بھی عقائد
 الحدیث مطبوعہ میونسپلٹی دہلی کے ص ۲۳ پر اس کے جواز کا اس طرح فتویٰ دیا۔
 اللّٰهُ اَعَزُّ فَتَجَوَّزْنَا لِغَيْرِ اللّٰهِ تَعَالٰی مُطْلَقًا سَوَاءً
 كَانْ حَيًّا اَوْ مَيِّتًا۔

یعنی ندائے بغیر اللہ زندہ اور مردہ دونوں کے لئے مطلقاً جائز ہے۔

مذہبی دھاندلی یا غضب لم یزلی : آج کل یا رسول اللہ یا علی
 یا غوث جیسے نعروں پر مخالفین کی جنگ زوروں پر ہے لیکن افسوس کہ خود
 ”گاندھی“ جیسے منحوس کافر و مشرک کو یا گاندھی سلام علیک جیسے نعرے نہ صرف
 جائز بلکہ تعلیمی نصاب میں شامل کیے اسے اہل اسلام مذہبی دھاندلی سے تعبیر کریں
 یا غضب لم یزلی تصور فرمائیں۔

گاندھی کی ولایت : ہندو پاکستان کا وہ کون سا باخبر مسلمان ہے جو
 مشرک اور نجس گاندھی کی عیاری و مکاری اور اسلام و پاکستان دشمنی سے آگاہ
 نہیں مگر برادران اسلام یہ سن کر حیران ہوں گے کہ اسی مشرک گاندھی کی ”عظمت
 و بزرگی اور قیادت و سیادت“ کا سعودی عرب میں ڈھنڈورا پیٹا گیا اور
 گاندھی کی سوانح حیات، وہاں کے نصاب تعلیم میں داخل کر دی گئی۔

چنانچہ القراءۃ الاعدائیۃ (کتاب) سعودی عرب (مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ)
 کے مدارس میں پڑھائی جاتی ہے اور چوتھی جماعت کے کورس میں شامل کی گئی ہے اس
 کتاب پر مدینہ منورہ کے کتب خانہ کی مہر چسپاں ہے جو اس بارہ کی واضح دلیل
 ہے کہ یہ کتاب حکومت سعودی عرب کی اجازت و مرضی سے وہاں پر کھلم کھلا

فروخت ہوئی اور پڑھائی جاتی ۔

بڑے سائز کی اس کتاب کے صفحہ ۲۱۳ پر گاندھی کی تصویر ہے اور ۲۱۳ سے ۲۲۶ تک چوبیس صفحات پر گاندھی کی سوانح حیات پھیلی ہوئی ہے ۔ چند اقتباسات ملاحظہ ہوں :-

● شیخ غاندی (گاندھی) کی عمر ساٹھ برس سے زیادہ ہے وہ ضعیف و نحیف ہے اور اس کے بدن پر اس کے ہاتھ کا بنا ہوا کپڑا ہے ۔ اس کے ساتھ ایک چرخہ ہے اور اس کے پہلو میں بکری ہے جس کا وہ دودھ پیتا ہے ۔
(القراءۃ الاعدادیہ ص ۲۱۴)

● جب شام ہوتی گاندھی اپنی ماں کے ساتھ یہ دعا مانگتا ۔ "اے اللہ! تو نے مجھے قلب عطا فرمایا ہے جو خیر ہے شر پسند نہیں کرتا ۔ ظاہر و سحر ہے مگر اگر کتاب نہیں کرتا ۔ مومن نیکو کار ہے کفر کو پہچانتا نہیں ۔ اے اللہ! میں تیری نعمت پر راضی ہوں ۔ تیری حکمت مجھ سے راضی ہو اور تیری رحمت مجھے ڈھانپ لے" (ص ۲۱۶)

● "گاندھی اپنے اہل وطن کے لئے روتا کہ کیا کرے کیوں کہ اس کی امت جاہل و فقیر ہے"۔
(ص ۲۲۱)

● "گاندھی نے اچھوتوں کو انسانیت کا مقام دلایا ۔ اگر گاندھی کا انسانیت پر اس کے سوا اور کوئی احسان ہوتا تو پھر بھی واجب تھا کہ وہ ہمیشہ رہنے والوں سے ہوتا"۔
(ص ۲۳۱)

● انگریز ہندوستان کے ہندوؤں اور مسلمانوں میں عداوت کی آگ بھڑکاتا تھا اور سمجھتا تھا کہ ان کے درمیان سے یہ عداوت کبھی زائل نہ ہو سکے گی مگر گاندھی آیا تو اس نے چند ہی سالوں میں آزادی و وطنیت کی بنیاد پر ہندوؤں اور مسلمانوں کو بھائی بھائی بنا دیا ۔ "ابوالہند" گاندھی کا لقب حق ہے (ص ۲۳۳)

یا گاندھی سلام علیک :
وَنَادَى الْمَشْرِقُ الْأَقْصَى فَلَئَاةٌ مِنَ اللَّحْدِ

مشرقِ اقصیٰ کو اس نے پکارا تو اہل قبور نے بھی لبیک کہا۔

وَجَاءَ الْأَنْفُسُ الْمَوْضِي فَدَوَاهَا مِنَ الْحَقْدِ

بیمارِ نفس آئے تو گاندھی نے ان کے سینہ کا علاج کیا (ص ۲۳۴ تا ص ۱۳۴)

بعد ازیں گاندھی کو حرفِ ندا کے ساتھ خطاب کر کے بدیں الفاظ سلام کہا گیا ہے

سَلَامٌ النَّيْلُ يَا غَانِدِي وَهَذَا الزَّهْرُ مِنْ عِنْدِي

اے گاندھی "نیل" کا سلام قبول ہو اور میری طرف سے یہ تحفہ

سَلَامٌ حَالِبِ الشَّاةِ سَلَامٌ غَانِرِ الْبُرْدِ

بکری کا دودھ دوہنے والے سلام ہو چادریں بننے والے سلام ہو۔

وَمَنْ مَدَّ عَنِ الْمَيْلِحِ وَلَمْ يُقْبَلْ عَلَى الشَّهِدِ

وہ کہ جس نے نمک ترک کیا اور شہد کی طرف توجہ نہ کی۔

وَمَنْ يَدْرِكُ سَاقِيهِ مِنَ الْهِنْدِ إِلَى السِّنْدِ

اور وہ کہ جس نے ہند سے سندھ تک پنڈلیوں پر سواری کی۔

سَلَامٌ كُلِّمَا صَلَيْتَ عَزْمِيَانَا وَفِي اللَّيْلِ

سلام ہو جب تو برہنگی کی حالت میں اور مندرے میں نماز پڑھے۔

وَمِنْ أَوِيَةِ السَّجِينِ وَفِي سِلْسِلَةِ الْقَيْدِ

اور جب جیل کے گوشہ میں ہو اور قید کی زنجیریں (القراءة الاعلانية)

جس (سعودی) حکومت کے مذہب میں ایک صادق الایمان مخلص مسلمان

محض "یا رسول اللہ" پکارتے پر مشرک و واجب القتل قرار پاتا ہے اور جس

نے اسی توہم شرک میں جلیل القدر صحابہ کرام و اہل بیت (علیہم الرضوان) کے مزارات شریفہ بوران سے متصل مساجد تک کو مساجد تک کو شہید کر دیا۔ نامعکوس وہ حکومت ایک نسلًا بطنًا کافر و خالص مشرک و کفار و مشرکین کے ”باپو“ کا ایسا پرائیگیٹڈ اکیوں؟ پھر ہم یا رسول اللہ، یا غوث، یا علی کہیں تو گردن زدنی اور مشرک اور وہ ایک پلید اور مشرک گاندھی کو غائبانہ پکاریں تو عین توحید۔ ہمیں سعودی عرب کے حکام کو کیا کہنا ہے نہ ان سے ہمارا کوئی واسطہ ہے ہماری اپنے مسلمان بھائیوں سے گزارش ہے کہ تمہارے ملک کے وہ ملا و باہلی دیوبندی جو رسول اللہؐ کہنے پر تمہارے نکاح ٹوٹ جانے کا فتویٰ دیتے ہیں ان کو نجدی پرستی میں یہ فتویٰ کیوں بھول گیا؟ ذرا اس کی ان سے وضاحت کر کے آگاہی بخشیے۔

باب نمبر ۵

ہم نداء اولیاء اللہ میں بھی وہی کہتے ہیں جو پہلے عرض کر چکے ہیں۔ یہاں مختصراً اس بحث کو بھی لکھتے ہیں۔

نداء مخصوص با ولیاء اللہ

اس میں شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء و اولیاء کو حاضر و ناظر ہونے کی صفت عطا فرمائی ہے کہ وہ ہر ایک کی پکار اور نداء کو سن لیتے ہیں۔ چنانچہ حدیث قدسی میں ہے۔

عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ان اللہ تال من عادی لی دلیا فقد آذنتہ بالحبوب و ما

تقرب الی عبدی بشیء احب الی مما افترضت علیہ
وما یزال عبدی یتقرب الی بالنوافل حتی احببتہ
نکلت سمعہ الذی لیسع بہ وبصرہ الذی یمس بہ و
یدہ الی یمطش بہا ورحلہ الی یسنو بہا وان
سألنی لا عطینہ (رواہ البخاری)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو شخص میرے ولی کا دشمن ہے میں
اس کے مقابلے میں اعلان جنگ کر دیتا ہوں اور میرے بندے نے
اس فرزند کے ادا کرنے سے جو میں نے اس پر فرض کے ادا کرنے
سے جو میں نے اس پر فرض کیا ہے بڑھ کر اور کسی شے سے جو میرے
نزدیک زیارہ عزیز ہے مجھ تک تقرب حاصل کرتا ہے حتیٰ کہ میں
اس کو دوست بنا لیتا ہوں اور جب میں اس کو اپنا دوست بنا لیتا
ہوں تو پھر میں اس کے کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور
اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کا ہاتھ بن
جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کے پاؤں بن جاتا ہوں جس سے
وہ چلتا ہے اور اگر مجھ سے مانگتا ہے تو میں اس کو ضرور دیتا ہوں۔

(بخاری و مشکوٰۃ)

فوائد اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ جب کوئی اللہ تعالیٰ کا بندہ قرب فرمائے
اور قرب نوافل کے مدارج طے کریتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کا دوست بن جاتا ہے جس کو
ولی کہتے ہیں تو پھر اس کا یہ حال ہو جاتا ہے کہ اس کے کان خدا تعالیٰ کی قدرت کا جلوہ بن
جاتے ہیں۔ یعنی اس کی قوت سامعہ اس قدر بڑھ جاتی ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی قوت

سامعہ کا منظر ہو جاتا ہے جس طرح خدا کی سمع قریب و بعید سب جگہ سے سنتی ہے
اسی طرح ولی اللہ کی قوت سامعہ قریب و بعید سے برابر سنتی ہے۔ اس کی آنکھ میں
وہ قوت پیدا ہو جاتی ہے کہ اس کو خدائی آنکھ کہہ سکتے ہیں یعنی دور و نزدیک سے دیکھتی ہے
اس کے ہاتھوں میں وہ طاقت ہوتی ہے کہ وہ خدائی ہاتھ ہو جاتے ہیں یعنی دور و نزدیک
سے جس چیز کو چاہے پکڑ لیتا ہے اس کے پاؤں خدائی پاؤں بن جاتے ہیں یعنی جہاں چاہے
ایک ہی آن میں پہنچ سکتا ہے اس کا نام اصطلاح صوفیہ میں قرب نوافل ہے اس درجہ میں
بندہ کا نام برائے نام ہی ہے۔

۳۔ مولانا روم رحمۃ اللہ فرماتے ہیں۔

اللہ اللہ گفتہ اللہ مشورہ
ایں سخن حق است باللہ مشورہ

یعنی بندہ اللہ اللہ کہنے سے شیون الہیہ کا منظر بن جاتا ہے۔ یہ
بات حق ہے بخدا پوری ہو جاتی ہے۔

پس جب کوئی شخص ایسے دن اللہ کو پکارتے جو اس صفت سے مرعوب ہے
تو وہ بالضرور دوسے سن لیگا۔ چنانچہ سینکڑوں واقعات کتب معتبرہ میں موجود ہیں
دست پر از غائبان کوتاہ نیست

قبضہ اشس جز قبضہ اللہ نیست

ولی اللہ کی شان

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فیوض المرین میں ولی مراد کے حال میں
ارشاد فرماتے ہیں۔

جبلت لہنہ نفساً قدسیہ لایشغلها شان عن
شان ولا یاتی علیہ حال من الاحوال التجرد الی النقطة

الكلية الا وهو خبير بها الان وانما الاتي تفصيل
الاجمال .

ترجمہ: اول فرد کا نفس اصل خلقت میں نفس قدسی بنایا جاتا ہے اسے
ایک بات دوسری سے مشغول نہیں کرتی یعنی یہ نہیں ہوتا کہ ایک
دھیان میں اور طرف کا خیال نہ رہے بلکہ ہر جانب اس کی نگاہ ایک سی
رہتی ہے اور اب سے بیکر وقت وصال تک جس قدر احوال اس پر آنے
والے ہیں ان سب کی اسے اس وقت خبر ہے وہ جو آئے گا اجمال کی
تفصیل ہوگا۔

ف: شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے ایک ایک فرد غلام کے لئے اپنی زندگی بھر کے تمام احوال آئندہ کا اس وقت علم بنا
سے ہیں۔ یہ کتنا بڑا ک شراک ہے۔ کیا آپ نے لوگوں کو شرک کی تعلیم دی؟ نہیں۔
ہرگز نہیں بلکہ ایسی باتیں شرک میں داخل نہیں ہیں۔
۴۔ مولوی اسماعیل دہلوی صراطِ مستقیم میں تحریر فرماتے ہیں۔

”براہ کشف ارواح و ملک و مقامات آہا و سیرا مکنت زمین و
آسماں و جنت و نار و اطلاعا بروح محفوظ شغل دورہ کند و باستغانت
ہماں شغل بہر مقامیکہ از زمین و آسماں و بہشت و دوزخ خواہد
متوجہ شدہ بپیران مقام احوال آنجا دریافت کند و باہل آں مقام
ملاقات سازد۔“

ترجمہ: اس کو ارواح اور ان کے ملک و مقامات کے کشف
اور زمین و آسماں اور بہشت و دوزخ کے مواضع کی سیر اور روح
محفوظ پر آگاہی کا شغل ہوتا ہے اور اس شغل کی مدد سے وہ زمین و

آسمان اور بہشت و دوزخ کے جس مقام پر چاہتا ہے متوجہ ہرگز اس
مقام کی سیر سے وہاں کے احوال دریافت کر لیتا ہے اور وہاں کے
رہنے والوں سے ملاقات کرتا ہے۔

۵۔ امام شیخ الاسلام شہاب رثلی انصاری رحمۃ اللہ علیہ بعد نماز میں
تحریر فرماتے ہیں۔

سئل عما وقع من العامة من قولهم عند الرشدا
يا شيخ فلان ودمو ذالك من الاستعانة بالانبياء
والموسلين والصالحين وهل للمشايخ اغاثة
بعد موتهم ام لا فاجاب بسانته ان الاستعانة
بالانبياء والموسلين والاولياء والعلماء سبب اذنة
والانبياء والرسل والاولياء والصالحين اغاثة
بعد موتهم

ترجمہ :- نام لوگ جو مصیبتوں کے رشتہ یا شیخ فلاں وغیرہ کہتے ہیں
جس سے انبیاء و مرسلین اور صالحین کے حضور میں فریاد کرنا مقصود
ہوتا ہے اس کے متعلق سوال کیا گیا اور پوچھا کہ کیا مشایخ مرنے
کے بعد فریاد رسی کر سکتے ہیں یا نہیں؟ تو آپ نے جواب دیا
جس کے اصل الفاظ یہ ہیں کہ انبیاء و مرسلین اور اولیاء و علماء کے
پس فریاد کرنا جائز ہے اور انبیاء و مرسلین اور اولیاء و صالحین
اپنی موت کے بعد فریاد کو پہنچنے کا حق رکھتے ہیں۔

۵۔ مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ بستان المحدثین میں
شیخ ابوالعباس احمد زرق رحمۃ اللہ علیہ کے یہ شعر نقل فرماتے ہیں۔

انا لم یدری جامع لشتانہ۔ اذا ما سطا جور الزمان بنکبہ
ترجمہ :- میں اپنے مرید کا اس کی پرانگیں میں جامع ہوں جبکہ جور زمانہ
سخنیں کے ساتھ اس پر حملہ کرے۔

وان کنت فی ضیق و کرب و محشۃ

فناد بیاہدق آت لبرءۃ

ترجمہ :- یعنی ادا اگر تو تنگی و سختی اور وحشت میں ہو تو یہاں زردق کہہ کر پکار میں جلدی آؤنگا
۷۔ علامہ عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ لواقع الانوار فی طبقات الاخبار میں تحریر
فرماتے ہیں :-

”محمد غمیری رحمۃ اللہ علیہ کا ایک مرید بازار میں جا رہا تھا کہ اتفاق سے
اس کے گھوڑے کا پاؤں پھسل گیا جس سے وہ مرید گر کر زخمی ہو گیا
اس نے باوا زہد پکارا یا سیدی غمیری لاحتظنی لے میرے
سر وار محمد غمیری مجھ پر نظر عنایت کیجئے۔ آپ اسی وقت تشریف لے
آئے اور اس کے بدن پر ہاتھ پھیرا وہ تندرست ہو گیا۔“

۸۔ مولانا غلام قادر بھیروی رحمۃ اللہ علیہ سابق خطیب مسجد بسکیم شاہی لاہور

انبیاء و اولیاء کو غائبانہ حالت میں خطاب حاضر کرنا جائز فرماتے ہیں چنانچہ ارشاد ہوتا ہے

”ندائے انبیاء کرام و اولیاء نظام از دور و نزدیک یکساں است

و طلب حاجات از و شاں بطریق ارث از صحابہ کرام و تابعین عظام

و سالکان تمام جاری است صحابہ کرام در نزوات مدد خیر الانام

مے خواستند و یا محمد یا منصور اغت اغت مے گفتند

در نزوہ یرموک و نزوہ سرح القباہل ہمیں ندائے او شاں

بود و این طریقہ صحابہ کرام است۔“

ترجمہ۔ انبیاء کرام و اولیاء عظام کو خواہ دور سے پکارا جائے خواہ نزدیک سے برابر ہے اور ان سے مدد مانگنا صحابہ، تابعین اور اولیاء اللہ سے وراثت چلا آتا ہے چنانچہ صحابہ جنگ و جدل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مدد مانگا کرتے تھے اس طرح یا محمد یا منصور مدد کرو۔ مدد کرو پکارا کرتے تھے۔ چنانچہ غزوہ یرموک اور غزوہ مزینہ القباہل میں ان کی یہی پکار تھی یہ طریقہ صحابہ کرام کا تھا۔

۹۔ مولوی رشید احمد گنگوہی اولیاء اللہ کی روحانیت کو حاضر و ناظر مانتے ہیں۔ چنانچہ وہ امداد السلوک میں تحریر کرتے ہیں۔

”ہم مرید بقیقین دانکہ روح شیخ مقید بیک مکان نیت پس ہر جا کہ مرید باشد تریب یا بعید اگر چہ از شخص شیخ دور است اما از روحانیت دور نیت چون این امر محکم دانند ہر وقت شیخ را بیا دواز در ربط قلب پیدا آید۔ و ہر دم مستفید بود مرید در صل واقعہ محتاج شیخ بود۔ شیخ را بقلب حاضر آوردہ بلسان حال سوال کند البتہ روح شیخ باذن اللہ تعالیٰ اوراد القاد خواهد کرد مگر رابطہ شرط است و بسبب ربط قلب شیخ سان القلب ناطق مے بود و بسوئے حق تعالیٰ راہ می کشاید و حق تعالیٰ اورا محدث مے کند۔“

ترجمہ۔ مرید کو یقین رکھنا چاہیے کہ مرشد کی روح ایک مکان میں مقید نہیں ہے پس جس جگہ مرید ہوگا خواہ وہ قریب ہو یا بعید اگرچہ مرشد بظاہر مرید سے دور ہوگا لیکن روح سے دور نہیں ہے جب یہ بات خوب ذہن نشین ہوگئی تو پھر مرشد کو ہر وقت یاد میں رکھے اس طریق سے رابطہ دلی پیدا ہو اور ہر وقت فیض پائے

اور فائدہ اٹھائے چونکہ مرید واقعات کے سمجھنے میں مرشد کا محتاج ہے لہذا مرشد کو قلب میں حاضر کر کے اس سے زبانِ حال سے سوال کرے البتہ مرشد کی روح اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس کو القاء کرنے کی مگر رابطہ کامل رکھنا شرط ہے اور مرشد کے ربطِ قلب کے سبب زبانِ دل بولے گی اور اللہ تعالیٰ کی طرف راستہ کھل جائیگا اور اللہ تعالیٰ اس کو محدث کر دیگا۔

۴۔ شیخ احمد بن زردق مغربی رحمۃ اللہ علیہ امام شمس الدین نقائی اور امام شہاب الدین قسطلانی شارح بخاری کے استاد ہیں ابدال سید اور محققین صوفیہ میں سے ہیں شریعت اور حقیقت کے جامع ہیں وہ ایک جلیل القدر بزرگ ہیں کہ ان کے کمال کا مرتبہ ذکر سے بڑھ کر ہے۔

صاحب درمختار کا اولیاء اللہ کو بجالت غائب خطاب حاضرانہ کرنیکا ایک قول نقل کرنا۔

ان الانسان اذا ضاع له شيء وامر اذ ان يرد الله
سبعائه عليه فليقف على مكان عالٍ مستقبل القبلة
ويقرا الفاتحة ويهدى "ثوابها للنبی صلی اللہ علیہ
وسلوته ويهدى ثواب ذلك لسیدی احمد بن علوان
ويقول یا سیدی احمد بن علوان ان ترد علی ضالتي
والانتر عتك من ديوان الاولياء فان الله تعالى يرد علی
من قال ذلك ضالته ببركته

(در مختار شروع کتاب الابوت)

ترجمہ۔ اگر کسی کی کوئی چیز گم ہو جائے اور وہ یہ چاہے کہ اس کی وہ چیز اللہ تعالیٰ

اس کو واپس دلا دے تو اس کو چاہیے کہ بلند مکان پر قبضہ رخ کھڑے ہو کر فاتحہ پڑھے اور اس کا ثواب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نذر کرے پھر اس کا ثواب سیدی احمد بن علوان کی خدمت میں ہدیہ کرے پھر یوں عرض کرے اے سید احمد اے احمد بن علوان یہی ! اگر میری گئی ہوئی چیز آپ نے مجھے واپس دلا دی تو خیر ورنہ میں آپ کا نام اولیاء کے دفتر سے کٹوا دوں گا۔ اس ولی کی برکت سے اللہ تعالیٰ وہ گئی ہوئی چیز واپس دلا دیگا۔ فائدہ : چار صفات قابل عطا نہیں کیونکہ ان پر الوہیت کا مدار ہے۔ وجوب۔ قدم خلق۔ نہ مرنا۔ دیگر صفات کی تجلّی مخلوقات میں بھی ہو سکتی ہے جیسے سمع۔ بصر۔ حیات وغیرہ۔ مگر ان میں بھی بڑا فرق ہے۔ خدا تعالیٰ کی یہ صفات ذاتی واجب نہ مٹنے والی اور مخلوق کی عطائی ممکن و فانی۔

جب یہ ثابت ہے کہ اولیاء اللہ صفات الہی سے متصف ہوتے ہیں پھر ان سے مدد طلب کرنا اور پھر ان کا مدد کرنا شرک کیوں ہاں اگر یہ صفات ان کے ذاتی مانے جاتے تو پھر شرک ہو سکتا تھا باقی اجبات فقیر کے رسالہ استمدار میں دیکھئے

اعترافات کے جوابات

ذیل میں اب ہم وہ اعترافات لکھ کر جوابات لکھتے ہیں جو عموماً مخالفین ندائے انبیاء و اولیاء کے متعلق وارد کرتے ہیں۔

سوال : وہ آیات جن میں بظاہر غیر اللہ کے پکارنے کی ممانعت پائی جاتی ہے کیا ان سے انبیاء و اولیاء کو پکارنے کا ابطال لازم آتا ہے یا نہیں۔

جواب : ان آیات میں جن کو پکارنے کی ممانعت ہے نہ کہ انبیاء و اولیاء کی

ان میں یہ دعویٰ کے معنی عبادت کے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ جو لوگ غیر اللہ یعنی بتوں کو پکارتے ہیں یا اس طور کہ ان کی عبادت کرتے ہیں اور ان کو پوجتے ہیں تو البتہ وہ گمراہ اور مشرک ہیں لیکن مسلمان انبیاء و اولیاء کے توسل کے طور پر پکارتے ہیں نہ کہ عبادت کے طور پر۔

جواب: مناظرہ کا قاعدہ ہے کہ دعویٰ کے مطابق دلیل نہ ہو وہ دعویٰ باطل دوسرا یہ قاعدہ بھی ہے کہ جس دلیل میں احتمالات کثیرہ پائے جائیں وہ دلیل بھی قابل اعتماد نہیں ہوتی۔ ہم یہاں آیات نذر کے چند احتمال لکھتے ہیں۔

۱۔ نذر بمعنی عبادت، چنانچہ ارشاد ہوتا ہے :-

وَلَا تَدْعُ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ	اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور
(سورہ قصص رکوع ۱۷)	معبود کو (بطور عبادت) نہ پکارو
وَلَا تَدْعُ مِنْ دُونِ اللَّهِ	اللہ تعالیٰ کے سوا بطور عبادت
(سورہ یونس رکوع ۱۸)	اور کسی کو نہ پکارو

۲۔ استعانت۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے :-

وَاذْعُوا شُهَدَاءَكُمْ مِنْ	اور اپنے گواہوں کو اللہ کے سوا
دُونِ اللَّهِ	مدد کے لئے لاؤ۔
(سورہ بقرہ ۱۳۷)	

۳۔ سوال: چنانچہ ارشاد ہوتا ہے :-

أَدْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ	مجھ سے دعا کرو میں تمہارے
(سورہ مومن رکوع ۶۷)	لئے قبول کروں گا۔

۴۔ قول و کلام، چنانچہ ارشاد ہوتا ہے :-

دَعْوَاهُمْ فِيهَا سُبْحَانَكَ	ان کا کلام وہاں سبحانک اللہم
--------------------------------	------------------------------

اور ان کی ملاقات وہاں سلام ہوگی

اللَّهُمَّ وَتَعَيَّنَتْهُمْ فِيهَا سَلَامٌ

(سورہ یونس ع ۱۱)

۵۔ نداء چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔

جس روز ہم تمام لوگوں کو ان کے ساتھ بلائیں گے۔

يَوْمَ نَدْعُوا كُلَّ أُنَاسٍ

بِأِمَّا مِمْهِنُو

(سورہ بنی اسرائیل)

جس روز وہ تم کو پکارے گا پس تم اس کی حمد کیساتھ لبیک کہو گے۔

يَوْمَ يَدْعُوكُمْ فَلِيَسْتَجِيبُوا لِحَمْدِهِ

(سورہ بنی اسرائیل ع ۱۶)

۶۔ نام لے کر پکارنا۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔

تم آپس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح نام لے کر نہ پکارو جس طرح ایک دوسرے کو پکارتے ہو

لَا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ

بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُمْ

بَعْضًا

(سورہ فرقان ع ۱۹)

وَعَالِيَتِي يَكْفُرًا شِرْكًا نَبِيًّا
وہ آیات جن میں یہ دعویٰ کے معنی پکارنے کے نہیں بلکہ عبادت کے

منکرین ذیل کی آیات پر غور و خوض کریں کہ ان آیات میں بھی حسب

ہیں۔ ارشاد منْ أَهْلًا مِّمَّنْ يَدْعُوا مِن دُونِ اللَّهِ كَمَا قَادَرَهُ جَارِي هُوَ

یا نہیں یعنی یہ نداء اور پکار بھی جو ان آیات میں ہے داخل شرک ہے یا نہیں۔

اور لے میری قوم میں تم کو نجات

۱۔ وَيَا قَوْمِ مَا لِي أَدْعُوكُمْ

کی طرف بلاتا ہوں اور تم مجھے

إِلَى النَّجْوَةِ وَتَدْعُونَنِي إِلَى

دوزخ کی طرف بلاتے ہو۔

میں نے اپنی قوم کو رات دن
پکارا بس میرے پکارنے سے
وہ اور زیادہ گریز کرتے گئے۔

اور اللہ تعالیٰ سلامتی کے گھر
یعنی بہشت کی طرف بلاتا ہے۔

ان کو پکاروان سے باپوں کی نسبت
سے یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت
سوزوں ہے۔

پس چلیے کہ اپنے دوستوں کو
بلائے۔ ہم عنقریب زبانیہ یعنی
ٹوکمان دوزخ کو بلائیں گے۔

جس روز ہم تمام لوگوں کو ان کے
پیشواؤں کے ساتھ بلائیں گے۔

پس انہوں نے ان کو بلایا تو وہ
ان کی طرف متوجہ نہ ہوئے۔

اور اگر تو ان کو ہدایت کی طرف
بلائے۔

النَّارِ (سورہ مؤمن)

۲- اِنِّیْ دَعَوْتُ قَوْمِیْ لَیْلًا

وَنَهَارًا وَلَا یَزِدُّهُمْ دُعَاۤیِیْ

اِلَّا فَرَارًا۔ (سورہ نوح)

۳- وَاللّٰهُ یَدْعُوْا اِلَیْ دَارِ السَّلَامِ

سورہ یونس

۴- اُدْعُوْا هُمْ لَا بِاِلٰهِمْ اَقْسَطُ

عِنْدَ اللّٰهِ۔

(احزاب)

۵- فَلِیَدْعُ نَادِیَةً سَنَدْعُ

التَّبَاۤیِنِیَّةَ

(سورہ اقرآء)

۶- یَوْمَ نَدْعُوْا كُلَّ اُنۡسٍ بِاٰنَامِهِمْ

(بنی اسرائیل)

۷- فَدَعَا هُمْ فَلَمْ یَسْتَجِیْبُوْا لَهُمْ

(سورہ کہف)

۸- اِنْ تَدْعُوْا هُمْ اِلَی السُّهُدٰی

(سورہ کہف)

ان تمام مقامات پر نطق دعا کے معنی ہیں کیا یہ دعا بھی لَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ

میں شامل ہے یا نہیں۔

تفسیر جلالین مبارک اور معالم التنزیل وغیرہ میں یدعو کے معنی یعبد میں اور

دُعائہم کے معنی عبادتہم لکھے ہیں۔

حدیث شریف میں بھی دعاء کے معنی عبادت ہیں چنانچہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اَلدُّعَاءُ مَعَ الْعِبَادَةِ (رواہ الترمذی و مشکوٰۃ) یعنی دعاء عبادت کا مغز ہے۔

۳۔ اگر ہر جگہ دعاء سمجھنے پکارنے کے لئے جائیں تو پھر تو اس شرک سے کوئی نہیں بچ سکتا نبی ہویا ولی۔ عالم ہویا جاہل۔ مُنکر ہویا مُقر۔ کیونکہ یہ سب کا دستور ہے کہ وہ روزانہ ایک دوسرے کو بلاتے یا پکارتے ہیں مثلاً یازید۔ یا عمر۔ یا فلان۔ تو اس لحاظ سے سب کے سب شرک ہوئے حتیٰ کہ اس اعتراض کی رو سے معترض بھی نہیں بچ سکتا کیونکہ وہ بھی اس طرح غیر اللہ کو پکارتا ہے۔

سوال کسی نبی یا ولی کو دُور سے یہ سمجھ کر پکارنا کہ وہ ہماری آواز سنتے ہیں شرک ہے کیونکہ دُور کی آواز سُنا تو خدا ہی کی صفت ہے۔ غیر خدا میں یہ طاقت ماننا شرک ہے۔ اگر عقیدہ نہ ہو تو یا رسول اللہ یا غوث وغیرہ کہنا جائز ہے جیسے ہوا کوندا دیا کرتے ہیں۔ سُنا لے بادِ صبا، وغیرہ وہاں یہ خیال نہیں ہوتا کہ ہوا سُنتی ہے آج کل عام وہابی یہ ہی عذر پیش کرتے ہیں۔ فتاویٰ رشیدیہ وغیرہ میں بھی اسی پر زور دیا گیا ہے۔

جواب دُور سے آواز سُنا ہرگز خدا کی صفت نہیں کیونکہ دُور سے آواز تو وہ سُنے جو پکارنے والے سے دُور ہو۔ رب تعالیٰ تو شررگ سے بھی زیادہ قریب ہے خود فرماتا ہے نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ ہم تو شررگ سے بھی زیادہ قریب ہیں وَ اِذَا سَاَلْتَ عِبَادِي عَنِّي فَاِنِّي قَرِيْبٌ جِبِّمِي رَبِّمِي سے میرے بلے میں پوچھیں تو فرما دو کہ ہم قریب ہیں نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْكُمْ وَ لٰكِنْ لَا تَبْصُرُوْنَ ہم اس بیمار سے بقا بلہ تہا کے زیادہ قریب ہیں مگر تم دیکھتے نہیں لہذا پروردگار تو قریب ہی کی آواز سُنتا ہے ہر آواز اس سے

قرب ہی ہوتی ہے کہ وہ خود قریب ہے اور اگر یہ لیا جائے کہ دُور کی آواز سنا اس کی صفت ہے تو قریب کی آواز سنا بھی تو اس کی صفت ہے لہذا چاہیے کہ قریب والے کو بھی سامع سمجھ کر نہ پکارو ورنہ شرک ہو جاؤ گے سب کو بہرا جانو نیز جس طرح دُور کی آواز سنا خدا کی صفت ہے۔ اسی طرح دُور کی چیز دیکھنا دُور کی خوشبو پالینا بھی تو صفتِ الہی ہے اور ہم علم غیب اور حاضر و ناظر کی بحث میں ثابت کر چکے ہیں کہ اولیاء اللہ کے لئے دُور و نزدیک یکساں ہیں۔ جب ان کی نظر دُور و قریب کو یکساں دیکھ سکتی ہے تو اگر ان کے کان دُور و قریب کی آواز سن لیں تو کیوں شرک ہوا؟ یہ وصف ان کو بہ عطاءِ الہی حاصل ہوا۔ اب ہم دکھاتے ہیں کہ دُور کی آواز انبیاء و اولیاء سنتے ہیں۔

دُور سے سننے کے دلائل

حضرت یعقوب علیہ السلام نے کنعان میں بیٹھے ہوئے حضرت یوسف علیہ السلام کی قمیص کی خوشبو پالی اور فرمایا اِنِّیْ کَاٰمِیْدٌ بِرٰیْحِ یُوْسُفَ تَاُوْدِیْہِ شَرِکِ ہُوَ اَیَا نِہِیْ ہِ؟ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مدینہ پاک سے حضرت ساریہ کو آواز دی جو مقام نہاوند میں جنگ کر رہے تھے اور حضرت ساریہ نے وہ آواز سن لی، دیکھو مشکوٰۃ باب الکرامات فصل ثالث۔ حضرت فاروق کی آنکھ نے دُور سے دیکھا حضرت ساریہ کے کان نے دُور سے سنا۔ تفسیر روح البیان و جلالین و مدارک وغیرہ تفاسیر میں زیر آیت وَ اُذِنَ فِیْ مٰلِئٰتِہٖمُ زَبٰلٌ مِّنْ حٰجِجٍ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خانہ کعبہ بنا کر پہاڑ پر کھڑے ہو کر تمام روجوں کو آواز دی کہ اے اللہ کے بندو قیامت تک جو بھی پیدا ہونے والے ہیں سب نے وہ آواز سن لی۔ جس نے لبیک کہہ دیا وہ ضرور حج کریگا اور جو روح خاموش رہی وہ کبھی حج نہیں کر سکتی کہیے یہاں تو دُور کے علاوہ پیدائش سے پہلے سب نے حضرت خلیل کی آواز سن لی یہ شرک ہوا یا نہیں؟ اسی

طرح حضرت خلیل نے بارگاہِ ربّ جلیل میں عرض کیا کہ مولیٰ مجھے دکھا دے تو کس طرح
 زندہ فرمائے گا تو حکم ہوا کہ چار پرندوں کو ذبح کر کے ان کے گوشت چار پہاڑوں پر رکھو
 تَوَادُّعُهُنَّ يَا بَنِيكَ سَعِيًّا تَمْ أَنهیں پکارو وہ دوڑتے آئیں گے۔ دیکھو مردہ جانوروں
 کو پکارا گیا اور وہ دوڑے۔ تو کیا اولیاء اللہ ان جانوروں سے بھی کم ہیں؟ آج ایک
 شخص لندن میں بیٹھ کر بذریعہ ٹیلیفون پاکستان کے آدمی سے بات کرتا ہے اور یہ
 سمجھ کر اس کو پکارتا ہے کہ پاکستان کا آدمی اُس آلہ کے ذریعے میری بات سنتا ہے
 یہ پکارنا شرک ہے یا نہیں؟ تو اگر کسی مسلمان کا عقیدہ یہ ہو کہ قوتِ نبوتِ ٹیلیفون
 کی قوت سے زیادہ ہے تو حضراتِ انبیاء اس قوتِ خدا داد سے ہر ایک کی آواز سنتے
 ہیں۔ پھر پکائے یا رسول اللہ العیاش تو کیوں شرک ہوا؟ حضرت سلیمان علیہ السلام
 نے ایک سفر میں جاتے ہوئے ایک جنگل میں چیونٹی کی آواز دور سے سنی وہ کہتی ہے
 يَا أَيُّهَا النَّاسُ ادْخُلُوا مَسْكِنَكُمْ لَا يَحْطَبْتُمْكُمْ سُلَيْمَانُ وَبَنُوهُ دَعَا
 لَا يَشْعُرُونَ ۵ پارہ (۱۶) سورہ نمل اے چیونٹیو اپنے گھروں میں جلی جاؤ تمہیں کچل نہ
 ڈالیں سلیمان اور ان کا شکر بے خبری میں۔ تفسیر روح البیان وغیرہ میں اسی آیت
 کے ماتحت ہے کہ آپ نے تین میل سے چیونٹی کی یہ آواز سنی۔ خیال تو کرو کہ چیونٹی کی
 آواز اور تین میل کا فاصلہ۔ کہیے یہ شرک ہوا یا کہ نہیں؟ مشکوٰۃ باب اثبات عذاب القبر
 میں ہے کہ دفن کے بعد مردہ قبر میں سے باہر والوں کی پاؤں کی آواز سنتا ہے اور زائرین
 کو دیکھتا اور پہچانتا ہے۔ اسی لئے قبرستان میں جا کر اہل قبور کو سلام کرنا چاہیے۔
 اس قدر مٹی کے نیچے ہو کر اتنی آہستہ آواز کو سننا کس قدر دور کی آواز سنتا ہے
 کہو شرک ہوا یا کہ نہیں؟ ہم بحثِ علمِ غیبِ اولیاء اللہ میں مشکوٰۃ کی حدیث
 نقل کر چکے ہیں۔ کہ اللہ کا ولی خدائی طاقت سے دیکھتا، سنتا اور چھوٹا ہے جس
 کو خدا تعالیٰ اپنی قوت عطا فرماوے۔ وہ اگر دور سے سن لے تو کیوں شرک ہے؟

مخالفین کے معتد اور معتبر عالم مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی قناوی عبدالحی کتاب العقائد ص ۴۳ میں اس سوال کے جواب میں کہ ایک شخص کہتا ہے کہ کم یلذو لکھ یؤلذ حضور علیہ السلام کی شان ہے اور قل هو اللہ احد حضور علیہ السلام کی صفت ہے ایک حدیث نقل فرماتے ہیں۔

چاند کا جھک جانا

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا کہ یا رسول اللہ چاند آپ کے ساتھ کیا معاملہ کرتا تھا جب کہ آپ چہل روزہ تھے آپ نے فرمایا کہ مادر مشفقہ نے میرا ہاتھ مضبوط باندھ دیا تھا اس کی اذیت سے مجھ کو روزنا آتا تھا اور چاند منع کرتا تھا۔ حضرت عباس نے عرض کیا کہ ان دنوں آپ چہل روزہ (چالیس دن) کے تھے یہ حال کیونکر معلوم ہوا؟ فرمایا لوح محفوظ پر قلم چلتا تھا اور میں سنتا تھا۔ حالانکہ شکم مادر میں تھا۔ اور فرشتے عرش کے نیچے تسبیح کرتے تھے اور میں ان کی تسبیح کی آواز سنتا تھا۔ حالانکہ شکم مادر میں تھا۔ اس روایت سے تو ثابت ہوا کہ حضور علیہ السلام والدہ ماجدہ کے شکم میں ہی عرش و فرش کی تمام آوازیں سنتے تھے حدیث میں ہے کہ جب کوئی عورت اپنے شوہر سے لڑے تو جنت سے خور پکا کر اُسے ملا کرتی ہے۔ معلوم ہوا کہ گھر کی کوٹھڑی کی جنگ کو خور اتنی دُور سے دیکھتی اور سنتی ہے اور پھر اُسے علم غیب بھی ہے کہ اس آدمی کا انجام بخیر ہوگا۔ آج کل ہم دور کی چیزیں دیکھتے ہیں۔ ریڈیو ویلیفون سے دور کی آواز سنتے ہیں۔ تو کیا نور نبوت و ولایت کی طاقت بجلی کی طاقت سے بھی کم ہے۔ معراج میں حضور علیہ السلام نے جنت میں حضرت بلال کے قدم کی آہٹ سنی حالانکہ بلال کو معراج نہیں ہوئی تھی اور وہ اپنے گھر ہی میں تھے یہاں نماز تہجد کے لئے چل پھر رہے ہوں گے۔ وہاں آہٹ سنی جا رہی تھی اور اگر حضرت بلال بھی بحکم شال جنت میں پہنچے تو حاضر و ناظر کا ثبوت ہوا۔

خلاصہ ان سب باتوں کے متعلق مخالف یہ ہی کہے گا کہ وہ تو خدا نے سنایا تو ان حضرات نے سن لیا۔ بس ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ انبیاء و اولیاء کو خدا دوڑ کی آوازیں سناتا ہے۔ تو یہ سنتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کی یہ صفت ذاتی۔ ان کی عطا کی یہ صفت قدیم ان حضرات کی حادث۔ خدا کی یہ صفت کسی کے قبضہ میں نہیں ان کی یہ صفت خدا کے قبضہ میں۔ خدا کا سننا بفرکان وغیرہ عضو کے۔ ان کا سننا کان سے۔ اتنے فرق ہوتے ہوئے شرک کیسا؟ اس نداء کے متعلق اور بہت کچھ کہا جاسکتا ہے مگر اسی قدر پر ہی کفایت ہے۔

نعرۂ غوثیہ جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے غلاموں کی مدد فرماتے ہیں ایسے ہی غوث جیلانی رضی اللہ عنہ اپنے مریدین کی۔ پناہ بھجیۃ الامرار میں ہے۔

عَنْ الشَّيْخِ أَبِي الْحُسَيْنِ عَلِيِّ الْخُبَّانِ قَدِّسَ سِرُّهُ
قَالَ سَمِعْتُ الشَّيْخَ مُحَمَّدَ الدِّينِ عَبْدِ الْقَادِرِ رَضِيَ اللَّهُ
يَقُولُ مَنْ اسْتَفَاثُ بِي فِي كُزْبَةٍ كَشَفْتُ عَنْهُ وَمَنْ
نَاوَانِي بِاسْمِي فِي سِدَّةٍ فَرَجَّتْ عَنْهُ وَمَنْ تَوَسَّلَ
بِي فِي حَاجَةٍ قَضَيْتُ حَاجَتَهُ.

(نزہۃ المناظر ملا علی قاری ص ۶۱)

”شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے۔ جس شخص نے مجھ کو مصیبت کے وقت پکارا کسی مصیبت میں تو میں اس سے مصیبت دور کرتا ہوں اور جس نے میرا نام لے کر پکارا تو میں تکلیف ہٹا دیتا ہوں اور جس شخص نے کسی حاجت میں ویسے وسیلہ لیا تو میں اس کی حاجت پوری کرتا ہوں“

ف: اسی ارشاد پر ہم لغزوں و دیگر مشکلات کے وقت کہتے ہیں:

”یا غوث اعظم دستگیر“

تعارف مصنف بہجۃ الاسرار: یہ امام ابوالحسن نورالدین علی

مصنف بہجۃ الاسرار شریف اعظم علماء وائمہ قرأت و اکابر اولیاء و سادات طریقت سے ہیں۔ حضور غوث الثقلین رضی اللہ عنہ تک صرف دو واسطے رکھتے ہیں۔ انہوں نے امام اہل حضرت ابوصالح نصر قدس سرہ سے فیض حاصل کیا انہوں نے اپنے والد ماجد حضرت ابوبکر تاج الدین عبدالرزاق نور اللہ مرقدہ سے، انہوں نے اپنے والد ماجد حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ سے۔ امام شمس الدین ذہبی کے علم حدیث و اسماء الرجال میں جن کی جلالت شان عالم میں میں آشکار ہے، ان کی مجلس درس میں حاضر ہوئے اور اپنی کتاب طبقات المتقین میں ان کی بہت مدح لکھی۔ امام محدث محمد بن محمد جزری مصنف حصن حصین ان کے سلسلہ تلامذہ میں سے ہیں۔ انہوں نے ان کی کتاب بہجۃ الاسرار شریف انہی شیخ سے پڑھی اور اس کی سند اجازت حاصل کی۔

شیخ محقق مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ زبدۃ الآثار شریف میں فرماتے ہیں کہ کتاب بہجۃ الاسرار کتاب عظیم و شریف مشہور ہے اور اس کے مصنف بہت بڑے امام اور عالم ہیں۔ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ نے حسن المحاضرہ میں ان کو امام الاوحد لکھا ہے۔ بہجۃ الاسرار شریف اور اس کے مصنف کے متعلق اپنے ائمہ کی رائیں ملاحظہ فرمائیں۔ اب خود مخالفین کے گھر کی شہادت سنئے۔
مولوی انور شاہ صاحب کشمیری صدر مدرس مدرسہ دیوبند بہجۃ الاسرار شریف کے مصنف امام شطنونی کے متعلق فرماتے ہیں وَوَلَقَدْ الْمُحَدِّثُ ثُوْفٌ یَعْنِیْ
محدثین نے ان کی توثیق فرمائی ہے۔ (فیض الباری ص ۶۱)

مہر پیر فقیر کی مدد: چوں کہ غوث اعظم رضی اللہ عنہ جملہ پیروں کے پیر ہیں اسی لئے ان کا نعرہ مشہور ہے ورنہ ہمارے نزدیک ہر شیخ

کامل بشرط نسبتِ کامل اپنے نام یوں کی مدد فرماتا ہے اور بعض سلاسل کے نعرے آپ کے نام یوں میں معروف میں معروف بھی ہیں مثلاً پیر پاگاہ کے مریدین کہتے ہیں۔ ”بیچ پاگاہ را“ یعنی اے پیر پاگاہ! مدد فرما ایسے بہا الحق ملتان کا نعرہ ایسے گنج شکر کانوہ وغیرہ وغیرہ

اس کی وجہ وہی ہے کہ اللہ والوں کو اللہ تعالیٰ نے تصرف کی قدرت بخشی

ہے چند واقعات ملاحظہ ہوں۔

کھڑاؤں کی مار | سیدی اما عبدالوہاب شتانی قدس سرہ الربانی فرماتے

ہیں کہ سیدی شمس الدین محمد حنفی اپنے حجرہ شریف میں وضو فرماتے تھے کہ ناگاہ اپنی ایک کھڑاؤں پر پھینکی کہ غائب ہو گئی حالانکہ حجرہ شریف میں کوئی راہ اس کے باہر جانے کی نہ تھی۔ دوسری کھڑاؤں اپنے خادم کو دی کہ اسے اپنے پاس رکھے جب تک وہ پہلی واپس نہ آئے۔ ایک مدت کے بعد ملک شام سے ایک شخص وہ کھڑاؤں مع ہدایا کے حاضر لایا اور عرض کی کہ اللہ آپ کو جزائے خیر دے۔

ان اللص لما جلس	جب چور میرے سینہ پر بٹھے
على صدرى يذبحنى	ذبح کرنے بیٹھا میں نے اپنے
قلت نى نفسى يا سیدی	دل میں کہا یا سیدی محمد یا حنفی
محمد یا حنفی فجاءته	رجب میں نے ندا کی اور حضور کو
فی صدره قال قلب	پکارا تو اسی وقت غیب سے
مغمى علیه وکفانى الله	یہ کھڑاؤں آکر اس چور کے سینہ
عثر وحبلى ببرکتك	پر اس زور سے لگی کہ غش کھا
رطبقات الكبرى	کراٹا ہو گیا مجھے ببرکتِ حضرت

مصری ص ۹۵) اللہ عزوجل نے نجات بخشی
 ف: دل میں کہا "یا سیدی" تو مدد مل گئی وہ اس لئے کہ اولیاءِ نظر
 صفات ہیں اور اللہ تعالیٰ کی صفت عظیم بذات الصدور ہے اسی لئے کوئی اشکال
 نہیں۔ تفصیل کے لئے دیکھئے فقیر کا رسالہ فیض الغفور فی علم مافی الصدور
 سیدی شمس الدین محمد فی رحمۃ اللہ علیہ کی زوجہ مقدسہ
 زوجہ کی بدو: بیماری سے قریب برگ ہو گئیں

فَكَانَتْ تَقُولُ يَا سَيِّدِي
 اَحْمَدُ يَا بَدْوِي خَاطِرُكَ
 مَعِيَ فَرَأَتْ سَيِّدِي
 اَحْمَدُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ
 فِي الْمَتَامِ وَهُوَ
 صَارِبُ الشَّامِيِّينَ
 وَعَلَيْهِ جِبَّةٌ وَاسِعَةٌ
 الْاَكْمَامِ عَرِيضُ الصُّدَا
 اَكْمَرُ الْوَجْهِ وَالْعَيْنَيْنِ
 وَقَالَ لَهَا تَنَادَيْتِي وَ
 تَتَغِيثِنِي وَاَنْتِ لَا
 تَعْلَمِي اَنْكَ فِي حَيَاةِ
 مَرْجُلٍ مِنَ الْكِبَارِ
 التَّمَكِّنِ وَنَحْنُ لَا
 نَجِيْبُ مِنْ دَعَانَا وَهُوَ

اور وہ یوں ندا کرتی تھیں یا سیدی
 احمد یا بدوی خاطرِ کر
 لے میرے سردار لے احمد بدوی
 آپ کی توجہ میرے ساتھ ہے
 ایک دن حضرت سید احمد کبیر
 بدوی رضی اللہ عنہ کو خواب
 میں دیکھا کہ آپ بہت کھلا
 جبہ پہنے ہوئے تشریف لائے
 آپ کا سینہ مبارک چوڑا
 اور چہرہ اور آنکھیں سرخ
 تھیں، فرمایا تو کب تک مجھے
 پکارتے گی اور مجھ سے فریاد کرے
 گی تو جانتی نہیں کہ ایک تو
 بڑے صاحبِ تمکین (یعنی اپنے
 شوہر) کی حمایت میں ہے اور

مَوْضِعَ أَحَدٍ مِنَ الرِّجَالِ
 قَوْلِي يَا سَيِّدِي
 مُحَمَّدُ يَا حَنَفِي يُعَافِيكَ
 اللَّهُ تَعَالَى فَقَالَتْ ذَلِكَ
 فَأَصْبَحَتْ كَأَنَّ لَمْ يَكُنْ
 بِهَا مَرَضٌ

(طبقات الكبرى ص ۱۶)

جو کسی ولی کبیر کی درگاہ میں ہوتا ہے
 ہم اس کی ندا پر اجابت نہیں کرتے
 یوں کہہ یا سیدی محمد یا حنفی!
 یہ کہے گی تو اللہ تعالیٰ تجھے عافیت
 بخشے گا ان بی بی نے یوں ہی کہا
 صبح کو تندرست اٹھیں، گویا کبھی
 مرض تھا ہی نہیں۔

ایک بار حضرت سیدی مدین بن احمد استمونی نے
 و صوفیہ ہے تھے کہ اسی اثنار میں ایک کھڑاؤں بلاد
 مشرق کی طرف پھینکی۔

ثُمَّ جَاءَ رَجُلٌ مِنْ
 تِلْكَ الْبِلَادِ بَعْدَ سَنَةٍ
 وَفَرَدَّةً الْقَبَابَ مَعَهُ
 وَأَخْبَرَ أَنَّ شَخْصًا
 مِنَ الْعِيَاقِ عَيْتَ
 يَابُنْتَهَ فِي الْبَرِيَّةِ
 فَقَالَتْ يَا شَيْخُ ابْنِ
 الْأَحْظَنِ لَا تَهَالِكُمْ
 تَعْرِفُونَ أَنَّ إِسْمَهُ
 مَدِينُ ذَلِكَ الْوَقْتُ
 وَهِيَ إِلَى الْآنَ عِنْدَ

سال بھر کے بعد ایک شخص حاضر
 ہوئے اور وہ کھڑاؤں ان
 کے پاس تھی انہوں نے حال
 عرض کیا کہ جنگل میں ایک مکان
 نے ان کی صاحب زادی پر
 دست درازی کرنی چاہی۔
 لڑکی کو اس وقت اپنے باپ
 کے پیرومرشد حضرت سیدی
 مدین کا نام معلوم نہ تھا یوں ندا
 کی یا شیخ ابی الاحظنی اے میرے
 باپ کے پیرومرشد مجھے پچائیے

ذُرِّيَّتِهِ -
 یہ ندا کرتے ہی وہ کھڑا اوڑھ لیا
 (الطبقات الكبرى ص ۱۳۱)
 لڑکی نے نجات پائی وہ کھڑا
 اب تک ان کی اولاد میں موجود ہے

بادشاہ کا لشکر عاجز : سیدی محمد عمری رضی اللہ عنہ کے ایک مرید
 بازار میں تشریف لے جا رہے تھے کہ ان کے جانور کا پاؤں پھسلا یاواز
 پکا ریا سیدی محمد عمری اور قریب ہی ابن عمر حاکم صعید کو بحکم سلطان چیتق
 قید کر کے لئے جا رہے تھے انہوں نے مرید کا ندا کرنا سنا تو اوجھلا یہ سیدی محمد عمری
 کون ہیں؟ کہا میرے پیر و مرشد شیخ کامل ہیں۔ ابن عمر نے کہا میں ذلیل
 بھی کہتا ہوں یا سیدی محمد یا عمری لا خطنی اے میرے سردار محمد عمری مجھ پر
 عنایت کیجئے! یہ ان کا کہنا تھا کہ سیدی محمد عمری نے ان کی فریاد کو سن لیا
 اور تشریف لاکر مدد فرمائی کہ بادشاہ اور اس کے لشکریوں کی جان پین
 گئی۔ مجبوراً ابن عمر کو خلعت دے کر رخصت کیا۔ (الطبقات الكبرى ص ۱۳۱)
 حضرت شیخ موسیٰ ابو عمران رضی اللہ عنہ کے

مرید ہیں بھی ہوں متعلق مشہور ہے کہ

كَانَ إِذَا نَادَاهُ مُرِيدُهُ
 جَبَّانٌ كَأَنَّ كَوْنَهُ مُرِيدُهُ جَاهًا
 أَجَابَهُ مِنْ مَسِيرَةٍ
 کہیں سے ندا کرتا جواب دیتے
 سَنَةً أَوْ أَكْثَرَ
 اگرچہ سال بھر کی راہ پر ہوتا۔
 (الطبقات الكبرى ص ۱۳۱)

نمونہ کے طور پر چند واقعات عرض کئے ورنہ اسلاف صالحین رحمہم اللہ نے
 بالعموم اور سیدنا امام عبدالوہاب شعرائی رضی اللہ عنہ نے اس قسم کے بے شمار واقعات
 لکھے ہیں جس کو شوق ہوان کی تصنیف الطبقات کا مطالعہ کرنے۔

تعارف امام شعرانی : آپ وہ بزرگ ہستی ہیں کہ دیوبند کے صدر مدرس مولوی نور شاہ صاحب ان کے متعلق تحریر فرماتے ہیں :-

وَالشُّعْرَانِيُّ أَيْضًا كَتَبَ أَنَّهُ
 وَالْأَمَلِيُّ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 وَقَرَأَ عَلَيْهِ الْبُخَارِيُّ فِي
 ثَابِتِيَّةٍ مَرَّفَقَ مَعَهُ ثُمَّ
 بِمَحَاضِرِهِ وَمَكَانٍ وَاحِدٍ مِنْهُمْ
 حَسْبِيًّا (عین ابدی ص ۱۲)

کہ امام شعرانی نے لکھا ہے کہ انہوں نے
 حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیداری میں زیارت
 کی اور پوری بخاری شریف آپ کو
 پڑھ کر سنائی اس وقت ان کے ساتھ
 ان کے آٹھ رفق بھی تھے ایک ان میں
 حنفی بھی تھا۔

استمداد اول امداد

استیدنا حضور غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشاد مبارک علیہ

- ۱ تمہ فروع الغیب بر ما شید بہتم الا سرار صنفہ ۲۱۸ مطبوعہ مصر :-
 اَنَا لِيُؤْيِدِي حَافِظٌ مَا يَخَافُهُ وَأَحْرُسُهُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ وَفُسْنِهِ
 یعنی میں اپنے مرید کی محافظت کرنے والا ہوں ہر اس چیز سے جو اس کو خون میں ڈنڈے اور میں اس کی
 گمبالی کرتا ہوں ہر قسم شر اور فتنے :-
- ۲ تَوَسَّلْ بِنَائِي كُلِّ مَوْلٍ وَشِدَّةٍ اَيْتُكَ فِي الْأَشْيَاءِ طَرًا بِلِهْتِي
 مجھے توسل کرو ہر مہول اور سختی میں میں اپنی ہمت کے بعد امور میں تمہاری فریاد رسی کروں گا ،
 ۳ يُوْيِدِي إِذَا مَا كَانَ شَرْقًا وَمَغْرِبًا أَعْيَشُهُ إِذَا مَا سَارَفِي بَعِي بَلَدًا
 میں اپنے مرید کی فریاد رسی کرتا ہوں خواہ وہ کسی شہر میں ہو ، مشرق میں یا مغرب میں :-
- تمہ فروع الغیب بر ما شید بہتم الا سرار صنفہ ۲۲۵ و ۲۲۶ مطبوعہ مصر :-
 ۴ يُوْيِدِي لِي لَا تَخَفْ وَأَبِشْ فَيَارِي عَزُودًا قَاتِلُ سَيْفِ الْقِتَالِ
 یعنی میرے مرید کسی دشمن سے ڈرو ، کہ جب تک میں مستعمل عزم والا سخت گیر اور لڑائی کے وقت
 قتل کرنے والا ہوں :-

۵ مُؤَيَّدِي لَأَخْفَ اللَّهُ رَبِّي عَطَائِي رَفَعَتْ نِلْتُ الْمَسَالِمِ

میرے مرید خوفِ کراہت میرا رب مجھے وہ رفعت ملی ہے جس میں مقصود کو پہنچ گیا ہوں ،
مُؤَيَّدِي تَمَسَّكَ بِئِي وَكُنْ لِي دَائِقًا تَلْحِمِيكَ فِي الدُّنْيَا وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ
یعنی میرے مرید میرا دامن منہبوی سے پکڑے اور بوجھ پر پورا اعتماد رکھے میں تیری دنیا میں بھی حمایت
کروں گا اور قیامت کے دن بھی :-

۶ بَهِجَةُ السَّرَّارِ صَفْحَةَ ۱۹۹ - دَلُوا أَنْ كَشَفَتْ عَوْرَةَ مُؤَيَّدِي بِالْمَشْرِقِ وَأَنَا بِالْمَغْرِبِ
اَسْتَوْتُمَهَا - اگر میرا مرید مشرق میں کہیں ہے پردہ ہو جائے اور میں مغرب میں ہوں تو میں اس کی پڑ پڑی
کتابوں :-

چھ ستمبر ۱۹۶۵ء

کی جنگِ پاک و مہنت

اس جنگ کا نام لے کر ہی اہل پاکستان فخر کرتے ہیں لیکن ساتھ ہی یہ اعتراف
بھی کرتے ہیں کہ فتح نصیب ہوئی لغزہ یا رسول اللہ سے ۔

ستمبر ۱۹۶۵ء کے وہ سترہ دن کسے یاد نہیں جنہیں اسلامیانِ پاکستان نے نصرت
الہی و برکاتِ محمدی کے جلو میں طلوع کیا ۔ ۶ ستمبر کو ہمارے پڑوسی ملک بھارت نے اپنے
طور پر انتہائی اعتماد سے خوب سوچ سمجھ کر بڑی طاقتوں کے مشورہ سے پانچ بڑی گنا طاقت
کے ساتھ بغیر الٹی میٹم دینے چپ چاپ رات کے خوابناک ٹھوں میں ۔ اپنے سے بہت
چھوٹے ملک پاکستان پر حملہ کر دیا ۔ پھر مسلمان جلال میں آگیا ۔ جلال میں آنا اور ایمانی کر کے
دکھانا مسلمان کی چودہ سو سالہ پرانی عادت ہے ۔ وہ چودہ سو سال سے انسانی ارتقا کی
تاریخ میں ایسے کرشمے رقم کرتا چلا آ رہا ہے ۔

۶ ستمبر کی صبح کو جب مشرقی سرحد دھماکہ خیز آوازوں نے پاکستانی مسلمان قوم کو چینج باتو غفلتوں اور گناہوں میں کھوئی ہوئی یہ قوم اچانک اپنے رب کی یاد میں مستغرق ہو گئی سجد میں نمازی بڑھ گئے۔ لوگ جوش جہاد میں دیوانے ہو گئے۔ صدر مملکت سے لے کر ایک عام آدمی تک عموماً ہر شخص کی زبان پر اللہ کا نام تھا اور دلوں سے دعائیں نکل ہی تھیں۔ ان چند دنوں میں بارہ کروڑ عوام کی اس قوم نے اتحاد و اتفاق اور جذبہ ایمانی کا جو ثبوت دیا اس کی تاریخ میں مثال بہت کم ملتی ہے۔

اللہ کا ہاتھ: میجر شفقت بلوچ بیان کرتے ہیں کہ ہم دشمن کے مقابلے میں آئے تو ہمیں محسوس ہوتا تھا کہ ہمارے سرور پر اللہ کا ہاتھ ہے۔ ہم ایک گولی چلاتے تھے لیکن اس سے دس دشمن ہلاک ہوتے تھے۔ اس سے ہمارے حوصلے بلند ہو گئے۔ ہمارے عزائم میں نئی روح آگئی اور دشمن کو ملیا میٹ کرنا ہمارے لئے قطعی طور پر مشکل نہ رہا۔

نعرہ تکبیر: ۸ ستمبر کو جب ہندوستان مکاری سے چونڈہ کے قریب پہنچ گئے تو میجر محمد حسین ملک کی ڈیوٹی لگی کہ وہ ٹینکوں کی مدد سے دشمن پر جوابی حملہ کر کے اسے پسپا کر دے۔ میجر ملک اور اس کے بہادر ساتھی اشارہ پاتے ہی دشمن پر ٹوٹ پڑے اور اسے گڈ گورت تک دھکیل دیا۔ یہ معرکہ گرم تھا کہ اتفاق سے میجر ملک اور اس کے بہادر ساتھی دشمن کے ٹینکوں میں گھر گئے۔ میجر نے پوری آواز سے نعرہ بلند کیا۔ ہندوستانی سپاہی نعرہ تکبیر سے گھبرا گئے اور اپنے مضبوط مورچوں اور ٹینکوں سے نکل کر بھاگ کھڑے ہوئے اور اپنے ٹینک اور بے شمار لاشوں کے علاوہ اپنا آپریشن آرڈر میدان جنگ میں چھوڑ گئے جو بعد میں ہمارے فوجیوں کے بہت کام آیا۔

نعرہ رسالت: روزنامہ جنگ راولپنڈی ۱۲ اکتوبر ۱۹۶۵ء کی اشاعت میں قلمطراز ہے کہ پاکستانی افواج نے یا رسول اللہ اور یا علی کے نعرے لگاتے

ہوئے بھارتی ٹڈی دل فوج کو جری طرح شکست دی ہے۔ اس معرکہ میں نبی آخر الزما
صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ مجاہدین کے سروں پر موجود تھے۔
۱۲ سو میل لمبے محاذ پر سبز کپڑوں والے مجاہد۔ سفید لباس میں ایک بزرگ اور گھوڑے
پر سوار ایک جری دیکھے گئے۔ چونڈہ کے نزدیک ایک نورانی خاندان کو مجاہدین کی آمد اور کرتے
دیکھا گیا۔ سرگودھا کے ہوائی اڈہ پر ایک بزرگ کو اپنی جھولی میں ہم لیتے دیکھا گیا۔
لاہور، ظفر وال، چونڈہ اور سیالکوٹ میں اکثر غازیوں کو شاباش دی گئی۔ اور بعض
مقامات پر یا رسول اللہ اور یا علی کے نعزے سنے گئے۔ مختلف محاذوں سے یا رسول اللہ
اور علی کے نعزے سنے گئے۔ مختلف محاذوں سے ان مجیر العقول اور ایمان افروز کثمتوں
کی اطلاعات ملتی رہی ہیں۔ ان کثمتوں اور مجیر العقول واقعات کا اعتراف مسلمان جوانوں
مجاہدین، شہریوں کے علاوہ بھارت کے جنگی قیدیوں نے بھی کیا ہے۔

پراسرار فوج بریگیڈیر عبدالعلی ملک کا بیان ہے کہ چونڈہ کے محاذ کے قیدیوں
نے انکشاف کیا کہ انہیں رات کو میدان جنگ میں اسلامی لشکر نظر آتا تو

ہاتھوں میں برہنہ تلواریں لئے ہم پر ٹوٹ پڑے۔ اور ان کی تلواروں سے آگ کے
شعلے برستے تھے۔ اسی حیرت انگیز اسلامی لشکر میں بعض سپاہی گھوڑوں پر سوار ہوتے
اور بعض پیدل۔ ہمیں سب سے زیادہ نقصان اس پراسرار فوج نے پہنچایا جس پر نہ
ہمارے گولے اثر انداز ہوتے تھے نہ ٹینک وغیرہ۔

نامعلوم ہتھیار مولانا محمد افسر الحق جو علی گڑھ کے سدیانہ ہیں جنگ کے دنوں
میں دہلی میں تھے ان کی ڈیوٹی دوران جنگ زخمی فوجیوں کے

جنرل کیمپ پر لگا دی گئی تھی۔ ان کا بیان ہے کہ دہلی ریلوے اسٹیشن پر ایک دن میں ڈیڑھ
صد سے زائد ریل گاڑیاں زخمیوں سے بھری ہوئی آئیں۔ ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا
کہ اکثر زخمیوں کے دونوں بازو اور دونوں ٹانگیں یا ایک طرف کا بازو اور دوسری

طرف کی ٹانگ کٹی ہوئی ہوتی تھیں جیسے تلوار سے کاٹی گئی ہوں جو زخمی ہوش میں سہانے
یا بچ رہتے وہ اپنے زخمی ہونے کے متعلق صرف اتنا بتاتے کہ پاکستان نے کوئی نامعلوم
ہتھیار اس قسم کا ایجاد کیا ہے جس سے بازو اور ٹانگیں کٹ جاتی ہیں اور باقی جسم بچ رہتا
ہے۔

ایک مجاہد سو قیدی: چھمب جوڑیاں محاذ پر ہمارے توپخانہ کا ایک چھوٹا
ساجہاز فلطی سے ایک بھارتی کھپنی کی پوزیشن میں چلا

پائلٹ کو جو نہی صورتحال کا احساس ہوا۔ اس نے زوردار آواز میں بھارتیوں کو
بتایا کہ "میں اسی لئے آیا ہوں کہ تم سب کو تباؤں کہ تم ہمارے توپ خانہ کی زد میں ہو
اگر جان بچانا ہے تو ہتھیار پھینک کر قیدی بن جاؤ ورنہ پانچ منٹ کے اندر اندر تم سب
کا صفایا کر دیا جائے گا۔ بھارتی کھپنی نے ہتھیار پھینک دیئے اور ہمارا پائلٹ اکیلا ان
سب کو قید کر کے اپنی پوزیشنوں میں ہانک لایا۔

رزق حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن

عینی شاہد: میں نے پاک فوج کے غازیوں کے جگمگاتے نورانی دیکھے ہیں۔ میں
نے دشمن کے آگ و آہن کے طوفان میں انہیں اللہ اکبر اور یا علی
کے نعروں کے ساتھ چھلانگیں لگاتے دیکھا ہے۔ موت کے ان کے آگے آگے بھاگتے
اور آسمان سے ان پر پھولوں کی بارش برستے دیکھی ہے وہ ماؤں کے لعل تھے بہنوں
کے ہیرے موتی۔ وہ بیویوں کے سہاگ تھے اور اپنے پیارے بچوں کے ابو اور مرن
کے سائے لیکن اس وقت وہ اللہ کے شیر تھے۔ میں نے دشمنوں کے جنگل میں ان
شیروں کی دل دہلا دینے والی دھاڑیں سنیں۔ وہ اللہ کے سپاہی تھے جو اللہ کے دین
کی عزت۔ غیرت اور حرمت پر شہید ہو رہے تھے۔ میں نے دیکھا کہ بندہ مومن کا ہاتھ
کیسے بنتا ہے اور پھر اس کی ضرب کار کشا غالب و کار آفریں کیسے ہوتی ہے اس روز میں نے

اس عالم فانی کا سب سے بڑا کرشمہ دیکھا۔ میں نے آگ کو گلزار میں بدلتے اور موت کو زندگانی کا روپ دھارتے دیکھا۔ میں نے دیکھا کہ قرآن کے اوراق میں جب بندہ مومن کا خون گردش کرنے لگتا ہے تو دشت و جبل اُس کی لٹکار سے کس طرح تھرا تھرا کر ریزہ ریزہ ہو جاتے ہیں۔ وہ بڑی عجیب گھڑی تھی۔ تاریخ کے چودہ سال سمٹ کر میدانِ بدر و کربلا میں چمکتی تلواروں کے سایوں میں آگے آتھے۔ ایک جانب وہی جبرِ استبداد کی یلغار تھی اور دوسری جانب وہی ایک خدا ایک رسول اور ایک قرآن کی عظمت کی لٹکار

ایک طرف طرف شرارِ بولہبی تھا اور دوسری طرف چراغِ مصطفوی کی ظلم و استبداد کے اندھیروں کو بچاڑ دینے والی ضیاءِ پاشیاں۔ کفار کی عبرت آنیگز ہلاکت تھی اور بندہ مومن کی ایمان افزود شہادت۔ مشین گنز اور رائفلوں پر جھے ہوئے ہاتھوں نے اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لیا تھا۔ اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والی تلوار اپنے چودہ سالہ پیام میں سے کوندے کی طرح لپک کر باہر نکل آئی تھی اور کفر و الحاد کی گھٹاؤں کو پاش پاش کر رہی تھی۔ قرآن کی تلاوت کی یا جبروت کی آوازیں تھیں اور اللہ اکبر۔ یا رسول اللہ اور یا علی جید کے نعرے۔ (بی۔ آر۔ بی نہر ماخوذ بتصرف)

شہادتِ مطلوب و مقصود مومن
نہ مالِ غنیمت نہ کشورِ کشائی

الغرض جنگِ ستمبر میں اللہ کریم کے بے انتہا کرم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بے انتہا شفقت۔ محبوبانِ خدا کی زبردست اعانت۔ اور مجاہدین کی بے لوث قربانیوں کے پیش بہانہ کمروں سے اخبارات درساں اور کتابوں کے اوراق بھرے پڑے ہیں یہی اس سچی تاریخ سے یہی سبق ملتا ہے ہماری قوت اور کامیابی کا راز توکل علی اللہ جہاد فی سبیل اللہ اور امن مصطفوی سے وابستگی میں ہے۔

رضائے مصطفیٰ گو جزاؤا لہ رجب المرحب سال ۱۳۹۱ھ

فیصلہ

- ندائے انبیاء و اولیاء کو فقیر نے دلائل کے ساتھ بیان کرنے کے بعد اب ان مقامات کو لکھتا ہے جہاں مخالفین نے ہمیں ایسی ندائیوں سے روکا۔
- ۱۔ الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ (درود شریف) ہے۔
 - ۲۔ اذان کے وقت پہلے یا بعد کو (۳) اٹھتے بیٹھتے مدد کے واسطے
 - ۳۔ نعت خوانی شروع کرتے وقت۔
 - ۵۔ نعرہ رسالت میں وغیرہ وغیرہ۔

ہر اختلافی مسئلہ پر رسالہ جات ہونی چاہئیں چند ایک کے لئے توفیق کے مستقل رسائل مطبوعہ وغیر مطبوعہ تصنیف ہو چکے ہیں۔ مثلاً

- ۱۔ اذان کے وقت ذیل کے سارے مطبوعہ ہیں۔

۱) رجم الشیطان فی الصلوٰۃ والسلام عند الاذان

۲) اذان سے پہلے صلوٰۃ و سلام کا ثبوت اور اذان کے بعد التحقیق لعجیب فی اثبات التثویب اور نعرہ رسالت کے لئے ماہہ الکفایت فی نعرہ رسالت اور نعرہ تکبیر بدعت ہے یا نعرہ رسالت اور نعت خوانی کے وقت درود پڑھنا علی الاطلاق درود شریف کے فضائل میں شامل ہے۔ اگرچہ کل بدعت ضلالتہ الخ کی زد میں آئیگا لیکن جیسے دوسرے امور حدیث شریف کے حکم سے مستثنیٰ ہیں یہ بھی انہی میں سے ہے۔

الصَّلٰوٰةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ

بارے میں ان کتب میں کافی حوالے موجود ہیں جو صرف درود شریف کے فضائل وغیرہ

میں لکھی گئی ہیں چنانچہ ایک درود شریف اسی کتاب میں فقیر نے لکھ دیئے ہیں۔
لیکن انوس ہے کہ مکتب فکر دیوبند کے فضلاً اور وہابی فرقہ اور اس کے مہنوا کہتے ہیں
کہ الصلوة والسلام عليك يا رسول الله وود شریف نہیں فقیر خجند
حوالے ان کے اکابرین کے عرض کرتا ہے تاکہ منکر کو انکار نہ ہو۔

الصلوة والسلام عليك يا رسول الله اکابرین علماء دیوبند کے
نزدیک درود شریف ہے

۱۔ دارالعلوم دیوبند کے صدر مدرس جناب مولانا حسین احمد صاحب مدنی
اپنی تصنیف الشہاب الثاقب ص ۶۵ پر تحریر فرماتے ہیں :-

”و ما یہ عرب کی زبان سے بار بار سنا گیا کہ الصلوة والسلام

عليك يا رسول الله کو سخت منع کرتے ہیں اور اہل حرمین پر سخت نہز سے
اس نداء اور خطاب پر کرتے ہیں اور ان کا استہزاء اڑاتے ہیں اور کلمات ناشائستہ
استعمال کرتے ہیں۔ حالانکہ ہماری مقدس بزرگان دین اس صوت اور جملہ صوت
درود شریف کو اگرچہ بھیغہ خطاب و نداء کیوں نہ ہو مستحب و مستحسن جانتے
ہیں اور اپنے متعلقین کو اس کا امر کرتے ہیں۔“

۲۔ دارالعلوم مظاہر علوم سہارنپور کے شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا
صاحب جنہوں نے تبلیغی جماعت کے نصاب کو مرتب کیا ہے یا یوں کہہ لیں کہ ان کی
کتب فضائل کو علمائے دیوبند موجود نے تبلیغی نصاب بنا لیا ہے اپنی کتاب
فضائل درود ص ۲۸ میں لکھتے ہیں :-

”بندہ کے خیال میں اگر درود و سلام دونوں کو جمع کیا جائے تو زیادہ بہتر

ہے یعنی بجائے السلام عليك يا رسول الله السلام عليك يا نبی الله
وغیرہ کے الصلوة والسلام عليك يا رسول الله الصلوة والسلام عليك

یا نبی اللہ اسی طرح اخیر تک السلام کے ساتھ الصلوٰۃ کا لفظ بھی بڑھائے تو زیادہ اچھا ہے۔

۲۔ علمائے دیوبند ۱۱ جناب مولانا قاسم نانوتوی صاحب (۲) مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی (۳) مولانا اشرف علی صاحب تھانوی و دیگر اکابرین کے پیرو مرشد جناب حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر کی رحمتہ اللہ علیہ اپنی تصنیف صیارات القلوب ص ۶۱ پر ایک وظیفہ بتاتے ہیں :-

” دل کو تمام خیالات سے خالی کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صورت کا سفید کپڑے اور سبز بگٹی اور نور چہرہ کے ساتھ تصور کریں اور الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ کی داہنے اور الصلوٰۃ والسلام علیک یا نبی اللہ کی بائیں اور الصلوٰۃ والسلام علیک یا حبیب اللہ کے ضربِ دل پر لگائیں۔

۳۔ علماء دیوبند کے ممتاز فرد جناب مولانا اشرف علی صاحب تھانوی اپنی تصنیف شکر النعمۃ میں تحریر فرماتے ہیں :-

”یوں جی چاہتا ہے کہ آج درود شریف زیادہ پڑھوں اور وہ بھی ان الفاظ کے ساتھ الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ۔“

ان چار حضرات اکابرین علماء دیوبند نے اپنی اپنی تصانیف میں ”الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ“ پڑھنے کو کہا ہے بلکہ دارالعلوم دیوبند کے صدر مدرس جناب مدنی صاحب کی عبارت تو آپ پڑھ چکے ہیں کہ وہ وہاں یہ اس صلوٰۃ و سلام کو نفرت سے دیکھتے ہیں مگر ہم سے بزرگان دین تو خود بھی پڑھتے ہیں اور متعلقین کو بھی حکم دیتے ہیں۔ موجودہ دیوبندی حضرات سے اپیل ہے کہ ٹھنڈے دل سے غور فرمائیں کہ کیا وہ اپنے ان اکابرین کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے اس صلوٰۃ

وسلام کو پڑھتے ہیں یا بقول مدنی صاحب (صدر مدرس دیوبند) وہابیہ کی طرح اسے نفرت سے دیکھتے ہیں ہمیں قوی امید ہے کہ اپنے اکابرین کے ان عقائد کے پیش نظر اس مسئلہ میں حقیقت پسندی سے کام لیتے ہوئے اتفاق و اتحاد کریں گے اور کم از کم یہ مسئلہ نزاعی نہ رہے گا۔

وہابی کی نشانی اور آپ نے پڑھا کہ درود شریف اور بالخصوص الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ سے روکنا اور پڑھنے والوں

کو برا بھلا کہنا وہابیوں کی نشانی ہے اور یہ جملہ اس شخصیت کا ہے جو مخالفین کے نزدیک نہ صرف عالم دین ہیں بلکہ شیخ الاسلام مچھرا گئے سب کچھ ہیں۔ اب ناظرین انصاف فرمائیں کہ اس درود شریف سے آج کل کون روکتا بلکہ صرف اس آواز پر آج کل دیوبندی وہابی، اور سنی بریلوی، کانزاع برپا ہے۔

ستی کی نشانی مولوی زکریا نے دیوبندی تبلیغی نصاب ص ۶۸ اور فضائل درود شریف میں لکھا کہ علامہ سخاوی نے امام

زین العابدین سے نقل کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے درود بھیجنا اہل سنت ہونے کی علامت ہے یعنی سستی ہونے کی۔

ناظرین غور فرمائیں کہ درود شریف تو ہم پڑھتے ہی ہیں لیکن روکتے کون ہیں خود کہئے وہابی دیوبندی۔ اب مطلب صاف ہے کہ سنی کون ہوا خود کہہ دو کہ بریلوی۔

اذان کے وقت، "الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ" کی وقت

پڑھنے کے لئے فقیر کے رسالے کافی ہیں۔ یہاں یہ دکھانا ہے کہ اس کی تاریخ سے حیثیت کیا ہے تاکہ ناظرین اصل نزاع کو سمجھ سکیں۔

یاد رہے کہ اذان کے ساتھ صلوٰۃ وسلام چھٹی

صدی ہجری میں سلطان صلاح الدین ایوبی سے راجع و

یہاں تک کہ حرمین طیبین (مسجد نبوی اور کعبہ معظمہ) میں بھی اذان کے وقت صلوٰۃ وسلام پڑھا جاتا تھا۔ اس کی بندش محمد بن عبدالوہاب نے کی بلکہ اس نے ایک مؤذن کو محض اس لئے قتل کروادیا تھا کہ وہ اذان کے بعد صلوٰۃ وسلام پڑھتا تھا ملاحظہ ہو۔ الدرر السینہ ص ۵۹ مطبوعہ مکتبہ رحیمیہ پشاور۔ اس کے علاوہ کسی عالم نے علماء اہل سنت سے چھٹی صدی ہجری سے لے کر تیرہ صدی ہجری تک منع نہیں کیا اور نہ ناجائز کہا۔ رہا محمد بن عبدالوہاب نجدی کا معاملہ تو دارالعلوم دیوبند کے صدر مدرس جناب مولانا حسین احمد مدنی صاحب اسے گمراہ جانتے ہیں اور اس کے اقوال کو کفریہ قرار دیتے ہیں اب موجودہ دیوبندی اور وہابی حضرات سوچیں کہ انہیں اس مسئلہ میں علماء حق جن کا ذکر غیر گند چک ہے کہ ساتھ دنیا ہے یا محمد بن عبدالوہاب نجدی کا۔

فقیر اویسی غنزلہ، کتاب کو یہاں ختم کرتا ہے تاکہ عورت
آخری گذارش موجب ملامت نہ ہو، اہل الضاف کے لئے آنا

کافی ہے ضدی کو دفاتر بھی، اکافی۔ فقیر نے ہر پہلو سے مسئلہ کو سمجھانے کی کوشش کی ہے۔ احادیث صحیحہ کے علاوہ فقہاء کرام کے فتاویٰ اور وہ مشائخ عظام و علماء کرام جن کو اس عمل سے فائدے نصیب ہوئے ان کے صحیح راقعات و مستند روایات بھی لکھے ہیں اور مجرب نسخے بھی تاکہ کوئی اگر انہیں آزمائے تو آج بھی اس کی روحانی بیماری دور ہو سکتی ہے لیکن جو بد نسبت الٹ علاج کو بیماری سمجھے اسے خاک شفا ہوگی۔

فقیر اویسی غنزلہ نے ان بیماروں کی اصل بیماری کا سبب بتایا ہے تاکہ بیمار کو سمجھ کا موقعہ مل سکے کہ کب سے اور کیوں بیمار ہوا۔ الحمد للہ نجدت

مطبوعات

ہمارے چند

تفسیر ح البیاضہ فی فضائل الرحمن

فناویقا

شہادت
میں
میں
میں

تاریخ
تاریخ
تاریخ

انگوٹھے
جو منے کا
مطبوعات

مخزن
ازونیا

المعجزات
مکمل

مکتبہ

اوسبہ ضومہ بہاولپور

مطبوعات

ہمارے چہرے

تفسیر ح البیاتہ فیوض الرحمن

فناویقا

شہادت
میں
میں
میں

تاریخ
تاریخ
تاریخ

انگوٹھے
جو منے کا
مطبوعات

مخزن
ازونیا

المعجزات
مکمل

مکتبہ
اوسہ ضومہ بہاولپور

ندائے یاسرول اللہ

الصلاة وسلاماً عليك يا رسول الله
صلى الله عليك وسلم



حضرت فیض ملت محدث وقت شیخ القرآن علامہ محمد فضل احمد اویسی رضوی ^{مظاہر}

ناشر
مکتبہ اویسیہ رضویہ بہاولپور پاکستان